فتنہ قادیانیت کے خلاف

عدالتی فیصلے

ترتیب و تحقیق
محمد متین خالد

www.KitaboSunnat.com

آئین پاکستان میں ترمیم کے لیے ایک بل

ہر گاہ یہ قرینِ مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسبِ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

1۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974ء کہلائے گا۔

(2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2۔ آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا، دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

3۔ آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم

آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسبِ ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (3) جو شخص حضرت محمد ﷺ، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تا کہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط

www.KitaboSunnat.com

طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

عبدالحفیظ پیرزادہ

وزیر انچارج

جنرل ضیاء الحق کا نافذ کردہ آرڈیننس مجریہ 1982ء

قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی آئینی حیثیت کے متعلق مختلف حلقوں میں کچھ عرصے سے شبہات کا اظہار کیا جارہا ہے۔ ان شبہات کو دُور کرنے کی غرض سے صدر مملکت نے گزشتہ ماہ کی بارہویں تاریخ کو ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال 1982ء (صدارتی فرمان نمبر 8 مجریہ سال 1982ء) جاری کیا تھا، جس کی رُو سے اعلان کیا گیا ہے اور مزید توثیق کی گئی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء) کے جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء میں قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہیں، تسلسل متاثر ہوا ہے اور نہ ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی۔ نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) "غیر مسلم" کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہوگی، اور وہ بدستور "غیر مسلم" ہیں۔ وضاحتی فرمان کے بعد عام حالات میں اس مسئلے کی نسبت چہ میگوئیوں کا سلسلہ بند ہو جانا چاہئے تھا، مگر با ایں ہمہ چند مفاد پرست عناصر حقائق کا رخ موڑ کر اس ضمن میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے میں بدستور کوشاں نظر آتے ہیں۔ ان عناصر کی ریشہ دوانیوں کا مؤثر طریقے سے سدِّ باب کرنے کی خاطر اس مسئلے کی مزید صراحت اور وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مجلسِ شوریٰ کے گزشتہ اجلاس میں راجہ محمد ظفر الحق، قائم مقام وزیر قانون و پارلیمانی امور، نے قاری سعید الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق، ممبران وفاقی کونسل، کی جانب سے قادیانیوں کی قانونی حیثیت کے بارے میں پیش کردہ تحاریکِ التواء کے متعلق مورخہ 12 اپریل 1982ء کو ایک مفصل بیان دیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیر موصوف نے اس مسئلے کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء کے آرٹیکل 260 میں شق (3) میں صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانی فرقہ کے افراد کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد عوام کی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ سال 1976ء میں دفعہ 47۔الف کا اضافہ کیا جس کا تعلق غیر مسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس جدید دفعہ 47۔الف میں بھی قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو ''غیر مسلموں'' کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور ''غیر مسلم'' اقلیت متعین ہو جانے کی بنا پر معرضِ وجود میں آئی۔ اسی طرح ایوان ہائے پارلیمان وصوبائی اسمبلیوں کے (انتخابات) کے فرمان مجریہ سال 1977ء (فرمانِ صدر بعد از اعلان نمبر 5 مجریہ سال 1977ء) میں بھی بذریعہ صدارتی فرمان نمبر 17 مجریہ سال 1978ء ترمیم کر کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اہلیت اور نا اہلیت کے متعلق ''مسلم'' اور ''غیر مسلم'' کے الگ الگ زمرے طے کر دیئے گئے' جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخابات کے لیے اہل قرار نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کا نام ''مسلمانوں'' یا غیر مسلموں'' کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرستوں میں سے کسی ایک میں درج نہ ہو۔

بعد ازاں فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیر مسلم برقرار رکھی گئی۔ چنانچہ فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل 2 میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء جو فی الحال معطل ہے' کے کچھ آرٹیکل کو فرمانِ عارضی دستور کا حصہ بناتے وقت آرٹیکل 260 کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح قانونی پوزیشن کے باوجود کچھ حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت کے متعلق شک کا اظہار کیا گیا' جسے دُور کرنے کے لیے فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء میں آرٹیکل نمبر 1۔الف کا اضافہ کیا گیا' جس کی رُو سے یہ قرار پایا کہ 1973ء کے دستور اور مذکورہ فرمان نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیر مسلم سے مراد وہی لی جائے گی جس کا ذکر فرمانِ عارضی دستور مجریہ سال 1981ء کے حوالے سے ترمیم دستور (استقرار) کے فرمان مجریہ سال 1982ء میں ہے۔ فرمانِ عارضی دستور مجریہ 1981ء سال کے آرٹیکل 1۔الف میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں کے زُمرے میں شامل کیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیرِ موصوف نے وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کے جدول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عام طے شدہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارتِ قانون وقتاً فوقتاً ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے' جس کے ذریعے ان قوانین کو' جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہو اور جو اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں' منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی مروجہ طریقہ کار کے پیش نظر متذکرہ بالا وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں وزیرِ موصوف نے قانون عباراتِ عامہ بابت سال 1897ء کی دفعہ 6۔الف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو' ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود مؤثر رہتی ہے' بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذ العمل ہو۔ اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرضِ وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور مؤثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود ایسی ترمیم کی بقا کے لیے یکساں ہے۔ اس لیے یہ کہنا قطعاً بجا نہ ہوگا کہ ترمیم اسی صورت میں باقی رہے گی جبکہ متعلقہ ترمیمی قانون کا وجود باقی رہے گا۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے' ترمیم بہر حال نافذ العمل رہتی ہے۔ چنانچہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کی وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کی جدول اول میں شمولیت سے مذکورہ ترمیمی قانون کے ذریعہ سے کی جانے والی ترمیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بدستور قائم اور رائج ہیں۔ ان سب امور کے باوصف اس مسئلہ کو پھر سیاسی رنگ دینے اور ابہام پیدا کرنے کی ناجائز کوشش جاری رہی۔ لہٰذا جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے "ان مقامات سے بھی بچنا چاہیے جہاں تہمت لگنے کا اندیشہ پایا جائے۔" مذکورہ بالا شک و ابہام کو دور کرنے کے لیے حکومت نے ایک مزید قدم اٹھایا اور صدر مملکت نے ایک انتہائی واضح اور مکمل فرمان جاری کیا جو کہ صدارتی فرمان نمبر 8 مجریہ سال 1982ء کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تاکہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو یا ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو' دستور یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

اور چونکہ فرمانِ صدر نمبر 17 مجریہ سال 1978ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لیے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمانِ عارضی دستور' 1981ء (فرمان سی۔ایم۔ایل۔اے نمبر 1 مجریہ سال 1981ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلقہ تھے' اپنا جز قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ ''مسلم'' کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ' خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ' یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص' قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چونکہ مذکورہ بالا دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء نے دستور میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء) مسلمہ طریقۂ کار کے مطابق اور مجموعۂ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا' جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ' جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈیننس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے' مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں' مذکورہ بالا آرڈیننس کے اجراء سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا' اب 5 جولائی 1977ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے قانونی صورتِ حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لیے حسبِ ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

1۔ مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ:

(1) یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال 1982ء کے نام سے موسوم ہوگا۔ (2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2۔ استقرار......:

بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء کی جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 19 بابت سال 1974ء) کی شمولیت سے' جس کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء میں مذکورۂ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف) مذکورۂ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو مذکورۂ بالا دستور کے جزو کی حیثیت سے برقرار ہیں یا

(ب) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

متذکرہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادیانیوں کی آئینی و قانونی حیثیت بطور غیر مسلم قطعی طور پر مسلّمہ اور قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ متذکرہ بالا صدارتی فرمان اور فرمانِ عارضی دستور مجریہ سال 1981ء چونکہ عارضی قانونی اقدامات ہیں' لہٰذا ان کے منسوخ ہو جانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمانِ عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر 1۔الف میں بیان کی گئی ہے' بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) جس کی رُو سے 1973ء کے دستور میں ترامیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا' وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کے ذریعے منسوخ ہو چکا ہے' اس لیے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی و آئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ مفصل بیان کیا جا چکا ہے' دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کی رُو سے جو ترامیم 1973ء کے دستور کے آرٹیکل 260 و آرٹیکل 106 میں عمل میں لائی گئی تھیں' وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ

وزارتِ اطلاعات و نشریات

محکمہ فلم و مطبوعات' اسلام آباد

18 مئی 1982ء

نئے آرڈیننس کا اجراء (1984ء)

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

پیش لفظ

صدر مملکت نے قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلافِ اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے اور قانون میں ترمیم کے لیے ایک آرڈیننس بنام قادیانی گروپ' لاہوری گروپ' اور احمدیوں کی خلافِ اسلام سرگرمیاں (امتناع و تعزیر) 1984ء نافذ کیا ہے۔ یہ آرڈیننس 26 اپریل 1984ء کو نافذ کیا گیا ہے۔

تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ 298۔ بی کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی رو سے قادیانی گروپ' لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا قادیانی کے جانشینوں یا ساتھیوں کو "امیر المومنین" یا "صحابہ" یا اس کی بیوی کو "ام المومنین" یا اس کے خاندان کے افراد کو "اہلِ بیت" کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کہے' تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

اس دفعہ کی رُو سے قادیانی گروپ' لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہو گی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لیے جمع کرنے یا بلانے کے لیے اس طرح کی اذان کہے یا اس طرح کی اذان دے جس طرح کی مسلمان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں۔

ایک نئی دفعہ 298۔سی کا تعزیراتِ پاکستان میں اضافہ کیا گیا ہے جس کی رُو سے متذکرہ گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدے کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے' اس سزا کا مستحق ہوگا۔

اس آرڈیننس نے قانون فوجداری 1898ء کی دفعہ 99۔اے میں بھی ترمیم کردی ہے جس کی رُو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار' کتاب اور دیگر دستاویز کو جو تعزیراتِ پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی' کو ضبط کرسکتی ہے۔

اس آرڈیننس کے تحت پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 میں بھی ترمیم کردی گئی ہے جس کی رُو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کردے جو تعزیراتِ پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کردے جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کرلے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے۔

آرڈیننس فوری طور پر نافذ ہوگیا ہے۔آرڈیننس کا متن مندرجہ ذیل ہے۔

آرڈیننس نمبر 20......مجریہ 1984ء

قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلافِ اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈیننس۔

چونکہ یہ قرینِ مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلافِ اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور چونکہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بنا پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

لہٰذا اب 5 جولائی 1977ء کے اعلان کے بموجب اور سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسبِ ذیل آرڈیننس وضع اور جاری کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ اول

ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

1۔ یہ آرڈیننس قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلافِ اسلام سرگرمیاں (امتناع وتعزیر) آرڈیننس 1984ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

2۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

3۔ آرڈیننس' عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا۔

4۔ اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گے۔

حصہ دوم

مجموعہ تعزیراتِ پاکستان

(ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) کی ترمیم

3۔ ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعات

298۔ب اور 298۔ج کا اضافہ

مجموعہ تعزیراتِ پاکستان (ایکٹ نمبر 45' 1860ء میں باب 15 میں' دفعہ 298 الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی ....

298۔ب بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لیے

مخصوص القاب' اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

1۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے' خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف ۔ حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین، خلیفہ المومنین، خلیفہ المسلمین، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب) حضرت محمد ﷺ کی کسی زوجۂ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج) اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے، تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔

2۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہو گا۔

298۔ج قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے، اور جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔

حصہ سوم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء

(ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی ترمیم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی دفعہ 99۔الف کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء (ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور پر دیا گیا ہے' دفعہ 99 'الف میں' ذیلی دفعہ (1) میں

الف۔ ''الفاظ اور سکتہ ''اس طبقہ کے'' کے بعد الفاظ' ہندسے' قوسین' حرف اور ''سکتے'' اس نوعیت کا کوئی مواد جس کا حوالہ مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (ی ی) میں دیا گیا ہے'' شامل کردیئے جائیں گے' اور

(ب) ہندسہ اور حرف ''298۔الف کے بعد الفاظ' ہندسے اور حرف'' یا دفعہ 298۔ب یا دفعہ 298۔ج'' شامل کردیئے جائیں گے۔

ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی جدول دوم کی ترمیم

مذکورہ مجموعہ میں جدول دوم میں دفعہ 298۔الف سے متعلق اندراجات کے بعد حسبِ ذیل اندراجات شامل کردیئے جائیں گے۔یعنی......

1	2	3	4	5	6	7	8
298۔ب	بعض مقدس شخصیات کے لیے مخصوص القاب' اوصاف اور خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال	ایضاً	ایضاً	ناقابل ضمانت	ایضاً	تین سال کے لیے کسی ایک قسم کی سزائے قید اور جرمانے	ایضاً
298۔ج	قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حصہ چہارم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء

(مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) کی ترمیم

6۔مغربی پاکستان آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 کی ترمیم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) میں دفعہ 24 میں ذیلی دفعہ (1) میں شق (ی) کے بعد حسب ذیل نئی شق شامل کردی جائے گی۔یعنی......

"(ی ی) ایسی نوعیت کی ہوں جن کا حوالہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) کی دفعات 298۔الف' 298۔ب یا 298۔ج میں دیا گیا ہے" "یا"

شائع کردہ

محکمہ فلم ومطبوعات' وزارتِ اطلاعات

ونشریات' اسلام آباد' پاکستان 6-6-1984

www.KitaboSunnat.com

قانون توہینِ رسالت ﷺ

دفعہ۔295 سی

نبی کریم حضرت محمد ﷺ

کی شان میں اہانت آمیز کلمات کا استعمال

جو شخص بذریعہ الفاظ زبانی، تحریری یا اعلانیہ، اشارتاً یا کنایتاً بہتان تراشی کرے یا رسول کریم حضرت محمد ﷺ کے پاک نام کی بے حرمتی کرے، اسے سزائے موت یا سزائے عمر قید دی جائے گی۔ اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

"دفعہ 295 سی میں "یا عمر قید" کا لفظ مکمل اسلامی سزا کے خلاف تھا، اس لیے وفاقی شرعی عدالت نے اکتوبر 1990ء میں اپنے فیصلے میں صدر پاکستان کو ہدایت کی کہ وہ 30 اپریل 1991ء تک اس قانون کی اصلاح کریں اور "یا عمر قید" کے الفاظ ختم کریں، اور یہ کہ اگر تاریخ مقررہ تک ایسا نہ کیا گیا تو پھر اس کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم متصور کئے جائیں گے اور صرف سزائے موت، ملک کا قانون بن جائے گا، چنانچہ مقررہ تاریخ تک یہ کام نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق یہ الفاظ خود بخود کالعدم ہو گئے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”قادیانی شعائرِ اسلامی استعمال نہیں کرسکتے“

وفاقی شرعی عدالت کا

تاریخ ساز فیصلہ

جس کا ایک ایک لفظ فتنۂ قادیانیت کے لیئے رگِ نشتر ہے

- جناب جسٹس فخر عالم چیف جسٹس
- جناب جسٹس مولانا ملک غلام علی
- جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق
- جناب جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ متناقض ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انہیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔ یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہو سکا لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

26اپریل 1984ءکوصدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے آرڈیننس نمبر 20موسومہ امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا' جس کے تحت مرزائیوں کے ہر دو گروپ لاہوری و قادیانی کو ان کی خلافِ اسلام سرگرمیوں سے روک دیا گیا۔ آرڈیننس کے ذریعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298بی اور سی کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت:

1۔ یہ آرڈیننس قادیانی ولاہوری گروپ اوراحمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع وتعزیر) آرڈیننس 1984ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

2۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

3۔ اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود موثر ہوں گے۔

4۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ نمبر 45 ,1860 میں باب 15 میں دفعہ 298الف کے بعد نئی دفعات بی اور سی کا اضافہ ہوا۔

298ب =بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لیے مخصوص القاب یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

i۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعہ

(الف) حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین'خلیفۃ المومنین'خلیفۃ المسلمین'صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب) حضرت محمد ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج) حضرت محمد ﷺ کے خاندان (اہلِ بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہو گا۔

ii۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے، جس طرح کہ مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا مستوجب بھی ہو گا۔

298ج= قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے۔ کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی، جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہو گا۔

اس آرڈیننس کے تحت پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے، جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کر دے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے، اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دے جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کرے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رُو سے پابندی ہے۔

اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد

1۔ قادیانی گروپ کا لیڈر مرزا طاہر، ملک عزیز پاکستان سے مجرمانہ فرار اختیار کر کے یکم مئی 1981ء کو انگلستان چلا گیا، جو تا دم تحریر وہاں پر ہے اور تا دم زندگی وہاں پر رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

www.KitaboSunnat.com

2۔ قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ پر (جسے وہ نعوذباللہ ظلی حج کا درجہ دیتے ہیں) پابندی لگ گئی۔

3۔ قادیانیوں کے اخبار الفضل پر پابندی لگ گئی۔

قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں نے فوری طور پر اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا کہ یہ آرڈیننس قرآن وسنت کے منافی ہے۔وفاقی شرعی عدالت کے پانچ رکنی بنچ نے اس کیس کی سماعت کی۔بنچ جسٹس آفتاب احمد، جسٹس فخر عالم، جسٹس چودھری محمد صدیق، جسٹس مولانا ملک غلام علی، جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی پر مشتمل تھا۔

قادیانیوں کی طرف سے مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کی طرف سے کیپٹن ریٹائرڈ عبدالواجد لاہوری مرزائی پیش ہوئے، جب کہ مدعا علیہ حکومت پاکستان کی طرف سے حاجی شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ، جناب ایم۔بی زمان ایڈووکیٹ اور سید ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ نے پیروی کی۔

15 جولائی 1984ء سے 12 اگست 1984ء (سوائے چھٹیوں) کے سماعت جاری رہی۔

کیس کی سماعت کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے حکم پر مفکر اسلام حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (جو ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ تھے) نے مندرجہ ذیل اقدامات کیے۔

- ❑ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لائبریری ملتان سے بیسیوں بکسوں پر مشتمل ضروری کتب ورسائل وریکارڈ لاہور منگوالیا۔
- ❑ کراچی سے عالم اسلام کے معروف سکالر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم نشریات (ان دنوں) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور ملتان سے مناظر اسلام اور عالمی مجلس کے ناظم تبلیغ (ان دنوں) حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر اور ربوہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا کو لاہور طلب کرلیا۔لاہور میں ان حضرات کی معاونت کے لیے مولانا کریم بخش علی پوری جو ان دنوں لاہور مجلس کے مبلغ تھے، کی ڈیوٹی لگائی گئی۔
- ❑ ایک فوٹوسٹیٹ مشین کرایہ پر حاصل کرلی گئی۔
- ❑ جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اور مولانا عبیداللہ صاحب مہتمم جامعہ نے جامعہ کی لائبریری ان حضرات کے لیے کھول دی۔
- ❑ تقریباً مہینہ بھر میں اکیس دن سماعت ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- عدالت نے مولانا صدرالدین الرفاعی، پرفیسر محمود احمد غازی، علامہ تاج الدین حیدری، پروفیسر محمد اشرف، علامہ مرزا محمد یوسف، پروفیسر مولانا طاہر القادری اور قاضی مجیب الرحمٰن کو اپنی معاونت کے لیے بلایا جن کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ مفکرِ اسلام مولانا علامہ خالد محمود نے مناظرِ اسلام منظور احمد چنیوٹی کی معاونت سے ایک تحریری بیان مرتب کیا جو عدالت میں پڑھا تو نہ جا سکا، البتہ عدالت میں جمع کرا دیا گیا۔ (بعد میں اسے جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ترجمان الرشید میں ''قادیانیوں کی قانونی حیثیت'' کے نام سے مستقل اشاعت میں شائع بھی کر دیا گیا)
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم حضرت سید انور حسین نفیس رقم دامت برکاتہم کی سربراہی میں لاہور کے علماء عدالت میں ہر روز تشریف لاتے رہے۔
- عدالت میں اتنا رش ہوتا کہ عدالت کا وسیع و عریض ہال اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود نا کافی ہو جاتا۔ آخر میں عدالت کو پاس جاری کرنے پڑے۔
- ہر روز کی کارروائی کے بعد شام کو مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا عبدالرحیم اشعر کے ساتھ مسلمان وکلاء کی جامعہ اشرفیہ فیروز پور لاہور کی لائبریری میں گھنٹوں ملاقات ہوتی۔ متعلقہ امور پر مشاورت، حوالہ جات کی تلاش ہوتی۔ ان کے فوٹو سٹیٹ حاصل کیے جاتے، بیانات لکھے جاتے، قادیانی وساوس و دجل و فریب کے جواب تیار کیے جاتے اور یوں حق تعالیٰ کی طرف سے عنایت کردہ توفیق و کرم سے مہینہ بھر یہ محنت جاری رہی۔
- جب مسلمان وکلاء کے بیانات و بحث شروع ہوئی تو عدالت کے سامنے وکلاء کے ساتھ پہلی لائن میں وسیع و عریض دو میز رکھے، جن پر اسلامی اور قادیانی کتب کا ذخیرہ سلیقہ سے رکھا جاتا۔ وکلاء کو پہلے سے تیار شدہ حوالہ جات و کتب دینے کی ذمہ داری مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر اور مولانا اللہ وسایا نے نبھائی۔
- قادیانی وکلاء جب پیش ہوتے اور لایعنی تاویلیں کرتے تو مسلمانوں میں اشتعال اور قادیانی حاضرین پر اوس پڑ جاتی۔
- جب مسلمان وکلاء نے اپنے دلائل و براہین کے انبار لگائے تو مسلمانوں کے چہرے ہشاش بشاش اور قادیانیوں پر شرمندگی کے آثار قابلِ دید ہوتے۔
- مسلمان وکلاء کے دلائل سے متاثر ہو کر کچھ قادیانیوں نے حضرت مولانا عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ (اخبارات میں خبریں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی پریس نے ہر روز کی کارروائی شہ سرخیوں سے شائع کی، جس سے اندرون وبیرون ملک تمام مسلمانوں کی نگاہیں اس کیس کی طرف لگ گئیں۔

اللہ رب العزت کی رحمت وکرم اور رحمت عالم ﷺ کی توجہاتِ عالیہ امت مسلمہ کے لیے واحد سہارا تھیں۔ قادیانی اپنے طور پر اندرون وبیرون ملک سے دباؤ بڑھا رہے تھے۔ ملک کی تمام بے دین لابیاں اسے اپنے لیے موت وحیات کا مسئلہ بنائے کھڑی تھیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم ایک مارشل لاء کے ذریعہ برسر اقتدار آئے تھے۔ ان کی آمریت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لیے بعض جمہوری بچوں اور سیکولر جماعتوں کے بعض کارکنوں کو قادیانیوں نے خوب خوب استعمال کیا۔

غرضیکہ کفر اور اسلام کا معرکہ تھا، حق وباطل کی جنگ تھی، مسلمان اور قادیانی آپس میں برسرِ پیکار تھے۔ قادیانی اپنے طور پر خوش تھے کہ جسٹس آفتاب پہلے ڈیرہ غازی خان کی ایک مسجد کے کیس میں قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دے چکا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے زمانہ میں یہودیوں کی ایک تنظیم فری میسن پر پابندی لگادی تھی۔ یہودیوں اور ان کے آلہ کاروں نے لاہور ہائیکورٹ میں اس پابندی کو چیلنج کیا تو اسی جسٹس آفتاب نے یہودی تنظیم سے پابندی ختم کردی تھی۔ ایسے ڈھب کے جج صاحب، کے قادیانی نواز ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا۔

آخر حق تعالیٰ کی شانِ کریمی کا اظہار ہوا۔ رحمت عالم ﷺ کی دعائیں امت کے کام آگئیں اور 12 جولائی 1984ء کو اس جسٹس آفتاب صاحب کے قلم سے قادیانیوں کی اپیلیں خارج کردی گئیں۔ قادیانیوں کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور امت مسلمہ کو ایک بار پھر قادیانیت پر فتح حاصل ہوگئی۔ 12 جولائی کو پہلے وقت جب بحث سمیٹی گئی تو تمام حاضرین ہال کے باہر آگئے۔ جج صاحبان فیصلہ لکھنے کے لیے عدالت سے ملحقہ ریٹرننگ روم میں چلے گئے۔ عدالت کے لان میں ایک پیپل کے درخت کے زیر سایہ علماء ومشائخ جمع تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز سید حضرت انور حسین نفیس رقم دامت برکاتہم نے زمین پر بیٹھتے ہی سر جھکائے اور مراقبہ میں چلے گئے۔ اس منظر کی آسان تعبیر یہ ہوگی کہ عدالت کے اندر جج صاحبان فیصلہ کے لیے قلم تول رہے تھے اور عدالت سے باہر یہ بزرگ اپنے رب کی رحمتوں کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ اللہ رب العزت کا کرم وفضل ہوا کہ جسٹس آفتاب نے دو صفحاتی اجمالی فیصلہ لکھا۔

باقی تمام جج صاحبان نے دستخط کیے۔ متفقہ طور پر فیصلہ ہوا۔ وکلاء کو اندر بلالیا گیا۔ اہلِ اسلام کے وکیل اور عقیدہ ختم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوت کے تحفظ کی سعادت حاصل کرنے والے ایڈووکیٹ جناب سید ریاض الحسن گیلانی جب فیصلہ سن کر عدالت کے کمرے سے وکٹری کا نشان بنائے باہر آئے تو مسلمانوں نے عشق نبویؐ سے سرشار ہو کر صدائے اللہ اکبر بلند کی۔ نعرۂ تکبیر کی آواز پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور سید انور حسین نفیس رقم دامت برکاتہم نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو دونوں بزرگوں کے چہرہ پر خوشی کے آنسوؤں کی جھڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ سنتے ہی سربسجود ہو گئے۔

یہ منظر کبھی نہ بھولے گا کہ فیصلہ کے بعد قادیانی وکیل تو کسی عقبی دروازہ سے کھسک گئے اور باقی قادیانی ایسے گم ہوئے جیسے مرزا قادیانی کے دل سے حیاء گم ہو گئی تھی۔ اس دو صفحاتی فیصلہ میں لکھا تھا کہ تفصیلی فیصلہ بعد میں دیا جائے گا۔ جسٹس آفتاب ریٹائرڈ ہو گئے تو اس کے بعد جسٹس فخر عالم صاحب چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت بنے۔ وہ بنچ کے بھی سینئر رکن تھے۔ انہوں نے اس مقدمہ کا تفصیلی فیصلہ 29 اکتوبر 1984ء کو سنایا' جو اردو کے 247 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ فیصلہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

اس فیصلہ نے قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا۔ قادیانیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ مرزائیت رسوا ہو گئی۔ اسلام جیت گیا' کفر ہار گیا۔ **قل جاء الحق و زهق الباطل** کی عملی تفسیر مسلمانوں نے ایک بار پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ **فلحمد لله اولا و اخرا**

وفاقی شرعی عدالت نے آرڈیننس کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دے دیا۔ اس امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعہ پریس آرڈیننس میں بھی ترمیم کر دی گئی تھی' جس کے تحت الفضل ربوہ بند ہو گیا تھا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی صاحبزادی بیگم زرداری' محترمہ بے نظیر صاحبہ تشریف لائیں تو پریس کی آزادی کے ضمن میں اقدامات کرتے ہوئے پریس آرڈیننس کی ترمیم کو اڑا دیا۔ جناب صدر مملکت غلام اسحاق خان نے اس پر تائیدی دستخط کر دیئے۔ الفضل جاری ہو گیا۔ محترمہ بے نظیر صاحبہ اور اسحاق خان کی اس حرکت کا ہمارے پاس سوائے افسوس کے اور کوئی علاج نہ تھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ان دنوں قومی اسمبلی کے ممبر تھے۔ انہوں نے بڑی کوشش وسعی کی مگر محترمہ بے نظیر صاحبہ اور وزیر داخلہ اعتزاز صاحب نے پچھے پر ہاتھ نہ دھرنے دیا۔

رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کا تحفظ مقدس فریضہ بھی ہے اور سعادتِ ابدی بھی۔ کفر واسلام کی یہ جنگ جاری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔قادیانی اپنا کام کر رہے ہیں تو مسلمان اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔اسی فرض کی ادائیگی کے ضمن میں ایک بار پھر یہ فیصلہ شائع کر کے آپ لوگوں کے ہاتھوں میں دیا جارہا ہے۔حق تعالٰی اسے قبول فرمائے اور تمام امت مسلمہ کو اپنے دشمنوں کو پہچاننے اوران سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔امین بحرمته النبی الامی الکریم

دعا گو

عزیز الرحمٰن جالندھری

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

صدر دفتر ملتان، پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفاقی شرعی عدالت میں

(اصل دائرہ کار)

- مسٹر جسٹس فخر عالم .... چیف جسٹس
- مسٹر جسٹس چودھری محمد صدیق
- مسٹر جسٹس مولانا ملک غلام علی
- مسٹر جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی

شریعت پٹیشن نمبر 17 /آئی 1984ء

مجیب الرحمٰن اور تین دیگر	درخواست دہندگان

بنام

وفاقی حکومت پاکستان بذریعہ اٹارنی جنرل آف پاکستان	مدعی علیہ

شریعت پٹیشن نمبر 2 /ایل 1984ء

کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالواحد اور ایک دوسرا	درخواست دہندگان

بنام

اٹارنی جنرل اسلامی جمہوریہ پاکستان	مدعی علیہ
برائے درخواست دہندگان (شریعت پٹیشن نمبر 17 /آئی 1984ء میں)	مسٹر مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ (یکے از درخواست دہندگان)
برائے درخواست دہندگان (شریعت پٹیشن نمبر 2 /ایل 1984ء میں)	کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالواحد (یکے از درخواست دہندگان)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منجانب مدعی علیہ — حاجی شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ

مسٹر ایم۔بی۔زمان ایڈووکیٹ

اور — ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ

تاریخ سماعت	15/7/1984	16/7/1984
لاہور میں	17/7/1984	18/7/1984
	19/7/1984	22/7/1984
	23/7/1984	24/7/1984
	25/7/1984	26/7/1984
	29/7/1984	30/7/1984
	31/7/1984	1/8/1984
	2/8/1984	5/8/1984
	6/8/1984	7/8/1984
	9/8/1984	11/8/1984
	12/8/1984	

تاریخ فیصلہ = 28 اکتوبر 1984ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ

فخر عالم چیف جسٹس

آرڈیننس نمبر 20 مجریہ 1984ء'جو قادیانی گروہ'لاہوری گروہ اوراحمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی (ممانعت اور سزا) کا آرڈیننس مجریہ 1984ء کہلاتا ہے' گزٹ آف پاکستان کی (غیر معمولی) اشاعت مورخہ 26 اپریل 1984ء میں شائع ہوا تھا۔اس آرڈیننس نے مجموعہ تعزیراتِ پاکستان (ایکٹ نمبر 45 مجریہ 1860ء) مجموعہ ضابطہ فوجداری مجریہ 1898ء (ایکٹ نمبر 5 مجریہ 1898ء) اور پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء کی بعض دفعات میں ترمیم کردی۔

2۔۔۔۔۔قادیانی لوگ جو قادیان کے مرزا قادیانی (جنہیں بعد میں مرزا صاحب کہا جائے گا) کے پیروکار ہیں' دو گروہوں میں منقسم ہیں۔تاہم دونوں گروہ احمدیوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

3۔۔۔۔۔ایک گروہ جو عموماً قادیانی گروہ کے نام سے معروف ہے' یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مرزا صاحب مہدی موعود' مسیح موعود اور پیغمبر تھے۔لاہوری گروہ کہتا ہے کہ وہ مجدد' مہدی موعود اور مسیح موعود تھے۔

4۔۔۔۔۔دو درخواستیں' ایک قادیانی گروہ کے چند ارکان کی جانب سے اور دوسری لاہوری گروہ کے دو ارکان کی جانب سے بمطابق نمبر 17 / آئی 1984ء اور 2 / ایل 1984ء دائر کی گئی تھیں جن میں قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی رو سے آرڈیننس کے مندرجات کو چیلنج کیا گیا تھا۔

5۔۔۔۔۔اس مسئلے کی مفصل سماعت چار ہفتوں سے زیادہ مدت تک جاری رہی۔مسٹر مجیب الرحمٰن' جو شریعت پٹیشن نمبر 17 / آئی 1984ء کے درخواست دہندگان میں سے ایک ہیں اور کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالواجد' جو شریعت پٹیشن نمبر 2 / ایل 1984ء کے درخواست دہندگان میں سے ہیں' نے درخواست دہندگان کے حق میں دلائل دیئے' جبکہ شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ اور ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی نے حکومت کے حق میں دلائل دیے۔عدالت نے اس مسئلے سے متعلق امور میں اپنی مدد کے لیے مندرجہ ذیل مشیرانِ قانونی اور مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کو دعوت دی جنہوں نے مسئلہ پر مفصل بحث کی:

(1) قاضی مجیب الرحمٰن

(2) پروفیسر محمود احمد غازی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) مولانا صدرالدین الرفاعی

(4) علامہ تاج الدین حیدری

(5) پروفیسر محمد اشرف

(6) علامہ مرزا محمد یوسف

(7) پروفیسر مولانا طاہر القادری

6۔۔۔۔۔ 1973ء کے دستور کی دفعہ 106 اور دفعہ 260 میں دوسرے دستوری ترمیمی ایکٹ مجریہ 1974ء (ایکٹ نمبر 49 مجریہ 1974ء) کے ذریعے ترمیم کر دی گئی تھی۔ دفعہ 260 میں ذیلی دفعہ (3) کا اضافہ کر دیا گیا تھا اور ایسے تمام اشخاص کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا جو کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رکھتے یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم یا لفظ میں نبی ہونے کا دعویٰ کریں یا جو کسی بھی ایسے مدعی کو نبی یا مذہبی مصلح مانیں۔ دوسروں کے علاوہ اس تعریف میں قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو شامل کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

7۔۔۔۔۔ دفعہ 106 صوبائی اسمبلیوں کی تشکیل سے بحث کرتے ہوئے ان ارکان کی تعداد اور اوصاف کو واضح کرتی ہے جن کا اسمبلیوں کے لیے چناؤ ہوگا' نیز ان اسمبلیوں میں غیر مسلموں یعنی عیسائیوں' ہندوؤں' سکھوں' بدھوں اور پارسیوں کے لیے مخصوص اضافی نشستوں کا تعین کرتی ہے۔

دوسری دستوری ترمیم مجریہ 1974ء کی رو سے ان گروہوں میں ''قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کے اشخاص (جو خود کو احمدی کہتے ہیں)'' کا اضافہ کیا گیا تھا۔

8۔۔۔۔۔ یوں دفعہ 106 کو دفعہ 260 کی ذیلی دفعہ 3 کے اعلان میں عملی شکل دی گئی اور ہر دو عقیدوں کے احمدیوں کو دوسری اقلیتوں کے مساوی حیثیت دے دی گئی۔

9۔۔۔۔۔ دستور کی ان دفعات کے علی الرغم احمدی' خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اسلام کا نام دینے پر قائم رہے اور انہوں نے بڑی بے حسی کے ساتھ مسلمانانِ پاکستان کی پریشانی کو نظر انداز کیے رکھا۔ ان کی جانب سے متذکرہ دستوری دفعات کی خلاف ورزی اور مرزا صاحب کی بیوی' افراد خانہ' ساتھیوں اور جانشینوں کے لیے علی الترتیب ام المومنین (مومنوں کی ماں)' اہل بیت (رسول پاک ﷺ کے خاندان کے افراد)' صحابہ (ساتھی)' خلفاء راشدین (راستباز خلفاء)' امیر المومنین' خلیفۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المومنین‘خلیفۃ المسلمین (ایسے القاب جو عموماً مسلمان حکمرانوں اور پاکباز خلفاء ہی کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور جو صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص ہیں اور کبھی بھی غیر مسلموں کے استعمال میں نہیں آئے) ایسے القاب‘ اوصاف اور الفاظ کا مسلسل استعمال اور ان کی بے حرمتی جاری رہی۔ اسی وجہ سے مقدس شخصیات کے بارے میں توہین آمیز کلمات کے استعمال کو مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ 45 مجریہ 1860ء) کی دفعہ 298اے (جس کا اضافہ حال ہی میں آرڈیننس نمبر 44 مجریہ 1980ء کے تحت کیا گیا ہے) کے مطابق فوجداری اور قابلِ سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ دفعہ یوں ہے:

298اے

”مقدس شخصیات کے بارے میں ہتک آمیز کلمات وغیرہ کا استعمال

جو کوئی بھی زبانی یا تحریری الفاظ میں یا کسی بھی ذریعہ اظہار سے خواہ براہ راست یا بالواسطہ یا کسی چوٹ یا اشارے یا کنائے سے رسول پاک ﷺ کی کسی بیوی (ام المومنین) یا افراد خاندان (اہل بیت) یا آپؐ کے راستباز خلفاء (خلفائے راشدین) یا ساتھیوں (صحابہؓ) میں سے کسی کے مقدس نام کی توہین کرتا ہے‘ وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔“

10۔۔۔۔ یہ دفعہ عمومی الفاظ میں ادا ہوئی تھی اور صرف احمدیوں پر لاگو نہیں کی گئی تھی۔ احمدیوں کے اصرار کی وجہ سے مسلمانوں میں پائے جانے والے احتجاج کے نتیجے میں زیر بحث آرڈیننس جاری کیا گیا‘ جس نے مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45 مجریہ 1860ء) میں دفعہ 298۔بی اور دفعہ 298۔سی کا اضافہ کیا اور مجموعہ ضابطہ فوجداری مجریہ 1898ء (ایکٹ نمبر 5 مجریہ 1898ء) اور ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء میں ذیلی ترامیم کیں۔

دفعہ 298۔بی اور دفعہ 298۔سی یوں ہیں:

298بی

مقدس شخصیات اور مقامات کے لیے مخصوص القاب‘ اوصاف اور الفاظ کا غلط استعمال:

(1) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو خود کو احمدی یا کسی بھی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) کا کوئی شخص جو خواہ تحریری یا زبانی الفاظ کے ذریعے یا کسی بھی اظہار بیان سے

(الف) رسولِ پاک حضرت محمد ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین‘ خلیفۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ کے القاب سے ذکر کرتا یا مخاطب کرتا ہے۔

(ب) رسولِ پاک حضرت محمد ﷺ کی کسی بیوی کے سوا کسی شخص کو ام المومنین کے نام سے ذکر کرتا یا مخاطب کرتا ہے۔

(ج) رسولِ پاک حضرت محمد ﷺ کے افرادِ خاندان کے سوا کسی دوسرے شخص کو اہل بیت کے نام سے یاد کرتا یا مخاطب کرتا ہے، یا

(د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے موسوم کرتا، ذکر کرتا یا پکارتا ہے۔

وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہو سکتی ہے، کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

(2) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) میں سے جو شخص بھی زبانی یا تحریری کلمات سے یا کسی محسوس اظہار سے نماز کے لیے بلانے کے طریقے یا شکل، جو اس کے اپنے عقیدے کے مطابق مروجہ اذان ہو، کا ذکر کرتا ہے یا مسلمانوں میں مروجہ اذان پڑھتا ہے، وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہو سکتی ہے، کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

298 سی

قادیانی گروہ وغیرہ کے اشخاص جو خود کو مسلمان پکاریں یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کریں۔

قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی بھی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) میں سے جو شخص اپنے آپ کو براہِ راست یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کرے گا یا اپنے عقیدے کو اسلام کے نام سے ذکر کرے گا یا پکارے گا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرے گا یا دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دے گا، یا خواہ زبانی یا تحریری کلمات سے یا محسوس تعبیرات یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کرتا ہے، وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہو سکتی ہے، کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

11------ان دفعات نے ایک احمدی کے لیے ان امور کو فوجداری جرم قرار دیا ہے:

(الف) خود کو براہِ راست یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کرنا یا اپنے مذہب کو اسلام کا نام دینا،

(ب) اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرنا یا دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دینا یا کسی انداز سے خواہ وہ کیسا ہو، مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی توہین کرنا،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) لوگوں کو نماز کے لیے اذان پڑھ کر بلانا یا نماز کے لیے بلانے کے اپنے طریقے یا شکل کو اذان کا نام دینا'

(د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے ذکر کرنا یا پکارنا'

(ھ) رسولِ پاک حضرت محمد ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین' صحابی یا رضی اللہ عنہ' رسولِ پاک ﷺ کی کسی بیوی کے سوا کسی دوسرے شخص کو اہلِ بیت کا نام دینا۔

12۔۔۔۔ وہ بڑی وجہ جس کی خاطر یہ درخواستیں دائر کی گئی ہیں اور جس پر مختلف زاویوں سے استدلال کیا گیا ہے' یہ ہے کہ زیر بحث آرڈیننس سے شریعت کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور احمدیوں کے اپنے مذہب کو ماننے' اس پر عمل پیرا ہونے' اس کی تبلیغ یا تشہیر کرنے کے دستوری حق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

13۔۔۔۔ یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ دستوری دفعات کے باوجود درخواست دہندگان اپنے دلائل میں خود کو مسلمان اور اپنے عقیدے کو اسلام کہنے پر مُصر رہے اور انہوں نے یہ موقف اختیار کیے رکھا کہ انہیں غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کسی مذہبی ادارے کی جانب سے نہیں بلکہ اس وقت کی حکمران جماعت کی جانب سے کیا گیا تھا۔ درخواست دہندگان پر یہ حقیقت واضح کر دی گئی تھی کہ دستوری ترمیم تمام پارٹیوں کے اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی اور پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ تقریباً عدالتی طریقے پر فریقین' جن میں قادیانی جماعت کے سربراہ بھی شامل ہیں' کے دلائل سننے کے بعد دیا تھا۔

14۔۔۔۔ مسٹر مجیب الرحمٰن نے کہا کہ چونکہ عدالت کو دستوری دفعات کے خلاف فیصلہ صادر کرنے کا اختیار حاصل نہیں' اس لیے وہ یہ نکتہ اٹھانا نہیں چاہتے کہ آیا قادیانی مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔ تاہم وہ اس امر پر زور دیتے رہے کہ چونکہ قادیانی غیر مسلم نہیں ہیں بلکہ اقتدار اعلیٰ نے انہیں ایسا قرار دیا تھا۔

15۔۔۔۔ بعد میں انہوں نے واضح کیا کہ اگر سرکاری وکیل نے یہ استدلال کیا کہ قادیانی' شریعت کی رُو سے بھی غیر مسلم ہیں تو وہ اس استدلال کی مفصل تردید کرنا پسند کریں گے۔

ہم نے وفاقی حکومت کے وکیل مسٹر ریاض الحسن گیلانی سے استفسار کیا کہ کیا وہ صرف اس مفروضے پر کہ قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے' قائم رہیں گے یا اس سے ہٹ کر شریعت کی روشنی میں ان کی حیثیت پر استدلال کریں گے۔ انہوں نے موخر الذکر مفروضے کو پسند کیا۔ اس پر مسٹر مجیب الرحمٰن نے گزارش کی کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں قادیانیوں کی حیثیت کی توضیح پر دلائل دیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر مجیب الرحمٰن کا احمدیوں کے مسلمان ہونے کے مفروضے پر استدلال عدالت کو اس مسئلہ پر محاکمہ کرنے کی دعوت ہے۔ یوں عدالت کو اس نکتہ پر اپنا فیصلہ دیے بغیر چارہ نہیں۔ اسی نکتے پر پورا زورِ استدلال صرف کیا گیا ہے' اس لیے اس فیصلے میں اسے نمٹایا جائے گا۔

اس لیے اختتام پر پیش کردہ تحریری دلائل میں شامل یہ دعویٰ کہ خود درخواست دہندگان نے اپنے عقیدے کے مسئلے کو اٹھانا نہیں چاہا تھا صرف جزوی طور پر ہی درست ہے۔

اس درخواست میں اٹھائے گئے نکات اور زیر بحث آرڈیننس کی مختلف دفعات کے اثرات کی تفصیل میں جانے سے پہلے مناسب ہوگا کہ مسلمانوں کے ہاں حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کے عقیدے پر روشنی ڈالی جائے کیونکہ مسلمانوں اور احمدیوں کے مابین اختلاف کا مرکزی نکتہ یہی ہے اور یہی دوسری دستوری ترمیم مجریہ 1974ء (ایکٹ نمبر 49 مجریہ 1974ء) جس کے مطابق احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا' کی اساس ہے۔

تمام مکاتبِ فکر کے مسلمان حضرت محمد ﷺ کی قطعی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسے اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہیں۔ یہ اجماعی عقیدہ قرآن کریم کی آیت نمبر 33:40 پر مبنی ہے۔ یہاں یہ آیت اپنے معنی اور تشریحات کے ساتھ درج کی جاتی ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین ط و کان الله بکل شیء علیما O

محمدؐ تم میں سے کسی شخص کا باپ نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کا رسول اور نبیوں کی مہر ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(احزاب۔ آیت 40)

لفظ خاتم النبیین کی تعبیر وتشریح شروع ہی سے ہوتی آئی ہے۔ خود رسولِ پاک ﷺ کی احادیث میں اس کی تفسیر موجود ہے۔ نیز قرآن کریم کے مفسرین' فاضل علماء اور ممتاز فقہاء اس کی تشریح کر چکے ہیں۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ اسے خاتم النبیین بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خاتم کا معنی ختم کرنے والا ہے۔ اس امر میں کوئی اختلافِ رائے نہیں کہ اگر لفظ خاتم النبیین ہو تو اس کا معنی ہوگا "وہ جس کی نبوت پر سلسلہ نبوت ختم ہوتا ہے۔" (دیکھئے لسان العرب ج 4 ص 45)

خاتم کا معنی مُہر اور خاتم النبیین کا معنی نبیوں پر مُہر ہوگا۔ (ایضاً) اس کا مسلمہ اور اجماعی مفہوم یہ ہے کہ وہ آخری نبی جو نبوت پر مُہر لگا دیتا ہے اور جس کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور نبیوں کی آمد کا اختتام قطعی ہے۔ یہی معنی مرزا صاحب نے قبول کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔(ازالہ اوہام' حصہ دوم' صفحہ 534 روحانی خزائن ج 3 ص 387)۔تاہم اپنے دعویٰ نبوت کے بعد انہوں نے اس لفظ کے معنی تبدیل کر لیے اور اس کا مطلب یہ نکالا کہ جن نبیوں کا بعد میں آنا مقدر ہے' ان کی آمد کے لیے حضرت محمد ﷺ کی مہر' جس کا معنی یہ ہے کہ نبیوں کی آمد کا سلسلہ منتہی اور بند نہیں ہوا بلکہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد جو کوئی بھی نبی بن کر آئے گا' وہ لازماً ان کی مُہر ہی سے آئے گا۔منشاء یہ ہے کہ وہ انہی کی منظوری کی مُہر سے نبی بن کر اس دنیا میں قرآن و سنت پر مشتمل ان کی شریعت کی تجدید کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

یہ تعبیر' جیسا کہ اوپر واضح ہوا' قطعی ختم نبوت کی اس تفسیر سے انحراف ہے جس پر اجماع ہو چکا ہے اور جس کی جھلک خود مرزا صاحب کی پہلی تحریروں میں پائی جاتی ہے۔

اس آیت میں لفظ ''خاتم'' دو طرح پڑھا گیا ہے یعنی خاتَم اور خاتِم ۔ابن امیر اور عاصم خاتَم (ت پر فتحہ یعنی زبر کے ساتھ) پڑھتے ہیں۔اس شکل میں یہ اسم ہے جس کا معنی آخری ہے اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔دوسرے اسے خاتِم (ت کے نیچے کسرہ یعنی زیر کے ساتھ) پڑھتے ہیں' جو اسم فاعل ہو گا اور اس کا معنی ''ختم کرنے والا'' ہے۔اس شکل میں خاتم النبیین ''(سلسلہ) انبیاء کو ختم کرنے والا'' ہو گا' یعنی جس پر نبوت ختم ہو گئی۔(معالم التنزیل از امام بغویؒ' جلد 4 'صفحہ 218)

لسان العرب ج 4 ص 24 میں ہے کہ ختم کا معنی ختم کرنا ہے' کہا جاتا ہے ختم اللہ امرہ بالخیر (اللہ اس کا معاملہ بھلائی پر ختم کرے) ہر چیز کی انتہاء کو خاتم کہتے ہیں' اس کی جمع خواتم ہے اور معنی خاتمے ہو گا۔فراء کہتے ہیں کہ خاتَم اور خاتِم مترادف ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ گرامر کی رُو سے پہلا اسم ہے اور دوسرا اسم فاعل ہے۔خاتَم اور خاتِم' رسول اللہ ﷺ کے نام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آیت 33:40 میں فرماتے ہیں کہ وہ خاتم النبیین ہیں جس کا معنی آخری نبی ہے۔

''ختم'' کا معنی روکنا بھی ہے۔اس کا عمومی مفہوم یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کو دوسری اشیاء میں ملنے سے بچانا۔خاتم کا معنی مُہر لگانا بھی ہے یعنی کسی دوسری چیز کو مُہر شدہ چیز میں ملنے سے بچانا۔خاتم کا معنی انگوٹھی بھی ہے۔(جلد 12 'ص 53 '55)

الراغب کہتے ہیں کہ ختم اور طبع کا معنی کسی چیز کو کندہ کرنا اور چھاپ اور مُہر سے ثبت کرنا ہوتا ہے۔پہلا لفظ کبھی کبھی مجازاً اپنے آپ کو کسی چیز سے بچانے یا محفوظ کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔محفوظ کرنے کے مفہوم سے ہی تحریروں اور دروازوں پر مُہر لگانے کا مطلب نکلتا ہے اور کبھی ایک چیز سے دوسری چیز پر نقش یا اثر لگانے کے معنی ہیں۔اسی سے چھاپ یا مُہر سے مُہر لگانا ہے اور کبھی اس کا مفہوم (کسی چیز کے) اختتام پر پہنچنا ہوتا ہے۔(دیکھیے مفردات امام راغب ص 142 لین لفظ ختم)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم علی قلبه (اس کے دل پر مُہر لگا دی) کا مفہوم یہ ہے کہ اسے بے سمجھ بنا دیا یا اس کے دل و دماغ کو ناکارہ کر دیا۔ (لین لفظ ختم)۔ ختم الله علی قلوبهم (اللہ نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی) اور طبع الله علی قلوبهم (اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا) اللہ تعالیٰ کے اس دستور کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انسان جب عقیدۂ باطلہ اور معاصی کے ارتکاب میں آخری حدوں کو چھونے لگتا ہے اور حق قبول کرنے سے کلیۃً غافل ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ معاصی کو پسند کرتا ہے اور گناہوں کا پختہ عادی ہو کر رہ جاتا ہے۔ یوں گویا اس کے گندے کردار کی اس پر مہر لگا دی گئی (دیکھئے مفردات امام راغب اصفہانی، صفحہ 142، دیکھئے لین لفظ ختم)۔ خاتم النبیین کا معنی ہے "وہ نبی جس کی آمد پر (سلسلہ نبوت ختم ہو گیا (مفردات راغب اصفہانی، صفحہ 142، 143)۔

تاج العروس میں ہے:

ومن اسمائه صلى الله عليه وسلم الخاتم والخاتم وهو الذى فقد النبوة بمجيئه (رسول اللہ ﷺ کے ناموں میں سے خاتَم اور خاتِم بھی ہیں، جن کا معنی یہ ہے کہ ان کی آمد پر نبوت ختم ہو گئی)

(تاج العروس، جلد 14، صفحہ 191، طبع بیروت نیز دیکھئے مجمع البحار، جلد 2، صفحہ 15)

یوں لفظ خاتَم (مُہر) یا خاتِم (ختم کرنے والا) دونوں ایک ہی معنے میں ہیں۔

اسی بنا پر تمام علماء لغت اور مفسرین نے بالاتفاق خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین (آخری نبی) لیا ہے۔ عربی زبان کے محاورے یا لغت میں خاتَم کا لفظ ڈاک کی اس مُہر پر نہیں بولا جاتا جو لفافے کے اجراء کی خاطر اس پر لگائی جاتی ہے بلکہ اس مُہر پر بولا جاتا ہے جو لفافے کو محفوظ کرنے کی غرض سے لگائی جاتی ہے تاکہ جب تک مہر کو توڑا نہ جائے اس کے اندر کی چیز باہر اور نہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل کی جا سکے۔

تمام مشہور مفسرین نے آیت 33:40 کی یہی تفسیر بیان کی ہے اور زیر بحث مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ چند ایسی احادیث موجود ہیں جن میں قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ کی بعثت ثانیہ کا تذکرہ ہے۔ کچھ علماء نے ان احادیث کو قرآن کریم اور سنت سے متعارض ہونے کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے لیکن بہت بڑی اکثریت ان کی صحت کی قائل ہے۔ اکثریت کی رائے میں ان احادیث اور قرآن کریم کے مابین کوئی تعارض نہیں، کیونکہ عیسیٰ جو اللہ کے رسول اور نبی تھے، رسولِ پاک ﷺ کی بعثت سے بہت پہلے منصب نبوت پر فائز ہوئے تھے جبکہ آیت کا تعلق حضرت محمد ﷺ کے بعد نئے نبی کی آمد سے ہے، بلکہ حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ کا ظہور اس امت اسلامیہ کے ایک فرد اور شریعت اسلامیہ کے متبع کی حیثیت سے ہوگا۔ اب یہ مستند تفسیری آراء اور تشریحات درج کی جاتی ہیں:

(1) علامہ ابن جریر طبری (224-310ھ) اپنی مشہور تفسیر میں اس آیت کی تشریح یوں کرتے ہیں:

''اس نے نبوت ختم کر دی اور اس پر مُہر لگا دی۔ اب یہ دروازہ قیامت تک کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔'' (تفسیر طبری' جزء 22' صفحہ 12)۔

(2) امام طحاوی (239-321ھ) اپنی کتاب ''العقیدۃ السلفیۃ'' میں نبوت کے بارے میں ائمہ سلف خصوصاً امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے' اس کے نبی اور محبوب ہیں اور وہ آخری نبی' سید الاولیاء اور سید المرسلین ہیں اور رب العالمین کے محبوب ہیں۔''

(شرح الطحاویۃ فی العقیدۃ السلفیۃ' دار المعارف مصر' صفحات 15' 87' 96' 100' 102)۔

(3) علامہ ابن حزم اندلسی (384-456ھ) لکھتے ہیں:

''بلاشبہ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ ختم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وحی کا نزول صرف نبی پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے۔''
(المحلی' جلد اول' صفحہ 26)

(4) امام غزالی (450-505ھ) فرماتے ہیں:

''اس امر پر امت مسلمہ کا کامل اجماع ہے کہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ رسولِ پاک ﷺ کے ارشاد ''لا نبیّ بعدی'' سے مراد یہی ہے کہ ان کے بعد نہ کوئی نبی اور نہ رسول ہوگا۔ جو شخص بھی اس حدیث کا کوئی اور مطلب بیان کرتا ہے' وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے' اس کی تشریح باطل اور اس کی تحریر کفر ہوگی۔ علاوہ ازیں امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس کے سوا اس کی کوئی اور تشریح نہیں۔ جو اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماعِ امت کا منکر ہے۔'' (الاقتصاد فی الاعتقاد' مصر' صفحہ 123)

(5) محی السنہ بغوی (م 516ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر نبوت ختم کر دی ہے۔سو وہ انبیاء (کے سلسلے) کی آخری کڑی ہیں اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا۔''

(معالم التنزیل' جلد 3' صفحہ 158)

(6) علامہ زمخشری (467-538ھ) اپنی تفسیر ''الکشاف'' میں لکھتے ہیں:

''اگر آپ یہ سوال کریں کہ جب یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰؑ قیامت سے پہلے آخری زمانے میں نازل ہوں گے تو پھر رسولِ پاک ﷺ آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اس معنی میں آخری نبی ہیں کہ ان کے بعد کوئی اور شخص نبی کی حیثیت سے مبعوث نہ ہوگا۔رہا حضرت عیسیٰؑ کا معاملہ' تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جنہیں حضرت محمد ﷺ سے پہلے نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے متبع ہوں گے اور انہیں کے قبلہ (الکعبہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے' جیسا کہ امت کے دوسرے افراد کرتے ہیں۔''

(الکشاف' جلد 2' صفحہ 215)

(7) قاضی عیاض (م 544ھ) لکھتے ہیں:

''جو شخص بھی اپنے لیے دعوائے نبوت کرتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ کوئی اسے حاصل کر سکتا ہے اور صفائے قلبی سے منصب نبوت پا سکتا ہے' جیسا کہ بعض فلسفیوں اور نام نہاد صوفیوں کا دعویٰ ہے' اسی طرح جو نبوت کا دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا مدعی ہے...... ایسے تمام لوگ کافر اور حضرت محمد ﷺ کے منکر ہیں' کیونکہ وہ ہمیں بتا چکے ہیں کہ ''وہ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ اطلاع منجانب اللہ تھی کہ اس نے نبوت بند کر دی ہے اور وہ تمام کائنات کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ ان الفاظ کا اس ظاہری مفہوم کے سوا اور کوئی معنی نہیں اور اس سے مختلف تشریح یا خاص معنی لینے کی کوئی گنجائش نہیں۔اس لیے اجماع اور احادیث دونوں کی رُو سے ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہونا چاہئے۔'' (شفاء' جلد 2' صفحات 247)

(8) امام رازیؒ (543 - 606ھ) اپنی تفسیر کبیر میں خاتم النبیین کی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس سلسلے میں خاتم النبیین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آنا ہوتا ہے تو وہ تبلیغ اور احکام کی توضیح کا مشن کسی حد تک نامکمل چھوڑ جاتا ہے اور بعد میں آنے والا اسے مکمل کرتا ہے' لیکن جس نبی کے بعد کسی اور نبی کی آمد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوگی وہ اپنی امت پر بہت زیادہ شفیق ہوتا ہے اور ان کے لیے واضح، قطعی اور کامل ہدایت فراہم کرتا ہے، جیسے ایک باپ جانتا ہو کہ اس کے بعد اس کے بیٹے کی نگہداشت کرنے والا کوئی سرپرست اور کفیل نہ ہوگا۔"

(تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 581)

(9) علامہ شہرستانی (م 548ھ) اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں:

"اسی طرح جو یہ کہتا ہے .... کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور نبی (حضرت عیسیٰ نبی کے سوا) مبعوث ہوگا، وہ بھی کافر ہے اور اس مسئلہ میں کسی قسم کا کوئی اختلافِ رائے موجود نہیں، یہاں تک کہ کسی دو انسانوں میں بھی۔"

(10) علامہ بیضاوی (م 685ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ انبیاء کی آخری کڑی ہیں جنہوں نے ان کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے اور سلسلہ نبوت پر مُہر لگا دی ہے اور حضرت عیسیٰ کی بعثت ثانیہ سے رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تردید نہیں ہوتی کیونکہ وہ جب آئیں گے تو انہی کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔" (انوار التنزیل، جلد 4، صفحہ 164)

(11) علامہ حافظ الدین نسفی (م 710ھ) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی اور شخص نبی نہیں ہوگا۔ رہے حضرت عیسیٰ تو وہ آپ سے پہلے انبیاء میں سے ہیں اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو وہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے اور انہی کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔" (مدارک التنزیل، جلد 5، صفحہ 471)

(12) علامہ علاؤ الدین بغدادی (م 725ھ) اپنی "تفسیر خازن" میں لکھتے ہیں:

"و خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر سلسلہ نبوت بند کر دیا ہے۔ اب ان کے بعد نہ کوئی نبوت ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی شراکت یا حصہ داری ہے...... اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"......

(لباب التاویل فی معانی التنزیل، جلد 5، صفحات 471-472)

(13) علامہ ابن کثیر (م 774ھ) اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں:

"تو یہ آیت اس امر میں نص ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اگر ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو رسول بطریق اولی نہ ہوگا، کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے اخص ہے، کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ کے بعد جو شخص بھی اس منصب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب' دجال' مفتری اور کافر ہے' خواہ وہ کسی قسم کے غیر معمولی کرشمے اور جادوگری کے طلاسم دکھاتا پھرے.....اور اسی طرح قیامت تک جو شخص بھی اس منصب کا مدعی ہو' وہ کذاب ہے....." (تفسیر ابن کثیر' جلد 3' صفحات 493 - 494)

(14) علامہ جلال الدین سیوطی (م 911ھ) جلالین میں لکھتے ہیں:

"وکان اللہ بکل شی علیما اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے اور جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور حضرت عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔

(جلالین' صفحہ 768)

(15) علامہ ابن نجیم (م 970ھ) اپنی کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھتے ہیں:

"جو شخص حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتا ہے' وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ ایمان کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ (الاشباہ والنظائر' صفحہ 179)

(16) ملا علی قاری (م 1016ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"اس نکتہ پر امت کا کامل اجماع ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔"

(شرح فقہ اکبر' صفحہ 202)

(17) شیخ اسماعیل حقی (1137ھ) اپنی تفسیر روح البیان میں مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عاصم نے اس لفظ کو خاتَم پڑھا ہے جس کا معنی مُہر لگانے کا وہ آلہ ہے جس سے اشیاء پر مُہر لگائی جاتی ہے' جس کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخر میں آئے ہیں اور انہی پر انبیاء کا سلسلہ بند ہوا اور اس پر مُہر لگ گئی۔ بعض نے اسے خاتِم پڑھا ہے جس کا معنی مُہر لگانے والا ہے تو اس طرح خاتِم' خاتَم کا ہم معنی ہوا..........اسی بنا پر اس امت کے علماء صالحین ولایت میں آپ کے جانشین ہوں گے' کیونکہ نبوت کی جانشینی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی بعثت ثانیہ سے رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی حیثیت متاثر نہیں ہوتی کیونکہ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا.....اور عیسیٰ آپؐ سے قبل نبوت سے سرفراز ہو چکے ہیں اور بعثت ثانیہ کے وقت وہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے متبع ہوں گے اور آپؐ کے دوسرے امتیوں کی طرح انہی کے قبلہ کی جانب رخ کر کے نماز ادا کریں گے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ ہوں گے۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور آخری نبی ہے" اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" اب جو شخص بھی یہ کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے' اسے کافر قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے ایمان کے ایک بنیادی جزو کا انکار کیا ہے' اسی طرح جو اس میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے کیونکہ باطل سے حق واضح اور روشن ہو چکا ہے اور حضرت محمد ﷺ کے بعد ایسا دعویٰ کرنا دجل و فریب کے سوا کچھ نہیں۔" (روح البیان' جزء 22' ق صفحہ 188)

(18) فتاویٰ عالمگیری' جسے بارہویں صدی ہجری میں ممتاز علماء کے ایک بورڈ نے شہنشاہِ ہند اورنگزیب عالمگیر کی ہدایت پر مدون کیا تھا' میں ہے:

"اگر کوئی شخص اس بات کا منکر ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر وہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کا رسول یا نبی ہے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا۔" (فتاویٰ عالمگیری' جلد 2' صفحہ 263)

(19) علامہ شوکانی (م 1255ھ) اپنی تفسیر "فتح القدیر" میں لکھتے ہیں:

"جمہور نے اسے خاتم پڑھا ہے اور عاصم نے خاتَم۔ پہلی قرات کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انبیا کو ختم کر دیا ہے یعنی وہ تمام انبیاء کے بعد آخری نبی بن کر آئے ہیں اور دوسری قرات کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کے لیے ایسی مُہر کی مانند ہیں جس سے ان پر مُہر لگی اور جس کی ان میں شمولیت سے انہیں زینت ملی۔" (فتح القدیر' جلد 4' صفحہ 285)

(20) علامہ آلوسی (م 1270ھ) اپنی تفسیر "روح المعانی" میں لکھتے ہیں:

نبی کا لفظ عام ہے اور رسول خاص ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس دنیا میں آپ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد کسی بھی انسان یا جن کو یہ منصب نصیب نہیں ہوگا۔" (روح المعانی' جزء 22' صفحہ 32)

"ان کے بعد جو شخص بھی وحی نبوت کے نزول کا دعویٰ کرتا ہے' اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس بارے میں مسلمانوں میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ (روح المعانی' جزء 22' صفحہ 38) حضرت رسول اللہ ﷺ کا آخری نبی ہونا ایسی حقیقت ہے جس کی تصریح خود کتاب اللہ نے کر دی ہے اور سنت نے اسے واضح کر دیا ہے اور اس مسئلہ پر امت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اجماع ہو چکا ہے' لہٰذا اس کے خلاف جو بھی دعویٰ کرے گا' وہ کافر قرار پائے گا۔" (روح المعانی' جزء 22' صفحہ 39)

ختم نبوت کا یہی تصور مندرجہ ذیل شیعہ مفسرین نے بھی بیان کیا ہے:

(1) علی بن ابراہیم (م 329ھ/ 941ء) "تفسیر القمی" صفحہ 532 مطبوعہ نجف (عراق)

(2) شیخ ابوجعفر محمد بن حسن بن علی طوسی (م 460ھ) تفسیر التبیان' جلد 8' صفحہ 314 مطبوعہ نجف (عراق)

(3) ملا فتح اللہ کاشانی (م 488ھ) تفسیر منہج الصادقین' جلد 7' صفحہ 333 مطبوعہ نجف (عراق)

(4) ابوعلی فضل بن حسین طبرسی (م 548ھ) تفسیر مجمع البیان' جلد 2' صفحہ 289' طبع نجف (عراق)

(5) ملا محسن کاشی' تفسیر الصافی' صفحہ 491' طبع نجف (عراق)

(6) ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل حسینی (م 1107ھ) تفسیر البرہان' جلد 3' صفحہ 327' طبع قم (ایران)

(7) علامہ حسین بخش' انوار النجف' جلد 11' صفحہ 211' طبع لاہور۔

(8) مولانا سید عمار علی' تفسیر عمدۃ البیان' جلد 12' طبع دہلی۔

(9) مقبول احمد' ترجمہ و تفسیر قرآن' صفحہ 507' طبع لاہور۔

حافظ فرمان علی' ترجمہ و تفسیر قرآن' صفحہ 585۔

زمخشری (467 - 538ھ) تفسیر کشاف میں' قاضی بیضاوی (م 685ھ) انوار التنزیل میں' امام رازی (606- 543ھ) تفسیر کبیر' جلد 3' صفحہ 343 میں' امام نووی (631-676ھ) شرح مسلم' جلد 2' صفحہ 189' شرح مسلم جزء 18' صفحہ 75 میں' علاؤ الدین بغدادی (م 725ھ) تفسیر خازن' صفحہ 471 - 472 میں' تفتازانی (722 - 792) شرح عقائد نسفی' صفحہ 1' میں' ابن حجر عسقلانی (م 449ھ) فتح الباری' جلد 6' صفحات 315' 117 میں' بدر الدین عینی (م 855ھ) عمدۃ القاری' جلد 16' صفحہ 40 میں' قسطلانی (851 - 923ھ) ارشاد الساری' جلد 6' صفحہ 18 میں' ابن ہیثمی (909 - 973ھ) فتاویٰ حدیثیہ' صفحات 128 - 129 میں' شیخ عبدالحق محدث دہلوی (958-1052ھ) اشعۃ اللمعات' جلد 4' صفحہ 373 میں' زرقانی (م 1162ھ) شرح مواہب اللدنیہ' جلد 3' صفحہ 116 میں اسی نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی بعثت ثانیہ کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

یہ تصریحات ہر ملک اور مسلسل ہر زمانے کے ممتاز علماء' فقہاء' محدثین اور مفسرین کر چکے ہیں۔ ان کی پیدائش اور وفات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تاریخوں پر ایک نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں تاریخ اسلام کی پہلی صدی سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک ہر دور کی نمایاں شخصیات موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی خاتم النبیین کے یہی معانی اپنی متعدد احادیث میں واضح فرمائے ہیں۔ان میں سے کچھ احادیث کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے:

(1) "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء"

"نبی ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی رہنمائی انبیاء کرتے تھے۔جب ایک نبی فوت ہوتا ایک اور نبی اس کا جانشین ہوتا۔خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں۔خلفاء ہوں گے۔"

(بخاری' کتاب الانبیاء' جلد 2 'صفحہ 257 'طبع دارالمعرفۃ بیروت' لبنان)

(2) "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنته من زاویته فجعل الناس یطوفون به یعجبون له ویقولون ھلا وضعت ھذا مااللبنته فانا اللبنته وانا خاتم النبیین"

"نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا اور اسے بہت خوبصورت اور عمدہ بنا دیا لیکن ایک کونے میں ایک خشت کی جگہ رہنے دی۔لوگ اس گھر کے گرد چکر لگاتے اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے یہ خشت کیوں نہیں لگائی گئی' پس میں ہی یہ خشت ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔"

(سو اس طرح میری بعثت سے قصرِ نبوت مکمل ہو گیا ہے اور اب اس میں مزید کسی نبی کی کوئی گنجائش نہیں)۔

(بخاری' کتاب المناقب' جلد 2 'صفحہ 270 'طبع دارالمعرفۃ بیروت)

اسی موضوع پر چار روایات صحیح مسلم (کتاب الفضائل) میں مروی ہیں' جن میں مذکورہ بالا الفاظ کے بعد یہ اضافہ ہے۔ "فجئت فختمت الانبیاء" پس میں نے آ کر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔نیز انہی الفاظ میں یہ حدیث جامع ترمذی' کتاب المناقب' باب فضائل النبی میں موجود ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں یہ حدیث بروایت جابر بن عبداللہ مروی ہے اور اس کے آخری الفاظ یوں ہیں "ختم بی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبیون" مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔"

اسی موضوع پر کئی روایات مسند احمد میں الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ ابی بن کعبؓ ' ابو سعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں:

(3) " ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب واحلت لى الغنائم وجعلت لى الارض مسجداً وطهوراً وارسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون."

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دوسرے انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ (1) مجھے جامع کلمات عطا ہوئے ہیں اور (2) (دشمنوں کے دلوں میں) میرا خوف طاری کیا گیا ہے اور (3) میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں اور (4) زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنادی گئی اور (5) مجھے تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور (6) مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔" (صحیح مسلم' جلد 2' صفحہ 249' طبع دار الکتب' بیروت)

(4) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى."

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہیں' اس لیے میرے بعد کوئی رسول ہو گا اور نہ کوئی نبی۔" (ترمذی' جلد 2' صفحہ 53' طبع ایچ۔ایم سعید اینڈ کمپنی' کراچی)

(5) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا محمد وانا احمد وانا الماحى الذى محى الله بى الكفر و وانا الحاشر الذى يحشر الناس على عقبى وانا العاقب الذى ليس بعده نبى."

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں وہ ماحی (مٹا دینے والا) ہوں جس کے ذریعے کفر مٹا دیا جائے گا اور میں وہ حاشر ہوں جس کے پیچھے لوگ اکٹھے ہوں گے (میدان حشر میں) اور میں وہ عاقب (آخری) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (صحیح مسلم' جلد 2' صفحہ 261' طبع دہلی)

(6) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لم يبعث نبيا الا حذر امته الدجال وانا اخر الانبياء وانتم اخر الامم وهوا الخارج فيكم لا محالة."

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا اور میں آخری نبی ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورتم آخری امت ہو اور وہ لازماً تمہارے اندر نکلے گا۔" (ابن ماجہ' جلد 2' صفحہ 178)

(7) "عن عبدالرحمن بن جبير قال سمعت عبدالله بن عمرو بن العاص يقول خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما كالمودع فقال انا محمد النبي الامي ثلاثا و لا نبي بعدى."

"عبدالرحمٰن بن جبیر سے روایت ہے کہ اس نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ اس طرح ہمارے پاس آئے جیسے گویا وہ الوداع کرنے والے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا میں ہی محمد نبی امی ہوں' تین مرتبہ' اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (مسند احمد' روایات عبداللہ بن عمرو بن العاص)

(8) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نبوة بعدى الا المبشرات قيل وما المبشرات يا رسول الله قال الرويا الحسنة او قال الرويا الصالحة."

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں مگر مبشرات ہیں۔ عرض کیا گیا' اے اللہ کے رسول' مبشرات کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا' اچھے خواب یا فرمایا نیک خواب۔" (یہ اس لیے کہ اب وحی الٰہی کا کوئی امکان نہیں۔ زیادہ سے زیادہ کسی شخص کو سچے خواب میں القاء ہی ہو سکتا ہے۔ (ابوداؤد' جلد 2' صفحہ 316)

(9) "قال النبي صلى الله عليه وسلم لو كان بعدى نبي لكان عمر بن الخطاب."

"نبی ﷺ نے فرمایا' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔"

(ترمذی' جلد 2' صفحہ 209' طبع ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی' کراچی)

(10) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لا نبي بعدى."

"اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لیے تھا البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (صحیح مسلم' جلد 2' طبع دہلی' صفحہ 278)

بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو غزوہ تبوک کے ضمن میں ذکر کیا ہے' جبکہ یہی مضمون مسند احمد میں بروایت سعد بن ابی وقاص دو حدیثوں میں مذکور ہے' جن میں سے ایک روایت کے آخری الفاظ یوں ہیں: "لیکن میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔" اس واقعہ کے بارے میں ابوداؤد طیالسی' امام احمد اور محمد بن اسحاق کی روایت کردہ مفصل احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لیے روانگی کے وقت حضرت علیؓ کو مدینہ کی نگرانی اور دفاع کے لیے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔اس پر منافقین نے ان کے خلاف ناز یبا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پیچھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟'' اس پر حضورؐ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا ''تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارونؑ تھے۔'' یعنی جیسے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ کوہ طور کو روانہ ہوتے وقت ہارون نبی کو بنی اسرائیل کی نگہداشت کے لیے پیچھے چھوڑ گئے تھے' اسی طرح آپؐ انہیں مدینہ کے دفاع کی غرض سے پیچھے چھوڑ رہے ہیں لیکن اس خدشے کے پیش نظر کہ حضرت علیؓ کا ایک پیغمبر سے موازنہ بعد میں کسی شر کا باعث بن سکتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فوراً یہ استثناء کر دیا کہ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(11)''عن ثوبان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... انه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبيين لا نبي بعدي.''

''ثوبان سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ...... اور بے شک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ خبردار! میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(ابوداؤد' جلد 2' صفحہ 202)

ابوداؤد نے اس موضوع پر ایک اور روایت حضرت ابوہریرہؓ سے کتاب الملاحم میں بیان کی ہے۔ ترمذی نے بھی ان دونوں احادیث کو اسی سند سے اور ثوبان سے بیان کیا ہے۔ دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''تیس کذاب ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

(12) ''قال النبي صلى الله عليه وسلم لقد كان فيمن كان قبلكم من بني اسرائيل رجال يكلمون من غير ان يكونوا انبياء فان يكن من امتي احد لكان عمر.''

''نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) کلام ہوتا تھا لیکن وہ نبی نہیں ہوتے تھے' پس اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔''

(بخاری' کتاب المناقب' جلد 2' صفحہ 282' طبع دار المعرفہ بیروت)

اس مضمون کی ایک روایت صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔ اس میں یکلمون کی جگہ محدث کا لفظ مذکور ہے' تاہم دونوں کا

www.KitaboSunnat.com

معنی "وہ جن سے اللہ تعالیٰ یا کوئی غیر مرئی ہم کلام ہو۔"

(13) "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی و لاأمة بعد امتی."

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد (کسی اور نبی کی) کوئی امت نہیں۔"

(بیہقی' جلد 5' صفحہ 197)

(14) "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی اخر الانبیاء و ان مسجدی اخر المساجد."

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (کسی نبی کی) آخری مسجد ہے۔" (مدینہ میں مسجد نبوی کی جانب اشارہ ہے) (صحیح مسلم' کتاب الحج' صفحہ 202)

(15) "عن عرباض بن سارية ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا خاتم النبیین و ان ادم فی طینة."

"عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی تھا جبکہ آدم ابھی گارے میں تھے۔" (ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے) (مستدرک حاکم' جلد 2' صفحہ 418' طبع حیدرآباد دکن)

(16) "بابی انت و امی (یا رسول اللہ ﷺ) لقد انقطع بموتک ما لم ینقطع بموت غیرک من النبوة والانباء و اخبار السماء."

"مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضورؐ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی موت نے وہ چیز ختم کر دی ہے جو آپ کے سوا کسی دوسرے کی موت سے ختم نہ ہوئی یعنی نبوت' غیبی خبریں اور آسمان کی وحی۔" (نہج البلاغہ' جلد 2' صفحہ 255' طبع مصر)

(17) عن ابی جعفر و ابی عبداللہ علیہما السلام...... "لقد ختم اللہ بکتابکم الکتب و ختم بنبیکم الانبیاء."

ابو جعفر اور ابو عبداللہ علیہما السلام نے کہا: "تحقیق اللہ نے تمہاری کتاب (قرآن کریم) پر الہامی کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبی (حضرت محمد ﷺ) پر سلسلۂ انبیاء کو ختم کر دیا۔" (اصول الکافی' جلد اول' صفحہ 163' طبع نول کشور)

ان احادیث کو محدثین کی بڑی تعداد نے متعدد اور بہت قوی اسناد کے ساتھ صحابہ کرام کی عظیم تعداد سے روایت کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر' مختلف طریقوں سے اور مختلف الفاظ میں قطعی اعلان فرما

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا تھا کہ وہ آخری نبی ہیں اور یہ کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ کہ نبوت ان پر ختم ہو چکی ہے اور یہ کہ ان کے بعد نبوت یا رسالت کے مدعی کذاب ہیں۔قرآن کریم کے الفاظ ''خاتم النبیین'' کی اس سے زیادہ مستند معتبر اور فیصلہ کن اور کوئی تعبیر نہیں ہو سکتی۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بذات خود معتبر اور فیصلہ کن ہوتا ہے۔لیکن جب اس سے قرآن کریم کے متن کی توضیح و تشریح ہوتی ہو تو وہ بالکل قطعی اور فیصلہ کن ہوتا ہے۔سوال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے بڑھ کر اور کون قرآن کریم کے فہم و تعبیر کا اہل ہوگا۔اس کے باوجود اگر کوئی شخص ختمِ نبوت کے مختلف معنی پیش کرتا ہے تو وہ کیونکر کسی بھی قسم کی توجہ یا التفات کا سزاوار ہوگا؟ چہ جائیکہ اسے ماننے اور اس کی پیروی کرنے کا مستحق سمجھا جائے۔

یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے' تاہم میں ابن تیمیہ کی ''الایمان'' سے یہ اقتباس پیش کرتا ہوں:

ومما ینبغی ان یعلم ان الالفاظ الموجودة فی القرآن والحدیث اذا عرف تفسیرها وما ارید بها من جهة النبی صلی الله علیه وسلم لم یحتج فی ذلک الی الاستدلال باقوال اهل اللغة ولا غیرهم.

''یہ جان لینا چاہئے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی جانب سے قرآن اور سنت کے الفاظ کی تشریح معلوم ہو جائے تو ایسی صورت میں ماہرین لغت یا ان کے علاوہ دوسروں کے اقوال کی ضرورت نہیں ہوتی۔''

(الایمان از امام ابن تیمیہؒ صفحہ 271)

ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے' علامہ ابن نجیم (الاشباہ والنظائر' کتاب السیر' باب الردۃ' صفحہ 179 میں) لکھتے ہیں کہ اگر ایک شخص ختم نبوت کے عقیدے کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ مسلمان نہیں ہے' کیونکہ یہ ایمان کا ایسا بنیادی جزو ہے جسے جاننا اور تسلیم کرنا لازمی ہے۔

غزالی (450 - 505ھ)' قاضی عیاض (م 544ھ) علامہ شہرستانی (م 548ھ) ابن کثیر (م 774ھ)' ملا علی قاری (م 1016ھ) شیخ اسماعیل حقی (م 1137ھ) شوکانی (م 1255ھ) اور فتاویٰ عالمگیری کی یہ آراء پہلے ہی گزر چکی ہیں کہ جو آدمی ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رکھتا یا نبی ہونے کا دعویدار ہے یا ایسے شخص کی پیروی کرتا ہے تو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ذیل میں امام ابوحنیفہؒ کا فیصلہ بھی درج کیا جاتا ہے:

ایک آدمی نے امام ابوحنیفہؒ (80 - 150ھ) کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا ''آپ مجھے اپنی نبوت کا ثبوت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرنے کا موقع دیں۔" امام صاحب نے فرمایا "جو شخص اس سے اس کی نبوت کا ثبوت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ' ابی احمد المکی' جزء اول' صفحہ 161' طبع حیدر آباد)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص قرآن کریم کی ایک صریح اور عام آیت کی تاویل اور تخصیص کر کے اس کی تکذیب کرتا ہے تو وہ اس شخص کے برابر ہے جو نفس آیت کو جھٹلا دیتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے ایمان کا جزو اور دین کا بنیادی اصول ہے۔ معروف علماء کے یہ فیصلے' دوسروں کے علاوہ اس مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں شریعت کے صحیح موقف کا اظہار کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں خاتم النبیین کی آیت اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب ہے۔

یہاں اس امر کا تذکرہ کرنا بھی مناسب ہو گا کہ کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر اعتراض کیا کہ خاتم کا معنی آخری نہیں ہوتا بلکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی شخص کو خاتم الشعراء یا خاتم المفسرین کہا جائے۔ ان کلمات کا یہ معنی نہیں ہوتا کہ ایسے شخص کے بعد کوئی اور شاعر یا فقیہ یا مفسر پیدا نہیں ہو گا بلکہ یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس خاص شعبہ علم میں اس شخص کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ لیکن یہ ایک مغالطہ آمیز دلیل ہے۔ ایسے لقب کا بطور مبالغہ استعمال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم صرف "کامل اور ممتاز" کے معنی میں مستعمل ہے "آخری" کے لیے نہیں۔ ایسا کوئی قاعدہ نہیں کہ کسی لفظ کے بعض اوقات مجازی معنی میں استعمال ہو جانے سے وہ اپنے حقیقی معنی کھو دے گا۔ اگر کوئی کسی عرب باشندے سے کہے "وجاء خاتم القوم" تو وہ یہ ہرگز نہیں سمجھے گا کہ قبیلے کا ممتاز ترین فرد آیا ہے' بلکہ وہ یہ سمجھے گا کہ قبیلے کا آخری فرد آ گیا ہے۔

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ چند اشخاص کو دیے ہوئے خاتم الشعراء یا خاتم الفقهاء وغیرہ القاب انسانوں کے دیے ہوتے ہیں اور کسی انسان کو یہ کبھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جس شخص کو اس کے کسی معیار کی بنا پر خاتم قرار دے رہا ہے' اسی معیار کا کوئی اور شخص پیدا نہیں ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی لغت میں ان القاب کی' امتیاز کے مبالغہ آمیز اعتراف سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن جب اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ فلاں اور فلاں معیار کسی خاص شخصیت پر ختم کر دیا گیا ہے تو پھر ایسی کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس سے مجازی مفہوم سمجھیں خصوصاً جبکہ کوئی لغوی ابہام بھی موجود نہ ہو' اس لیے اللہ تعالیٰ کا کسی شخص کو خاتم النبیین کہنا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی انسان کا دوسرے انسان کو بطور مبالغہ خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء وغیرہ کہنا یکساں قرار نہیں پائیں گے۔

قطعی ختم نبوت کے خلاف ایک دلیل اس حدیث پر مبنی ہے کہ آپؐ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ استدلال کیا گیا کہ وہ آخری مسجد نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد دنیا میں بے شمار اور مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ ''آخری مسجد'' کے الفاظ کمال اور امتیاز کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ دلیل صرف مغالطہ ہے۔ ''آخری مسجد'' سے مراد انبیاء کی آخری مسجد یا ایسی مسجد ہے جو دوسری مساجد کے مقابلے میں خصوصیات کی حامل ہو۔

اس بارے میں امام مسلم نے' حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت میمونہؓ (حضور ﷺ کی بیوی) سے مروی یہ احادیث بیان کی ہیں کہ دنیا میں ایسی تین مساجد موجود ہیں جو دوسری تمام مساجد سے افضل ہیں اور ان میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزاروں گنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ یہ مکہ کی مسجد الحرام' یروشلم (بیت المقدس) کی مسجد الاقصیٰ اور مدینہ کی مسجد نبوی ہیں۔ اس لیے ان تین مساجد میں نماز پڑھنے کی نیت سے ان کا سفر کرنا جائز ہے۔ یہ خصوصیت کسی اور مسجد کو حاصل نہیں۔ دوسری تمام مساجد' خواہ دور ہوں یا نزدیک' کا مرتبہ اور ثواب یکساں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ چونکہ ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اس لیے دنیا میں کوئی ایسی چوتھی مسجد تعمیر نہیں ہو گی جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ ہو اور جس میں نماز ادا کرنے کی نیت سے خصوصی سفر کا اہتمام کرنے کی اجازت ہو۔

ختم نبوت کی قطعیت کے اصول کے خلاف حضرت عائشہؓ کا ایک قول پیش کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے ''یہ کہو کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں لیکن یہ مت کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' پہلی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مستند حدیث کہ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا'' کی مخالفت میں حضرت عائشہؓ کا قول پیش کرنا انتہائی ناموزوں ہے۔ پھر حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب یہ روایت خود معتبر نہیں۔ کسی قابلِ ذکر محدّث نے اسے کسی معتبر کتاب میں روایت نہیں کیا۔ یہ صرف در منثور' جو قرآن کریم کی تفسیر ہے' اور تکملہ مجمع البحار' جو حدیث کی ڈکشنری ہے' میں مذکور ہے لیکن سند کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ نا قابلِ اعتماد ہے اور کسی بھی معروف عالم نے اسے لائق التفات نہیں سمجھا۔

ایک اور قابلِ توجہ روایت جو ابن ماجہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے' یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے بارے میں فرمایا: ''لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا۔'' ''اگر ابراہیم زندہ رہتا تو وہ صدیق نبی ہوتا۔''

جیسا کہ الموضوعات الکبریٰ صفحہ 58 میں مذکور ہے' امام نووی نے اس روایت کو باطل اور مردود قرار دیا ہے۔ اس کی سند

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ابوشیبہ نامی شخص ضعیف ہے۔امام ترمذی نے اسے حدیث میں نا قابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔امام نسائی نے اسے حدیث میں ضعیف کہا ہے۔امام احمد نے کہا ہے کہ اس کے قول کا کوئی وزن نہیں ہے۔امام ابوحاتم نے اسے حدیث میں نا قابل اعتماد کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب' جلد 1 'صفحات 144 - 145)

مسلمانوں کے ہاں حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کے عقیدے کے بیان کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی تاریخ اور ارتقاء کو بیان کیا جائے۔

مرزا صاحب 1839ء یا 1840ء میں موضع قادیان ضلع گورداسپور' پنجاب کے اس حصے میں' جو اب بھارت میں واقع ہے' پیدا ہوئے تھے۔ یہ مرزا صاحب کی اپنی تحریروں کے مطابق ہے۔لیکن بعد میں ان کے خاندان کے افراد میں ان کے سالِ ولادت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد جو ان کے سوانح نگار اور سیرت المہدی کے مصنف ہیں' کے پہلے نظریے کے مطابق سال ولادت 1836ء یا 1837ء ہو سکتا ہے۔(سیرت المہدی' جلد 2 'صفحہ 150 روایت نمبر 467)۔نظر ثانی کے بعد انہوں نے تاریخ ولادت 13 فروری 1835ء مقرر کی (سیرت المہدی' جلد 3 'صفحہ 76 روایت نمبر 513)۔ایک تخمینے کے مطابق سال ولادت 1831ء ہو سکتا ہے (ایضاً '74 روایت نمبر 513)۔معراج دین نے تاریخ ولادت 17 فروری 1832ء مقرر کی ہے۔(ایضاً 'صفحہ 302 روایت نمبر 965)۔جبکہ دیگر 1833 یا 1834ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں (ایضاً 'ص 194 روایت 763)۔

مرزا بشیر احمد اور اُن دوسرے لوگوں کی' جو مرزا صاحب کو ایسا نبی مانتے ہیں جسے اللہ کی طرف سے خدائی علم عطا ہوا تھا (اور اسی لیے انہیں اپنے سال ولادت کے بارے میں غلطی نہیں کرنی چاہئے تھی) ان متناقض آراء کی وجہ معلوم کرنا کچھ بعید نہیں۔مرزا صاحب اپنی وفات کے وقت تقریباً اُنہتر سال کی عمر میں تھے (1839ء میں پیدا ہوئے اور 1908ء میں انتقال ہوا)۔کہا جاتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری کے ایک صوفی نعمت اللہ ولی نے اپنی ایک مسلسل نظم میں مسلمانوں کے اندر رونما ہونے والے مستقبل کے واقعات کی پیشگوئیاں کی ہیں اور تیرہویں صدی ہجری کے اختتام اور چودھویں صدی کے آغاز پر کسی ایسے شخص کی آمد کی پیشگوئی کی ہے جو شریعت کی تجدید کرے گا۔مرزا صاحب نے اس نظم کو اپنے اوپر منطبق کیا۔ایک شعر میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ شخص اپنے ظہور یعنی خدائی انتخاب کی خلعت سے سرفرازی سے چالیس سال بعد تک زندہ رہے گا۔مرزا صاحب نے اس شعر کے مفہوم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس منصب پر چالیس (40) سال کی عمر میں فائز ہوئے تھے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی (80) سال یا اس کے قریب کی عمر تک زندگی پائیں گے (نشانِ آسمانی ' صفحہ 15 روحانی خزائن ج 4 ص 374) پھر انہوں نے ایک خدائی الہام کے نزول کا دعویٰ کیا:

"اطال اللہ بقاء ک 'اسی پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔" (تذکرہ ص 500 'طبع 3)

یوں اس الہام کے مطابق انہیں پچھتر یا پچاسی سال کی عمر کے درمیان کسی وقت فوت ہونا تھا۔ ان کی عمر کو زیادہ ثابت کرنے اور ان کے عرصۂ حیات کو پچھتر سال کے قریب ترلانے کی مساعی سے مقصود اس پیشگوئی اور الہام کی صحت وصداقت کو ثابت کرنا ہے۔

پیشگوئی کی تکمیل کو منوانے کی تمنا کا انکشاف قادیانیت کے ایک مبلغ مولوی عبدالرحیم دردؔ ایم۔ اے کے ایک خط سے ہوتا ہے جو اس نے سیرت المہدی کے مولف مرزا بشیر احمد کو مرزا صاحب کی عمر کی بابت ان کی تحقیق کو سراہتے ہوئے لکھا تھا۔ اس نے ان پر زور دیا کہ اس مسئلے کو قطعی طور پر حل کر دیا جائے تا کہ سال ولادت 1836ء اور 1837ء کے مابین طے کر دیا جائے۔ اسی یا اس کے قریب کے الہامات جن کا اعادہ اربعین 3 ' صفحہ 32 روحانی خزائن ج 17 ص 422 ' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ' صفحہ 29 ' روحانی خزائن ج 17 ص 69 ازالہ اوہام ' صفحات 634 تا 638 روحانی خزائن ج 3 ص 443) میں کیا گیا ہے ' کا ذکر کرتے ہوئے اس نے لکھا کہ

"مرزا صاحب نے ان الہامات کا مفہوم یوں بیان کیا تھا:

"جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو 74 اور 82 کے اندر اندر عمر کی تعین کرتے ہیں۔"

پس اگر آپ کی عمر شمسی یا قمری حساب سے اس کے اندر اندر ثابت ہو جائے تو الہامات پورے ہو جاتے ہیں یعنی اگر آپ کی پیدائش 1836ء و 1822ء کے اندر ثابت ہو جائے تو کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔" (سیرۃ المہدی ' جلد 3 ' صفحہ 187 - 188 نمبر 763) اسی دلیل کا انکشاف سیرت المہدی ' جلد 3 ' صفحہ 76 روایت نمبر 513 پر بھی کیا گیا ہے۔

مرزا بشیر احمد نے تاریخ ولادت 13 فروری 1835ء طے کرنے کے بعد ہجری کیلنڈر کے مطابق مرزا صاحب کی عمر پچھتر سال سے زیادہ نکالی ہے۔

مرزا صاحب ایک ایسے زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے تھے جو اگرچہ ماضی میں متمول اور خوشحال تھا لیکن ان کی پیدائش کے وقت سخت مالی مشکلات میں گھرا ہوا تھا۔ ان کے والد غلام مرتضیٰ نے 1857ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی سے اپنی وفاداری کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ کیا تھا اور جنگ آزادی کے مجاہدین جنہیں حکومت وقت باغی قرار دیتی تھی' کو کچلنے میں مدد دینے کی خاطر برطانوی فوج کو پچاس گھوڑے اور پچاس رنگروٹ فراہم کیے تھے۔ اس کے صلے میں انہیں حکومت کے ہاں کچھ عزت حاصل تھی۔ اس لیے برطانوی حکومت کی مدح وستائش کا رجحان مرزا صاحب کے اندر بچپن سے موت تک پختہ رہا۔ وہ اپنی متعدد کتابوں اور رسالوں میں برطانوی حکومت سے اپنے والد کی وفاداری اور گورنر کے دربار میں ایک نشست کا اعزاز پانے کا تذکرہ بڑے فخر سے پیش کرتے اور دہراتے ہیں اور اپنی تحریروں میں مذکورہ حکومت سے خود اپنی لازوال وفاداری کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

مرزا صاحب نے چند اساتذہ سے کچھ دینی تعلیم پائی تھی۔ خاندان کی مالی حالت کی وجہ سے انہیں پندرہ روپے ماہانہ کی قلیل تنخواہ پر سیالکوٹ کی عدالتوں میں کلرک کی اسامی پر ملازمت کرنا پڑی جو 1864ء سے 1868ء تک جاری رہی۔ بعد ازاں انہوں نے ملازمت سے استعفادے دیا اور خاندانی جائداد کی بحالی کی خاطر مقدمہ بازی اور مذہبی لٹریچر کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ جب وہ تقریباً پینتیس سال کے ہوئے تو ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ (کتاب البریہ' صفحہ 142 تا 149 روحانی خزائن ج 3 حاشیہ ص 177 تا 192)۔ گزشتہ صدی کے ساتویں عشرے کے اختتام پر انہوں نے عیسائیت' آریہ سماج اور براہمو سماج کے خلاف کچھ مضامین تحریر کرنا شروع کیے اور ان مذاہب کے عالموں اور پیروکاروں کے ساتھ مباحثے اور مناظرے کئے۔ اس طرح مسلمان علماء اور پڑھے لکھے طبقے میں ان کا تعارف ہوا' اور ان حلقوں میں انہیں کچھ مقبولیت حاصل ہو گئی۔

1879ء میں انہوں نے ایک پمفلٹ میں عیسائیت اور ہندومت پر اسلام کی برتری کے ثبوت پر ایک ایسی کتاب لکھنے کا ارادہ مشتہر کیا' جو تین سو دلائل پر مشتمل ہو گی۔ اپنے پاس طباعت کی رقم نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے عطیات' چندے یا کتاب کی پیشگی قیمت بھیجیں۔ انہوں نے حقیقۃ الوحی' صفحہ 337 روحانی خزائن ج 22 ص 350 پر لکھا ہے کہ جب انہوں نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ تالیف کی تو اسے چھپوانے کے لیے ان کے پاس رقم نہ تھی۔ انہوں نے اللہ سے التجا کی اور ایک الہام کے نزول کا دعویٰ کیا' جس کے مطابق انہوں نے خطوط لکھے اور مختلف ذرائع سے رقم حاصل کی۔ کتاب کی قیمت پہلے دوسروں کے لیے 25 روپے اور مسلمانوں کے لیے 10 روپے مقرر کی گئی (دیکھیئے براہین احمدیہ' جلد 3' طبع 1970ء ٹائٹل پیج کی پشت پر روحانی خزائن ج 1 ص 134)۔ پہلی دو جلدوں کی طباعت کے بعد اس کی قیمت دوسروں کے لیے 100 روپے اور مسلمانوں کے لیے 10 روپے یا 15 روپے رکھی گئی تھی۔ (براہین احمدیہ' صفحہ 67 روحانی خزائن ج 1 ص 136)۔ لوگوں کی کافی تعداد نے کتاب کی قیمت پیشگی ادا کر دی' لیکن 1884ء تک چار سالوں میں کتاب کی صرف چار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلدیں طبع ہوسکیں۔ پانچویں جلد 1905ء میں چھپی۔ چوتھی اور پانچویں جلد کی طباعت کے مابین دو عشروں سے زیادہ مدت میں مرزا صاحب نے تقریباً اسی (80) کتابیں تالیف کیں' تاہم وہ پوری کتاب کی قیمت ادا کرنے والوں کے احتجاج اور کئی لوگوں کی مخالفانہ تنقید کے باوجود پانچویں جلد مکمل نہ کر سکے۔ (براہین احمدیہ' جلد 5' صفحہ 1 روحانی خزائن ج 21 ص 2)۔ کتاب کی پہلی جلد صرف 82 صفحات پر مشتمل تھی (جو 1970ء کے ایڈیشن میں مختصر ہوکر صرف 25 صفحات رہ گئی ہے)۔ یہ 1880ء میں چھپی تھی اور کتاب کی ضرورت کے مبادیات' عطیات دہندگان کی فہرست' چند نظموں اور ایک پمفلٹ جس میں ایسے شخص کو جو اپنے مذہب کی الہامی کتابوں سے خواہ دلائل کا پانچواں حصہ ہی غلط ثابت کر دکھائے 10,000 روپے کی انعامی رقم دینے کا وعدہ کیا گیا ہے' پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد جو 55 صفحات (نئے ایڈیشن میں 40 صفحات) کے صرف مقدمے پر مشتمل ہے' بھی 1880ء میں طبع ہوئی تھی۔ جلد سوم جو 143 صفحات (نئے ایڈیشن میں 100 صفحات) پر مشتمل ہے' 1882ء میں چھپی تھی جبکہ جلد چہارم جو 282 صفحات (نئے ایڈیشن میں 191 صفحات) پر مشتمل ہے' 1884ء میں چھپی تھی۔ (دیکھیے سیرت المہدی' جلد 2' صفحہ 151 تواریخ طباعت کے لیے)۔ کتاب کی جلد پنجم (صفحہ 1) سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاً مرزا صاحب کا ارادہ یہ تھا کہ اسے پچاس جلدوں میں چھپوایا جائے اور چندہ دینے والوں کی ایک بڑی تعداد سے کتاب کی پیشگی قیمت وصول کر لی گئی تھی۔ لیکن انہوں نے اعلان کر دیا کہ چونکہ 5 اور 50 کے ہندسوں میں صرف ایک صفر کا فرق ہے' اس لیے جلد پنجم کی طباعت کے ساتھ ہی ان کا وعدہ پورا ہوگیا ہے۔

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ ص 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 9 از مرزا قادیانی)

کتاب کی طباعت سے کافی عرصہ پہلے اس کے تشہیری پمفلٹوں کے جواب میں مسلمانوں کے موافق ردعمل کے باوجود مرزا صاحب نے متمول مسلمانوں کی شکایت کرنے اور ان پر بے اعتنائی اختیار کرنے کے الزامات لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ عطیات کی صرف دو مثالیں نقل کی جاتی ہیں۔ صرف ایک شخص کی طرف سے پانچ ہزار روپے جو موجودہ وقت میں کئی لاکھ کے مساوی ہوتے ہیں' پیش کیے گئے' جبکہ ایک دوسرے شخص نے پانچ سو روپے کی رقم دو قسطوں میں پیش کی۔

(دیکھیے عرض ناشر' براہین احمدیہ' جلد اول' صفحہ 5' روحانی خزائن ج 1 ص 2 تا 12)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہیں تین لاکھ سے زیادہ الہامات ہوئے' ان میں سے پچاس ہزار مالی امور سے متعلق ہیں۔ یعنی آیا اور کب مال حاصل کیا جائے۔ اس دعوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں مالی امور ہر چیز سے بلند تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براہین احمدیہ جس میں تین سو دلائل کا وعدہ کیا گیا تھا' کا مرکزی موضوع خدائی الہامات یا وحی ہیں جو بقول مرزا صاحب' نبی پاک کے ان متبعین میں ہمیشہ جاری رہتے ہیں جو اس کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ مقصد جس کی خاطر کتاب کی طباعت کا وعدہ کیا گیا' پورا ہوا یا نہیں تاہم جو واحد مقصد پیش نظر تھا اور اس کا کوئی وعدہ نہ تھا' خوب پورا ہوا۔ جلد سوم اور چہارم کا مرکزی نقطہ مرزا صاحب کے وہ مزعومہ الہامات اور خیالات ہیں جو ان کے آگے جا کر مسیح موعود' مہدی موعود اور نبی ہونے کے دعووں کی بنیاد بنے تھے۔ تاہم مامور من اللہ (اللہ کی جانب سے مامور) ہونے کا اساسی دعویٰ کتاب کی جلد سوم میں کیا گیا تھا۔ (سیرت المہدی' جلد 2 'صفحہ 151) جبکہ جلد چہارم میں انہوں نے مجددیت کی نشانی ملنے کا دعویٰ کیا۔

(براہین' صفحہ 502 اور 503 'روحانی خزائن ج 1 ص 597' 598 حیاتِ طیبہ از عبدالقادر صفحہ 69' سیرت المہدی' جلد 2 'صفحہ 151)

اس طرح کتاب کو عوام کے اخراجات سے چھپوانے کا حقیقی مقصد اپنی ذات کی تشہیر' اپنے مزعومہ الہامات کا اعلان اور اپنے ان خیالات کی اشاعت جو آخر الامر انہیں نبوت کا دعویٰ کرنے میں مدد دے سکیں' کے سوا کچھ نہ نکلا۔ اس آخری نکتے کی صحت کے ثبوت کے لیے براہین احمدیہ سے چند اقتباسات دیے جاتے ہیں:

(1) اور یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقیق الہام ربانی کے لیے کہ جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے ایک اور راستہ بھی کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں' ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں جن کا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ اس پاک الہام کو انہیں ایمانداروں کو عطا کرتا ہے کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور صدق اور اخلاص سے اس پر عمل کرتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کو خدا کا سچا اور کامل اور سب پیغمبروں سے افضل اور اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہیں۔

(صفحہ 215 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 238)

(2) اور گو وحی بجہت عدم ضرورت سے منقطع ہے لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے با اخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔ اور یہ الہام وحی رسالت پر ایک عظیم الشان نبوت ہے۔

(صفحہ 215 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 238)

(3) پھر نہ معلوم مولوی صاحب نے کہاں اور کس سے سن لیا کہ لفظ الہام کے وہی معنی کرنے چاہئیں جو کتب لغت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرج ہیں جبکہ سوادِ اعظم علماء الہام کو وحی کا مترادف قرار دینے میں متفق ہیں۔

(صفحہ 221 روحانی خزائن ج1 ص حاشیہ 224)

(4) مگر مناسب ہے کہ اس قدر ضرور ظاہر کر دیں کہ ہم میں اور دوسری تمام جماعت مسلمانوں میں نزاع لفظی ہے۔ جن اعلامات الٰہیہ کا نام ہم وحی رکھتے ہیں' انہیں کو علماء اسلام اپنے عرف میں الہام بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔

(5) انہیں معنوں میں تو علماء وارث الانبیاء کہلاتے ہیں اور اگر باطنی علم کا ورثہ ان کو نہیں مل سکتا تو پھر وہ وارث کیونکر اور کیسے ہوئے۔ (صفحہ 231 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 256)

(6) کیا آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں کہ اس امت میں محدّث ہوں گے۔ (صفحہ 231 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 256)

(7) ان ضلالتوں کا نہایت پُر زور ہونا اور زمانہ کا نہایت فاسد ہونا اور منکروں کا نہایت مکار ہونا اور غافلوں کا نہایت خوابیدہ ہونا اور مخالفوں کا اشد فی الکفر ہونا اس بات کے لیے بہت ہی تقاضا کرتا ہے کہ ایسے شخص کا علم لدنی مشابہ بالرسل ہو اور یہی لوگ ہیں جن کا نام احادیث میں امثل اور قرآن شریف میں صدیق آیا ہے۔

(صفحہ 233 روحانی خزائن ج1 ص حاشیہ 257)

(8) اور ان لوگوں کا زمانہ ظہور پیغمبروں کے زمانہ بعث سے بہت ہی مشابہ ہوتا ہے یعنی جیسے پیغمبر اس وقت آتے رہے کہ جب دنیا میں سخت درجے پر گمراہی اور غفلت پھیلتی رہی' ایسا ہی یہ لوگ بھی اس وقت آتے ہیں کہ جب ہر طرف گمراہی کا سخت غلبہ ہوتا ہے اور حق سے ہنسی کی جاتی ہے۔ (صفحہ 233 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 258)

(9) یا احمد بارک اللہ فیک۔ (صفحہ 238 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 265)

o ای اول نائب الی اللہ بامر اللہ فی ھذا الزمان قل جاء الحق و زھق الباطل ..... قل ان افتریتہ فعلی اجرامی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی (صفحہ 239 روحانی خزائن 1 ص حاشیہ 265)

o یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفیتک انک باعیننا برفع اللہ ذکرک.

(صفحہ 241 روحانی خزائن ج 1 ص 267)

o یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر ..... انی رافعک الی و القیت علیک محبۃ منی

(صفحہ 242 روحانی خزائن ج1 ص 267)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ

o اے احمد اللہ تجھ میں برکت دے۔

o تو اللہ کے حکم سے اس زمانے میں اللہ کا پہلا نائب ہے۔تو کہہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔تو کہہ اگر میں نے اسے جھوٹ بنالیا ہے تو میرا جرم مجھ ہی پر ہے' وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت دے کر بھیجا۔

o اے احمد تیرے ہونٹوں پر رحمت جاری ہوگئی ہے۔بے شک تو ہماری نگاہوں میں ہے۔اللہ تیرا ذکر بلند کرے گا۔

o اے مدثر اٹھ پس ڈرا اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کر۔ میں تجھے اپنے پاس اٹھاؤں گا اور تجھ پر میں نے اپنی محبت ڈال دی ہے۔

(10) اس جگہ یہ وسوسہ دل میں نہیں لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ امتی آں رسول مقبول کے اسماء یا صفات یا محامد میں شریک ہو سکے۔بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہو سکتا۔بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔مگر اے طالب علم ارشدک اللہ تم متوجہ ہو کر اس بات کو سنو کہ خداوند کریم نے اس غرض سے کہتا ہمیشہ اس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں' اس طرح اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت ﷺ کی متابعت اختیار کرتے ہیں۔۔۔۔۔اپنے رسولِ مقبولؐ کی برکتیں ان کے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں' حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی کے لائق ہوتی ہیں اور وہی ان کا مصداق اتم ہوتا ہے۔مگر چونکہ متبع سنن آں سرور کائنات کا اپنے غایت اتباع کے جہت سے اس شخص نورانی کے لیے جو وجود باجود حضرت نبوی ہے مثل ظل ٹھہر جاتا ہے۔اس لیے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوارالٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں اس کے اس ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں اور سایہ میں اس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اس کے اصل میں ہے ایک ایسا امر ہے کہ جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔

(صفحہ 243' 244 روحانی خزائن ج1 ص حاشیہ 268-269 نیز دیکھئے صفحہ 301)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(11) یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة نفخت فیک من لدنی روح الصدق۔

(صفحہ 496 روحانی خزائن ج1 ص حاشیہ 590، 591)

جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یوں کیا ہے:

"اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے (پھر وضاحت کرتے ہیں کہ) اس آیت میں بھی روحانی آدم کا وجہ تسمیہ بیان کیا گیا یعنی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بلا توسط اسباب (ماں باپ) ہے ایسا ہی روحانی آدم میں بلا توسط اسباب ظاہر یہ نفخِ روح ہوتا ہے اور یہ نفخ حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کو یہ نعمت عطا کی جاتی ہے۔

(صفحہ 497 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 591)

(12) انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ وبالحق انزلناہ و بالحق نزل۔ صدق اللہ ورسولہ و کان امر اللہ مفعولا۔

مرزا صاحب نے اس کی توضیح یوں کی ہے:

یعنی ہم نے ان نشانیوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورتِ حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا، وہ ہونا ہی تھا۔

یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لیے حضرت نبی کریم ﷺ اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدائے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے۔ چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔ اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ (مرزا صاحب) احمد ہے۔ اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ (مرزا صاحب) محمد ہے ﷺ۔ (یہ ملحوظ رہے کہ مرزا صاحب جب اپنا تذکرہ کرتے ہیں تو ﷺ کے کلمات استعمال کرتے ہیں حالانکہ یہ صرف انبیاء کے لیے مستعمل ہیں) سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے' اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے۔ اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔

(صفحہ 498' 499 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 593' 594)

(13) پس خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف وحقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تعلیماتِ حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرما دے۔ (صفحہ 501 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 596)

(14) غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں' وہ امم سابقہ میں سے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائے۔

(صفحہ 502 روحانی خزائن ج 1 ص حاشیہ 597)

(15) یہ عاجز اس مقام تک لکھ چکا تھا کہ شہاب الدین نامی ایک شخص نے بیان کیا کہ مولوی غلام علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبدالعزیز صاحب اور بعض دوسرے مولوی صاحبان اس قسم کے الہام سے کہ جو رسولوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی سے مشابہ ہے باصرارِتمام انکار کر رہے ہیں ...... ان کے اس بارہ میں حجت یہ ہے کہ اگر یہ الہام حق اور صحیح ہے تو صحابۂ جناب پیغمبر خدا ﷺ اس کے پانے کے لیے احق اور اولیٰ تھے...... اس کی تصدیق کے لیے شیخ عبدالقادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئیں کہ کس کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے ہیں بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے' اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہوتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے۔ (صفحہ 546 روحانی خزائن ج1 ص حاشیہ 651' 652)

(16) خدا نے تجھ کو ترک نہیں کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے۔ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لیے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص وقصد تعبد وصحت نیت و حسن ایمان داخل ہوگا' وہ سوء خاتمہ سے امن میں آ جائے گا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے **مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیه** یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔ (صفحہ 559 روحانی خزائن ج1 ص حاشیہ 666' 667)

براہین احمدیہ کے حصہ سوم اور چہارم کے مندرجہ بالا اقتباسات سے مندرجہ ذیل نکات اخذ ہوتے ہیں:

(1) مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے براہِ راست ربط رکھنے اور ہم کلام ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(2) مرزا صاحب نے اپنے الہام کو وحی کا نام دیا اور علماء کی طرف سے ممکنہ اعتراض کے خوف کی وجہ سے لکھا کہ یہ صرف لغوی نزاع ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کی طرف سے حاصل کردہ معلومات کو وحی کہا ہے جبکہ علماء اسے الہام کہتے ہیں۔

(3) مرزا صاحب کو امورِ غیبیہ اور مستقبل کے واقعات کا علم دیا گیا تھا۔

(4) گناہوں سے پر اس عہد میں اس طرح کا مصلح ایک پیغمبر کی مانند ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو حدیث میں امثل اور قرآن میں صدیق کہا گیا ہے۔

(5) ان جیسے لوگوں کا ظہور پیغمبروں کی بعثت سے مماثلت رکھتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(6) اگر چہ رسول اللہ ﷺ کی مانند کوئی شخص نہیں ہوسکتا' البتہ اگر کوئی شخص آپؐ اور آپؐ کی سنت کی کامل اتباع کرے تو وہ آپ کا ظل (سایہ) ہوسکتا ہے۔

(7) ظل کی حالت اور رویے کا اظہار اصل راہنما کی شخصیت کا اظہار ہے۔

(8) اگر اصل حامد ہے تو ظل احمد ہے اور اگر اصل رہنما محمود ہے تو ظل محمد (ﷺ) ہے اور مرزا صاحب لفظ محمد کے بعد جوان کے خیال میں ان کا نام ہے ﷺ کے دعائیہ کلمات' جو صرف انبیاء کے لیے مخصوص ہیں' استعمال کرتے ہیں اور رسولِ پاک کے اسماء کے بعد یہ کلمات نہیں لکھتے۔

(9) مرزا صاحب حضرت عیسیٰ سے مشابہت رکھتے تھے اور حضرت عیسیٰ اپنے ظہور کی پیشگوئی کا ظاہری اور جسمانی مصداق تھے جبکہ اس کا روحانی اطلاق مرزا صاحب پر ہوتا ہے۔

(10) محدث کے ظہور کی پیشگوئی خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی اور مجدد الف ثانی کے قول کے مطابق محدث وہ شخص ہوتا ہے جسے براہ راست اللہ سے ہم کلام اور مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور اس کا مرتبہ انبیاء کے مرتبے سے قریب تر ہوتا ہے۔

(11) قرآنی آیت **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله** مرزا صاحب کے لیے نازل ہوئی۔

(12) اگر چہ مندرجہ بالا آیت مادی اور سیاسی اعتبار سے حضرت مسیح کے لیے پیشگوئی ہے لیکن مرزا صاحب دنیا میں حضرت مسیح کے ظہور اول کا نمونہ ہیں اور دونوں ایک ہی جوہر کے ٹکڑے ہیں۔

(13) اللہ نے مرزا صاحب کو وحی بھیجی کہ اس نے انہیں بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیے ہیں۔ بیت الفکر وہ چوبارہ تھا جہاں بیٹھ کر انہوں نے براہین احمدیہ لکھی اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارے کے نزدیک بنائی گئی تھی۔ الہام کی رُو سے یہ مسجد متبرک ہے اور برکتیں عطا کرتی ہے اور اس میں ہر برکت والا کام کیا جائے گا۔

ان نکات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اپنے دعویٰ کی بنیاد اٹھاتے ہوئے مرزا صاحب نے تسلسل کے ساتھ الہام پر زور دیا ہے جسے وہ اپنی بیان کردہ وجوہات کی بنا پر وحی کہتے تھے۔ مرزا صاحب نے 1882ء میں دعویٰ کیا کہ وہ مامور من اللہ ہیں اور ان کا مقصد اصلاح ہے' اس کی تفصیلات براہین احمدیہ کی جلد سوم میں موجود ہیں لیکن اس کے بعد انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں دو سال لگا دیے۔ مسیح ہونے کے دعویٰ کے لیے انہوں نے لکھا کہ وہ عیسیٰ سے مماثلت رکھتے ہیں اور وہ وہی شخص ہیں جو وہی کام انجام دے گا جس کے لیے عیسیٰ کو جسمانی شکل میں بھیجا گیا۔ ظلی نبوت کے دعویٰ کے لیے انہوں نے کہا کہ ان کی طرف وحی نازل ہوتی ہے جو قرآن کی زبان اور آیات کی شکل میں ہوتی ہے اور وہی آیت 28:48 کا مصداق ہیں۔ وہ نبی کے ظل ہیں اور ظل اصل کی تمام صفات کا حامل ہوتا ہے۔ اس طرح مسیح موعود اور نبی ہونے کے آئندہ دعویٰ کے سلسلے میں تمام رکاوٹیں دور کرنے کی کوشش کی گئی۔ اپنے دعویٰ کے مطابق ان پر الہامات کے نزول کی کیفیات پانچ ہیں جن میں سے دو اس کیفیت سے انتہائی مشابہت رکھتی ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کے وقت طاری ہوتی تھی۔

ان حوالوں میں سے ایک حوالہ ایسا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عیسیٰ اس دنیا میں مسیحؑ کی صورت میں جسمانی طور پر آ رہا ہے۔ بعد میں جو کچھ کہا گیا وہ صرف یہ ثابت کرنے کی ایک کوشش تھی کہ مسیحؑ کشمیر میں قدرتی موت مر چکا ہے اور اس کا جسمانی حالت میں دوبارہ آنا ناممکن ہے۔ نتیجتاً مثیلِ مسیح یعنی مرزا صاحب کو مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی پوری کرنا پڑی۔

رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے بارے میں قرآن کریم میں ایک واضح آیت موجود ہے۔ یہ رکاوٹ اس طرح دور کی گئی کہ لفظ خاتم کے نئے معانی دریافت کیے گئے کہ آج کے بعد نبی امت مسلمہ سے بھیجے جائیں گے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی مُہر سے سند حاصل کریں گے۔

گو مہدی کا ذکر نہیں لیکن مرزا صاحب نے اپنے اندر جن صفات کا دعویٰ کیا تھا' ان کے پیش نظر مہدی ہونے کا دعویٰ کرنا مشکل نہ تھا۔

مرزا صاحب نے 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد عیسائی مشنریوں سے بھی مناظرے کیے۔ عبداللہ آتھم ایک عیسائی تھا جو مناظرہ بازی کا ماہر تھا۔ مرزا صاحب نے 22 مئی 1893ء سے 5 جون 1893ء تک اس کے ساتھ اور دیگر عیسائی مشنریوں کے ساتھ مناظرے کیے' جو اسلام بحیثیت مذہب کے سچا اور برتر ہونے کے بارے میں تھے' مناظرے کے آخری دن مرزا صاحب نے ایک پیشگوئی اس طرح کی:

> ''آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جنابِ الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں' تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی 15 ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جب یہ پیشین گوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوجا کھے کیے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے ...... میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے اور روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اُس کی باتیں نہ ٹلیں گی"

(جنگِ مقدس، صفحات 183۔184، روحانی خزائن ج 6 ص 291 تا 293)

22 اگست 1894ء کو مرزا صاحب نے ایک مکتوب منشی رستم علی کو لکھا جس میں انہوں نے اس اضطراب کا اظہار کیا کہ وہ شخص (آتھم) ابھی تک صحت مند اور موٹا تازہ ہے۔ انہوں نے امتحان سے بچ جانے کی دعا مانگی۔

(مکتوباتِ احمدیہ، جلد پنجم، حصہ سوم مکتوب نمبر 217، صفحہ 128، قادیانی مذہب، صفحہ 394 طبع دوم جنوری 2001ء)

سیرت المہدی (جلد اول، صفحہ 159 روایت 160) میں ان اقدامات کا ذکر ہے جو مرزا صاحب نے اپنی پیشگوئی کو پورا کرنے کے سلسلے میں کیے۔ اس کتاب میں یہ کہا گیا ہے کہ میاں عبداللہ سنوری نے انہیں اطلاع دی کہ آتھم کے بارے میں پیشگوئی کی میعاد پوری ہونے سے ایک دن پہلے مسیح موعود نے اسے اور میاں احمد علی کو کہا کہ وہ اتنے وزن میں چنے لائیں اور ان پر فلاں سورۂ قرآن اتنی بار پڑھیں (مصنف کو تعداد اور سورہ یاد نہیں)۔ میاں عبداللہ سنوری نے کہا کہ اس نے قرآن کی اس سورہ کی تلاوت تمام رات کی۔ مرزا صاحب دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی جانب لے گئے اور حکم دیا کہ یہ چنے کسی غیر آباد کنویں میں ڈال دیں اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے دیکھے بغیر لوٹ آئیں۔ دونوں نے حسب ہدایت عمل کیا۔

پیشگوئی کے آخری دن احمدیوں کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے اور وہ انتہائی مایوس تھے۔ بعض لوگوں نے لا علمی کی بنا پر آتھم کی موت پر شرط لگا دی تھی۔ ہر طرف دل گرفتگی اور مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ دعاؤں میں روتے تھے اور اللہ سے دعا کرتے تھے کہ انہیں بے عزت نہ کیا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سیرت مسیح موعود ص 7 از شیخ یعقوب علی وقادیانی مذہب' صفحہ 395 طبع دوم جنوری 2001ء)

مرزا صاحب نے اس کی وضاحت یہ کہہ کر کی کہ پیشگوئی اس شرط کے تحت تھی کہ آتھم (اپنے عقائد سے) دستبردار نہ ہو۔ پس خود مناظرہ میں ہی اس نے لفظ دجال واپس لے لیا تھا جو کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں ستر افراد کے سامنے کہا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کا یہ رجوع مسلسل پندرہ مہینوں کی خاموشی کے ذریعے ثابت ہو گیا۔ پیشگوئی کی بنیاد یہ تھی کہ اس (آتھم) نے رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ)...... کہا تھا اور اس گناہ کی پشیمانی کی شدت سے وہ پندرہ مہینوں کے بعد مر گیا۔

(انوار الاسلام ص 6 '7 روحانی خزائن' حصہ نہم' صفحہ 6 '7 از کشتی نوح' روحانی خزائن ج 19 ص 6 مطبوعہ 1902ء نیز دیکھئے تتمہ حقیقۃ الوحی' صفحہ 118 '119 روحانی خزائن ج 22 ص 554 '555)

مرزا صاحب نے "نسیم دعوت" (مطبوعہ 1903ء صفحہ 91) میں لکھا کہ بعض دفعہ پیشگوئی کی تکمیل گناہ کی پشیمانی سے موخر ہو جاتی ہے۔ پیشگوئی کی تکمیل پر کوئی اعتراض اسی صورت میں وارد ہو سکتا تھا جب وہ خود آتھم سے پہلے مر جائیں۔

(نسیم دعوت ص 91 روحانی خزائن 19 ص 451)

یہ ملحوظ رہے کہ پیشگوئی میں اس قسم کی کوئی بات شامل نہ تھی کہ آتھم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے نامناسب الفاظ استعمال کیے تھے۔ پیشگوئی کی بنیاد یہ تھی کہ آتھم سچے خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو الوہیت کا درجہ دیتا ہے۔ اشارہ اس کا انجیلوں پر عقیدے کی طرف تھا۔ پیشگوئی کی تکمیل کے بغیر ہی آتھم کی موت کے لیے مقرر کردہ پندرہ مہینوں کا عرصہ گزر گیا۔

امرتسر کے مولوی ثناءاللہ' مرزا صاحب کے بڑے مخالفوں میں سے ایک تھے۔ 15 اپریل 1907ء کو مرزا صاحب نے ایک مکتوب انہیں سخت غصے کے عالم میں (جو مکتوب کی زبان سے عیاں ہے) لکھا جس میں انہوں نے اپنے خلاف ان (مولوی ثناءاللہ) کے اس پراپیگنڈا کا حوالہ دیا کہ وہ کذاب' جھوٹے اور دجال ہیں اور پھر اعلان کیا:

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے' تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون' ہیضہ' مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔"

آخر میں دعا کی گئی ہے کہ اللہ اس بارے میں اپنا فیصلہ نازل فرمائے۔

(مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 578' 579 حیاتِ طیبہ' صفحہ 423 تا صفحہ 425)

حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناءاللہ طویل عرصہ تک مرزا صاحب کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور مرزا صاحب 1908ء میں اپنے پیروؤں کے عام موقف کے مطابق اسہال سے اور اپنے سسر کے موقف کے مطابق ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گئے۔

(دیکھئے قادیانی مذہب از الیاس برنی' صفحہ 181 طبع دوم 2001ء)

مرزا صاحب کی وفات کے بعد ان کے مریدوں نے صورت حال کو الجھانا شروع کر دیا کہ یہ مکتوب مباہلہ (ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا اور دعا مانگنا کہ جو شخص صحیح راستے پر نہ ہو وہ مر جائے) کی پیشکش تھی لیکن مولوی ثناءاللہ نے یہ پیشکش قبول نہ کی' حالانکہ یہ مکتوب اس طرح کی تاویل کا متحمل نہیں بلکہ صاف صاف یک طرفہ طور پر ایک ایسا معاملہ ہے جس میں دوسرے کی رضامندی کی ضرورت ہی نہیں۔

یہ کوئی اہم امر نہیں کہ کون پہلے مرتا ہے۔ مرزا صاحب کی وفات قبل از وفاتِ مولوی ثناءاللہ نے اس لیے اہمیت اختیار کر لی کیونکہ مرزا صاحب سخت اور گستاخانہ زبان استعمال کرتے اور اکثر اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے یا کذاب ہونے کے ثبوت کے طور پر زندگی اور موت کو ٹیسٹ قرار دیتے۔

اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے مرزا صاحب نے جو طریقے اختیار کیے' ان میں اپنے مخالفوں کی موت کی پیشگوئی کرنا بھی شامل ہے۔ جب کوئی مخالف مرتا کہ اسے ایک نہ ایک دن مرنا ہی تھا' تو یہ مرزا صاحب کی مزعومہ بعثت کی سچائی کا ثبوت تصور کیا جاتا۔ آخر کار مرزا صاحب کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (ڈپٹی کمشنر) گورداسپور کے حکم مورخہ 23 اگست 1897ء' جو ان کے خلاف 107 ضابطہ فوجداری کے تحت نقص امن کے سلسلے میں مقدمہ میں جاری کیا گیا' کے ذریعے مجبور کیا گیا کہ وہ کسی شخص کی موت یا تذلیل کی پیشگوئیاں کرنے سے باز رہیں۔ (کتاب البریہ' صفحہ 261 روحانی خزائن ج 13 ص 301) بتایا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے عدالت میں یقین دہانی کرائی کہ ایسی زبان استعمال نہیں کریں گے (تبلیغ رسالت' حصہ ششم' صفحہ 168 نیز صفحہ 166 مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 468 تا 470) لیکن مرزا صاحب نے اس کا انکار کیا ہے' تاہم انہوں نے اس قسم کی یقین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہائی 1899ء میں 25 فروری کو مسٹر ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں کرائی۔

(قادیانی مذہب' صفحہ 449 طبع دوم 2001ء تبلیغ رسالت' حصہ ہشتم' صفحہ 44 مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 134 تا 136)

براہین احمدیہ' جس میں مرزا صاحب نے وحیِ خداوندی کے نزول پر بہت زور دیا ہے' کی اشاعت نے مسلمانوں کے جذبہ تجسس کو خاصی حد تک ابھارا۔ وہ مرزا صاحب کی دوسری پیشگوئیوں اور ان کے پورے ہونے کا انتظار کرتے رہتے۔ مرزا صاحب نے اپنی پیشگوئیوں پر مشتمل پمفلٹ بھی شائع کیے۔ یہ پیشگوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ اس طرح مرزا صاحب اعتراضات اور تمسخر کا نشانہ بنے اور اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لیے انہیں اپنے اقوال کی صحت کے لیے تاویل (کسی لفظ کے واضح معانی کا مختلف مفہوم لینا) کا سہارا لینا پڑا۔

مرزا صاحب نے 20 فروری 1886ء کو ایک وحی ایک پمفلٹ میں شائع کی کہ ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کا نام عمانوئیل اور بشیر ہوگا۔ اس موقع پر جو بھی پیدا ہوگا وہ دولت میں کھیلے گا اور بڑی شان و شوکت کا مالک ہوگا۔ جب وہ آئے گا تو وہ ان کی کئی بیماریاں اپنی معجزانہ طاقت سے دور کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ (اللہ کا کلمہ) ہوگا۔ لوگوں نے اس وحی کے پورا ہونے کا انتظار شروع کر دیا۔ پھر ایسا ہوا کہ مئی 1886ء میں مرزا صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اس موقع پر جیسا کہ سیرت المہدی کے مصنف نے کہا' جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان رکھتے تھے' مایوس ہوئے جبکہ اُن لوگوں میں جو اُن پر ایمان نہیں رکھتے یا ان کے مخالف تھے' تمسخر اور ہنسی مذاق کی ایسی لہر اٹھی کہ اس سے زلزلہ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ مرزا صاحب نے پمفلٹ اور خطوط کے ذریعے اعلان کیا کہ اس وحی میں ایسا کوئی اشارہ نہ تھا کہ اسی حمل میں لڑکا پیدا ہوگا۔

(سیرت المہدی' جلد اول' صفحہ 106 روایت نمبر 116)

بعد ازاں اگست 1887ء میں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس پیدائش پر بہت خوشی منائی گئی اور جن کا ایمان ڈگمگا گیا تھا' پختہ ہوگیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یہ فرزند موعود ہے اور مرزا صاحب بشیر اول کی پیدائش پر یہی رائے رکھتے تھے۔ لوگوں نے مرزا صاحب کی طرف رجوع کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ایک سال بعد وہ لڑکا مر گیا۔ اس واقعہ نے ملک میں اس قدر طوفان اور زلزلہ بپا کیا کہ اس کی مانند قبل ازیں اور بعد ازیں کبھی دیکھا نہ سنا گیا۔ بہت سے ایسے لوگوں کو جو ان پر یقین رکھتے تھے' ایسا دھکا لگا کہ پھر مرزا صاحب کی طرف راجع نہ ہوئے۔ مرزا صاحب نے پھر لوگوں کو خطوط اور پمفلٹ کے ذریعے قائل کرنے کی کوشش کی کہ انہیں کبھی یہ یقین نہ تھا کہ یہی لڑکا وحی کا مصداق ہے۔ چونکہ ان پر کئی بار وحی کا نزول ہوا' جس میں اس کے درجات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بلند کیے گئے تو انہوں نے سوچا کہ شاید یہی لڑکا فرزند موعود ہو گا لیکن خود وحی میں اس طرف کوئی اشارہ نہیں تھا۔ ان کے کچھ مریدوں کو ان کی اس تاویل پر یقین آ گیا جبکہ دیگر پیرو مایوس ہوئے اور مخالفوں نے تمسخر اڑایا۔

(سیرت المہدی، جلد اول، صفحہ 106، 116)

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ وحی پر مشتمل پمفلٹ 20 فروری 1886ء کو شائع ہوا۔ ایک اور پمفلٹ 22 مارچ 1886ء کو شائع کیا گیا، جس میں کہا گیا کہ یہ لڑکا نو سال کے اندر پیدا ہو گا۔ تیسرا پمفلٹ 8 اپریل 1886ء کو شائع ہوا جس میں بیان کیا گیا کہ جلد ہی ایک لڑکا پیدا ہو گا اور اس کے پیدا ہونے کا عرصہ حمل کے عرصے سے زیادہ نہ ہو گا۔ (تبلیغ رسالت، حصہ اول، صفحات 86-87 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 128 حاشیہ) اسی وجہ سے جب مئی 1886ء میں مرزا صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو لوگوں نے مرزا صاحب کا مذاق اڑایا۔ لیکن مرزا صاحب نے اسے بھی اپنے حق میں استعمال کیا۔ کہا گیا کہ یہ پیشگوئی کبھی نہیں کی گئی کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہو گا۔ حمل کے عرصے سے زیادہ عرصہ نہ ہونے کے الفاظ کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ لڑکا اڑھائی یا تین سال میں پیدا ہو اور اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نو سال کے اندر لڑکا کسی وقت بھی پیدا ہو سکتا ہے (ایضاً) ظاہر ہے کہ یہ تاویلات لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکتی تھیں۔

یہ وضاحت کہ مرزا صاحب کو یقین نہ تھا کہ بشیر اول وحی کا مصداق ہے، پمفلٹ 7 اگست 1887ء کی روشنی میں پرکھی جا سکتی ہے جس میں مرزا صاحب نے بکمال مسرت پورے اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ اس رات کو ڈیڑھ بجے پیشگوئی سچی ثابت ہوئی اور وہ بابرکت فرزند پیدا ہوا (تبلیغ رسالت، حصہ اول، صفحہ 99 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 141) پمفلٹ کا عنوان ہی خوشخبری رکھا گیا۔ خوشخبری کے پمفلٹ نے ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب کو خود بھی یقین تھا اور انہوں نے خود ہی یہ خبر عوام میں پھیلائی۔

مرزا صاحب کی محمدی بیگم کے ساتھ شادی کرنے کی کوششیں اور ان میں ناکامی کا سب کو علم ہے۔

20 فروری 1887ء کے پمفلٹ میں، جس میں لڑکے کی پیدائش کے بارے میں پیشگوئی تھی، ایک اور پیشگوئی درج کی گئی جس کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ وحی کی بنیاد پر کی گئی۔ اس میں مرزا صاحب نے لکھا کہ خدا نے انہیں عورتوں کی اچھی خبریں دی ہیں جن میں سے کچھ کو وہ مستقبل میں حاصل کر سکیں گے۔ ان کے دوسرے پمفلٹوں اور تحریروں سے ظاہر ہے کہ یہ خبریں ان کی مستقبل کی شادیوں کے بارے میں تھیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ مرزا صاحب کی آخری شادی 17 نومبر 1884ء کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تھی۔ (حیات طیبہ' صفحہ 75)

مرزا صاحب نے مولوی نورالدین کے نام 8 جون 1886ء کے ایک مکتوب میں لکھا کہ تقریباً چار ماہ پہلے ان پر یہ کشف ہوا کہ ان کے ہاں ایک صاحب درجات لڑکا تولد ہو گا۔ کچھ عرصہ سے انہیں کئی الہام ہو رہے تھے کہ ان کی پھر شادی ہو گی اور اللہ کی طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ انہیں ایک نیک اور پاکباز بیوی عطا کی جائے گی' جس سے ان کی اولاد ہو گی۔ اس کے بعد انہوں نے شادی کے دو پیغامات بھیجے جو نامنظور ہوئے۔

(مکتوباتِ احمدیہ' جلد پنجم' حصہ 2 مکتوب نمبر 4 ص 5۔6)

مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالٰی نے بارہا انہیں پیشگوئی کے طور پر مطلع کیا کہ ان کی شادی مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی سے ہو گی' خواہ کنوارپن کی حالت میں خواہ بیوگی کی صورت میں۔

(ازالہ اوہام' صفحہ 396 روحانی خزائن ج 3 ص 305)

10 مئی 1888ء کو مرزا صاحب کی طرف سے شادی کی درخواست کا ایک خط اخبار ''نور افشاں'' میں شائع ہوا۔ ان کے مخالفوں نے انہیں اپنے اعتراضات کا نشانہ بنالیا۔ مرزا صاحب نے جواب میں ایک اور پمفلٹ مورخہ 19 جولائی 1888ء کو شائع کیا جس میں انہوں نے اپنے اس خط کا جواز پیش کیا اور پھر کہا کہ انہوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی محمدی بیگم کے رشتہ کے لیے کہا ہے۔ انہوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے جو طریق کار اختیار کیا' اس کی تفصیل دی۔ ان کے بعض قریبی رشتہ داروں نے ان سے نشانات طلب کیے۔ لڑکی (محمدی بیگم) کا والد ان کا تابع فرمان تھا اور اپنی لڑکیوں کو ان (رشتہ داروں) کی لڑکیاں تصور کرتا تھا اور وہ بھی یہی تصور کرتے تھے۔ وہ مرزا صاحب کو جھوٹا اور کذاب سمجھتے تھے۔ انہوں نے اسلام اور قرآن کریم پر اعتراضات کیے اور مرزا صاحب سے نشانیاں طلب کیں۔ اس وجہ سے مرزا صاحب نے ان کے لیے کئی بار دعا کی' جو اس طرح قبول ہوئی کہ لڑکی کے والد نے ان سے ایک مسئلے میں مدد چاہی۔ اس کی بہن مرزا صاحب کے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین سے شادی شدہ تھی۔ غلام حسین گزشتہ پچیس سال سے لاپتہ تھا۔ اس کی زمین' جس کے مرزا صاحب قانونی وارث تھے' اس کی بیوی کے نام کاغذاتِ مال میں درج کرائی گئی تھی۔ اس کا بھائی احمد بیگ چاہتا تھا کہ اس زمین' جس کی قیمت چار پانچ ہزار روپے تھی' کا ہبہ اس کے لڑکے محمد بیگ کے نام ہو جائے۔ غلام حسین کی بیوی کی طرف سے ایک ہبہ نامہ تیار کیا گیا اور مرزا صاحب کے پاس ان کی رضامندی کے حصول کے لیے لایا گیا جو کہ قانوناً ضروری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔مرزا صاحب دستخط کرنے پر آمادہ تھے لیکن انہیں اللہ کی طرف سے حکم ملا کہ اب انہیں اس (احمد بیگ) کی لڑکی کا رشتہ مانگنے کی تحریک کرنی چاہیے اور اسے بتانا چاہیے کہ اس تبرع اور سخاوت کا اظہار اسی شرط کے تابع ہے اور یہ شادی برکت کا سبب اور مغفرت کی وجہ بنے گی اور اگر وہ اس شادی پر رضامند نہ ہوا تو لڑکی غم وجنون کا شکار ہو جائے گی اور جس شخص کے ساتھ اس کی شادی ہو گی وہ شادی کے اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔اور اس کا والد اس سے تین سال کے اندر مر جائے گا۔

(تبلیغ رسالت' حصہ اول' صفحہ 116 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 157' 158)

مندرجہ بالا پمفلٹ کے ضمیمہ مورخہ 15 جولائی 1888ء سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے رشتہ داران کو کذاب اور سوداگر (جس نے دولت ہتھیانے کے لیے اللہ سے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کیا) خیال کرتے تھے۔مرزا صاحب نے لکھا کہ یہ لوگ نشانیاں دکھانے پر بھی مطمئن نہ ہوئے۔انہیں اس رشتہ کی ضرورت ہی نہ تھی۔شادی کی درخواست صرف بطور نشانی تھی تاکہ جو لوگ انہیں ماننے سے انکاری ہیں' انہیں خدا کی طرف سے قدرت کے عجائب دکھا دیئے جائیں اور ان کی جانب سے (شادی کی تجویز) کی قبولیت کی صورت میں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا اور آنے والی آفتیں اور مصائب ٹل جاتے لیکن اگر وہ انہیں مسترد کر دیں تو ان کی تنبیہہ کے لیے خوفناک اور خطرناک نشانیوں کا ظہور ہو۔

(ایضاً' صفحات 119۔120 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 161' 162)

مرزا صاحب نے ان دھمکیوں پر ہی اکتفا نہیں کیا' انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور خود مرزا احمد بیگ کو خطوط لکھے۔یہ التجاؤں کے خطوط تھے۔مرزا احمد بیگ کے نام 20 فروری 1888ء کے خط میں لکھا کہ شادی کے وعدے کی صورت میں وہ ہبہ نامے پر دستخط کرنے پر آمادہ ہوں گے اور ان کی اپنی جائیداد خدا اور احمد بیگ کی ملک ہو گی۔انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا کہ ان کی کوششوں سے' اس کا لڑکا محکمہ پولیس میں ملازم ہو جائے گا اور اس کا نکاح ان کے کسی متمول پیروکار کی لڑکی سے کر دیا جائے گا۔ (نوشتہ غائب از ایم۔ایس خالد' صفحہ 100۔دیکھیے قادیانی مذہب از الیاس برنی' طبع دوم 2001ء ص 456) انہوں نے 17 جولائی 1892ء کو مرزا احمد بیگ کو ایک اور خط تحریر کیا جس میں کہا کہ ان کی شادی کی پیشگوئی بہت مشہور ہے اور اس سے اس پیشگوئی کی تکمیل میں مدد دینے کی درخواست کی۔(کلمہ فضل رحمانی از قاضی فضل احمد' صفحہ 123' قادیانی مذہب' طبع دوم 2001ء ص 458 تا 460)۔مرزا صاحب کے بیٹے فضل احمد کی شادی مرزا شیر علی کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی اور مرزا شیر علی کی زوجہ مرزا احمد بیگ کی بہن تھی۔مرزا صاحب نے مرزا شیر علی اور اس کی بیگم کو بھی خطوط لکھے اور ان سے محمدی بیگم کے نکاح کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول میں مدد دینے کے لیے کہا اور انہیں دھمکی دی کہ اگر اس کی شادی کسی اور شخص کے ساتھ کر دی گئی تو وہ اپنے بیٹے فضل احمد سے کہیں گے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ مرزا شیر علی نے مرزا صاحب کو جواباً لکھا کہ اگر وہ اپنے آپ کو مرزا احمد بیگ کی جگہ تصور کریں اور موخر الذکر ان سے ان کی لڑکی کے ساتھ شادی کرانے کی درخواست کرے اور وہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہو اور مسیلمہ کذاب (رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا اک جھوٹا مدعی نبوت) پر سبقت لے گیا ہو تو وہ رشتہ دیتے؟

مرزا صاحب کی اس دھمکی کے جواب میں کہ اپنی بیوی (جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ تھیں) کے ذریعے مرزا احمد بیگ پر اثر انداز ہونے سے انکار کی صورت میں ان کا لڑکا ان کی لڑکی کو طلاق دے دے گا' مرزا شیر علی نے دریافت کیا کہ اس کی بیوی کا کیا حق ہے کہ اپنی بیٹی کے لیے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو' جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو' دینے کے لیے کہے۔

(قادیانی مذہب' طبع دوم 2001ء ص 462۔463)

بالآخر مرزا صاحب کے دباؤ کے تحت' ان کے بیٹے فضل احمد نے اپنی بیوی مرزا شیر علی بیگ کی لڑکی کو بادلِ ناخواستہ طلاق دے دی۔ مرزا صاحب کی پہلی بیوی اور اس کے بیٹے سلطان احمد نے محمدی بیگم کے خاندان کا ساتھ دیا۔ مرزا صاحب نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اپنے بیٹے سلطان احمد کو اپنی وراثت سے محروم کر دیا

(تبلیغ رسالت' جلد 2' صفحات 9 تا 11 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 219 تا 221)

محمدی بیگم کی شادی مرزا سلطان محمد کے ساتھ ہو گئی جو پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوئے اور ایک مدت دراز تک زندہ رہے۔ مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کی شادی سے چھ ماہ کے اندر فوت ہو گیا اور اسے پیشگوئی کی تکمیل قرار دیا گیا۔ لیکن سلطان محمد کی شادی اور موت کا کیا ہوا؟ وہ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد بھی عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ جنگ عظیم اول میں شریک ہو کر زخمی ہوئے لیکن زندہ رہے

(قادیانیت از سید ابوالحسن ندوی' صفحہ 165)۔

سیرت المہدی میں یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور اس شادی کے لیے بڑی جد و جہد کی۔ (جلد اول' صفحہ 205' روایت نمبر 179) تاہم مصنف نے یہ واضح کرنے کی سعی کی ہے کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں جس نے اپنی پیشگوئیوں کی تکمیل کی کوشش نہ کی ہو۔ (ایضاً' صفحہ 193 روایت نمبر 179) یقیناً بہت ہی بڑا دعویٰ ہے لیکن اسے درست فرض کرتے ہوئے بھی کیا یہ جائز تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کرتے اور اپنے بیٹے کے خسر کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھمکیاں دیتے کہ ان کی مدد کرنے سے انکار کی صورت میں وہ اپنے بیٹے کو ہدایت کریں گے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ جس دین کو مرزا صاحب بظاہر مانتے تھے‘ اس میں ایسا کوئی تصور موجود نہیں ہے کہ نافرمان لڑکے کو اپنی زندگی میں ہی وراثت سے محروم کر دیا جائے۔ لیکن انہوں نے اس کا تحریری اعلان کیا۔ انہوں نے اسی بنا پر اپنی پہلی بیوی کو بھی طلاق دے دی کہ وہ اس شادی کے لیے اپنے رشتہ داروں پر زور دینے کے لیے آمادہ نہ ہوئی۔ اسلام میں طلاق مکروہ ترین چیز ہے۔ لیکن مرزا صاحب اپنی بیوی‘ اپنے بیٹے اور بہو سے بھی انتقام لینے میں تیز نکلے۔

سیرت المہدی کا مصنف لکھتا ہے کہ نہ صرف مرزا احمد بیگ کا انتقال ہو گیا بلکہ خاندان کئی بدنصیبیوں سے دوچار رہوا۔ کہا جاتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی موت سے پیشگوئی پوری ہو گئی۔ لیکن پیشگوئی یہ تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر اور اس کا والد تین سال کے اندر مر جائیں گے۔ پیشگوئی کی معقول تعبیر یہ ہوتی کہ والد کی موت‘ محمدی بیگم کے خاوند کی موت کے بعد لیکن شادی کے تین سال کے اندر واقع ہوتی۔ لیکن وہ شادی کے بعد جلدی مر گیا اور جس شخص کو پہلا شکار ہونا تھا وہ زندہ رہا۔

منگنی یا شادی میں ناکامی یا کامیابی عام حالات میں کوئی بڑی اہمیت نہیں رکھتی لیکن مرزا صاحب کے خدائی الہام پر اصرار نے اس واقعہ کو اہمیت دے دی۔ انجام آتھم ص حاشیہ 31 روحانی خزائن ج 11 ص حاشیہ 31) میں لکھا:

”کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔“

اور یہ پوری نہ ہوئی۔ یہ 1899ء کی بات ہے‘ شادی کے بارے میں اس سے قبل بھی وہ تقریباً یہی بات ایک رسالے مطبوعہ 6 ستمبر 1894ء میں کہہ چکے تھے۔ انہوں نے لکھا تھا:

”نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لیے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لاتبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔“ (مجموعہ اشہارات ج 2 ص 43)

لیکن جس وقت یہ الفاظ لکھے جا رہے تھے‘ سلطان محمد کی موت کے لیے مقرر کردہ مدت اس سے قبل گزر چکی تھی۔ لیکن مرزا صاحب مصر رہے کہ جو مقرر ہو چکا ہے‘ وہ ضرور واقع ہوگا خواہ اس میں کچھ تاخیر ہو جائے۔

1891ء میں مرزا صاحب نے پیشگوئی کی:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سلطنت برطانیہ ہشت سال" اور "سلطنت برطانیہ ہفت سال۔"

یہ پیشگوئی بہت سی تعبیرات کا موضوع سخن بنی رہی' کیونکہ برطانوی حکمرانی جنگ عظیم دوم کے بعد تک قائم رہی۔

(دیکھئے سیرت المہدی' جلد 2' صفحہ 9 نمبر 314)

براہین احمدیہ' جلد 5 (صفحات 73-74 روحانی خزائن ج 21 ص 94-95) میں مرزا صاحب نے قرآن کریم کی آیت 55:3:

اذ قال اللہ یٰعیسٰی انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

(جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان سے تجھے پاک کرنے والا ہوں اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی ان کو قیامت تک کے لیے ان لوگوں پر غالب کرنے والا ہوں جنہوں نے تمہارا انکار کیا ہے۔)

درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

"یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیری بریت ظاہر کروں گا اور جو تیرے پیرو ہیں' میں قیامت تک ان کو تیرے منکروں پر غالب رکھوں گا۔ اس جگہ اس وحی الٰہی میں عیسیٰ سے مراد میں ہوں اور تابعین یعنی پیروؤں سے مراد میری جماعت ہے۔ قرآن شریف میں یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے اور مغلوب قوم سے مراد یہودی ہیں جو دن بدن کم ہوتے گئے۔ پس اس آیت کو دوبارہ میرے لیے اور میری جماعت کے لیے نازل کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں' وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں' وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائیں گے۔"

اس پیشگوئی کا بطلان اس قدر عیاں اور ظاہر ہے کہ اس بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد 103000 ہے اور صرف پنجاب میں جہاں مرزا صاحب کے کچھ ماننے والے موجود تھے' مسلمانوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ قادیانیوں کی تعداد میں ہمیشہ مبالغہ کیا گیا ہے۔ یہ امر مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراخلاقیات کی انسائیکلوپیڈیا' جلد 10 'صفحہ 530 (ق) سے ظاہر ہوتا ہے:

''یہ تحریک 1889ء میں اپنی ابتداء سے لگاتار بڑھتی رہی۔ 1896ء میں اپنے ارا کین کی تعداد 313 ہونے کا دعویٰ تھا۔ 1901ء کی سرکاری مردم شماری میں صوبہ ہائے متحدہ میں 1113 مرد اور بمبئی پریذیڈنسی میں 11087 (صاف طور پر غلط)۔ 1904ء میں مرزا صاحب نے 100000 سے زیادہ مریدوں کا دعویٰ کیا اور اپنی موت سے قبل پیروکاروں کی کل تعداد کا تخمینہ 500000 لگایا۔ اس واضح مبالغے کا موازنہ 1911ء میں پنجاب کی مردم شماری کی رپورٹ کے نتائج سے کیا جا سکتا ہے' یعنی 18695 احمدی۔ ایک آزاد تخمینے کے مطابق آج کے ہندوستان میں تحریک کی کل تعداد غالباً 60000 ہوگی۔ دوسرے مما لک میں بھی کچھ بکھرے ہوئے پیروکار موجود ہیں۔''

1931ء کی مردم شماری میں ان کی تعداد 55 ہزار ہے جس کا اندازہ مرزا محمود احمد نے پچھتر ہزار لگایا۔ (خطبہ میاں محمود احمد الفضل' قادیان' جلد 21 نمبر 152 مورخہ 21 جون 1934ء قادیانی مذہب' صفحہ 502 طبع دوم 2001)

ایک رسالہ مورخہ 27 دسمبر 1899ء میں مرزا صاحب نے لکھا کہ انہوں نے کسی کتاب میں اپنے پیروؤں کی تعداد تین سو دی تھی۔ یہ تعداد دس ہزار ہو چکی ہے اور تین سال کے اندر ایک لاکھ سے بڑھ جائے گی۔ (تبلیغ رسالت' جلد 8 'صفحہ 54 مجموعہ اشتہارات ج 3 ص حاشیہ 144)۔ ایک رسالے مورخہ 4 نومبر 1900ء میں انہوں نے اس تعداد کا تخمینہ تیس ہزار لگایا۔ (ایضاً' جلد 9 'صفحہ 90 مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 364) مرزا صاحب نے حلفاً کہا کہ ''میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں۔ (سیرت المہدی' جلد 1 'صفحہ 165 روایت نمبر 157)

تحفۃ الندوہ (1902ء) ص 8 روحانی خزائن ج 19 ص 101 '102 میں بھی انہوں نے یہی تعداد مقرر کی اور کہا کہ ان میں سے دس ہزار طاعون کے زمانے میں شامل ہوئے تھے۔ حقیقۃ الوحی کے تتمہ (مطبوعہ 1907ء) صفحہ 117 روحانی خزائن ج 22 ص 552 میں مرزا صاحب نے اپنے پیروؤں کی تعداد چار لاکھ بتائی۔ مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کے علاوہ ان کے پیروکاروں' جن میں مبارک احمد پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان شامل ہیں' نے بھی تعداد کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔

موخرالذکر نے احمدیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان کی ہے۔ عبدالرحیم درد نے مسٹر فلبی کے سامنے بیان کیا کہ پنجاب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی غالب اکثریت احمدی مسلمانوں کی ہے۔ یہ بیان اس وقت دیا گیا تھا جب پنجاب کے مسلمانوں کی تعداد صرف ڈیڑھ کروڑ تھی۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ اس کے دعوے کے مطابق پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد پچھتر لاکھ تھی۔ حال ہی میں اکانومسٹ لندن نے یہ تعداد ایک کروڑ دی ہے۔ اس رسالے نے یقیناً قادیانیوں سے غذا پائی ہوگی۔ پنجاب کے مسلمانوں کی تعداد ساڑھے چار کروڑ سے زیادہ ہے اور پورے ملک میں قادیانیوں کی تعداد 103000 ہے۔ یہ تھی مرزا صاحب کی پیشگوئی!

یونٹی کلکتہ نے ایک مضمون میں' جو مرزا صاحب کے انتقال پر لکھا گیا تھا' ان کے متبعین کی تعداد بیس ہزار بتائی۔

(سیرت المہدی' جلد 1' صفحہ 265' نمبر 290)

جب مرزا صاحب کے تھوڑے بہت پیروکار بن گئے تو انہوں نے ایک رسالہ مورخہ یکم دسمبر 1888ء میں انہیں بیعت کرنے کی دعوت دی۔ (حیات طیبہ' صفحات 97-98) انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ آتھکس کے مضمون قادیان (جلد 10) کے مطابق ایسے پیروکاروں کی تعداد 1896ء میں 313 تھی۔

اپنے حامیوں کی کافی بڑی تعداد جمع کر لینے کے بعد مرزا صاحب نے 1891ء میں اپنے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کے اعلان کا دوسرا قدم اٹھایا' اور امت مسلمہ کا یہ خدشہ کہ وہ دعویٰ نبوت کرنے کی جانب رواں دواں ہیں' جزوی طور پر درست ثابت ہوا۔ درحقیقت مرزا صاحب پہلے ہی براہین احمدیہ میں اپنے مسیح موعود ہونے کی بنیاد رکھ چکے تھے کیونکہ وہاں وہ اپنے مثیل مسیح (مسیح جیسا) ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔

مرزا صاحب نے فتح اسلام (1891ء میں طبع ہوئی تھی) میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ

''میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا کہ دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح بہت تکلیفوں کے بعد آسمانوں کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے' دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لیے آیا جس کے حق میں ہے (آیت قرآنی نمبر 15:73) انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔ سو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اول (موسیٰ) کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا۔ ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم پا کر اسی زمانہ کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آسمان سے اترا۔" (دیکھئے فتح اسلام ص 10' 11 مطبوعہ روحانی خزائن' جلد 3 'صفحہ 8)

"کلیم اول" کے بعد کی زبان مبہم ہے۔ لیکن میں نے مرزا صاحب کے نظریے کا وہ منشا بیان کر دیا ہے جسے وہ خود دیگر کتب اور مقامات میں واضح کر چکے ہیں۔

مرزا صاحب نے لکھا کہ "جس مسیح نے آنا تھا وہ آچکا ہے" (فتح اسلام ص حاشیہ 15 روحانی خزائن ج 3 ص 10)۔ مرزا صاحب کا یہ نظریہ کہ وہ مسیح کے نام سے مبعوث ہوئے ہیں' نیا نہیں ہے۔ براہین احمدیہ میں وہ بیان کر چکے ہیں کہ ان کی فطرت میں مسیح سے ایک مخصوص مشابہت موجود ہے اور اس وجہ سے وہ مسیح کے نام سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس نظریے میں بعد میں یہ ترقی ہوئی کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور انہوں نے کشمیر میں اپنی طبعی موت سے وفات پائی تھی اور چونکہ ان کی روح جنت میں جا چکی ہے' اس لیے وہ واپس اس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔

وہ توضیح المرام (مطبوعہ 1891ء ص 19 روحانی خزائن' جلد 3 'ص 60) میں مزید لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بحضورِ دل یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لیے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں ہے۔..... بلکہ وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسانِ کامل کی اقتداء سے ملتی ہے۔"

براہین احمدیہ میں وہ محدث کو نبی کے برابر قرار دے چکے ہیں لیکن اب اسے جزوی نبی کہہ رہے ہیں۔ براہین احمدیہ کے اصل الفاظ یہ ہیں "اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے (صفحہ 46)۔ انہوں نے عیسیٰ کی والدہ مریم' موسیٰ کی والدہ اور عیسیٰ اور خضرؑ کے حواریوں کی مثالیں دی ہیں' جن میں سے کوئی بھی پیغمبر نہ تھا۔ درحقیقت وہ 1890ء تک قطعی ختم نبوت کے موقف پر قائم رہے لیکن بعد میں اوپر بیان کیا ہوا موقف اختیار کر لیا۔

انہوں نے شریعت کے بغیر نبیوں کی آمد کا دروازہ کھلا رکھا اور اپنا یہ عقیدہ ان الفاظ میں بیان کیا:

"اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔"

(ازالہ اوہام' صفحہ 138 روحانی خزائن ج 3 ص 170)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1891ء تک تو برصغیر ہندوستان کے مسلمان‘ مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے جھوٹا ثابت ہونے پر ان کا صرف مذاق اُڑاتے۔ محمدی بیگم کے واقعہ میں آ چکا ہے کہ خود ان کے اپنے خاندان کے افراد انہیں دجال‘ مسیلمہ اور اسی نوع کے دیگر القاب سے یاد کرتے۔ غالباً وہ انہیں بہتر جانتے تھے۔ لیکن مسیح اور مہدی ہونے کے دعاوی نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا اور تنقید اور غم وغصہ کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ مرزا صاحب نے بظاہر مسلمانوں کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اپنے قدموں پر کچھ واپسی دکھائی۔ لیکن اس موضوع پر گفتگو سے پہلے مناسب ہوگا کہ نبی اور رسول یا مرسل کے الفاظ کی وضاحت کر دی جائے۔

ہر رسول نبی ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر نبی بھی رسول ہو۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جسے اللہ کی طرف سے وحی آتی ہو اور فرشتے اس پر وحی لاتے ہوں جبکہ رسول وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا سابقہ شریعت کے کچھ احکام منسوخ کرے۔ رسول اور مرسل میں عموماً کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ صرف کرامیہ نے یہ فرق کیا ہے کہ رسول منجانب اللہ فرستادہ شخص ہوتا ہے اور مرسل کسی بھی بھیجنے والے کا بھیجا ہوا شخص ہوتا ہے۔ (اصول الدین از عبدالقاہر بغدادی‘ صفحہ 154)۔ بعد کے دور میں لفظ رسول اور نبی کے مابین فرق ختم ہو گیا۔ تاہم اگر کسی نے فرق کیا ہے تو وہ وہی ہے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ (اردو دائرۂ معارف اسلامیہ‘ جلد 10‘ صفحہ 253 لفظ ”رسول“)۔ ابوحفص عمر نسفی کی کتاب العقائد النسفیۃ کے مطابق ان دونوں الفاظ میں کوئی فرق نہیں۔ تاہم اس کتاب میں لفظ رسول ایسے شخص کے لیے استعمال ہوا ہے جو صاحب شریعت ہو۔ (ایضاً)

مرزا صاحب نے یہ تینوں الفاظ نبی‘ رسول اور مرسل ازالہ اوہام صفحہ 534 روحانی خزائن ج 3 ص 387 میں استعمال کیے ہیں۔ وہ عیسیٰ کی بحیثیت مسیح دوبارہ آمد کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی‘ اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوتِ تامہ کی شرائط میں سے ہے‘ آ سکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوتِ تامہ کے لوازم جو وحی اور نزولِ جبریل ہے‘ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہیے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کیے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مُہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مُہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔“ (مطلب یہ ہوا کہ ان کے مطابق مُہر نہیں ٹوٹنی چاہیے)۔

یہ ملحوظ رہے کہ یہاں نبی اور رسول کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیے گئے ہیں اور ان میں واضح امتیاز نہیں کیا گیا۔ ازالہ اوہام صفحہ 761 روحانی خزائن ج 3 ص 511 پر کہا گیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

ازالہ اوہام کے صفحہ 614 روحانی خزائن ج 3 ص 431' 432 پر قرآن کریم کی آیت 40:33:

"ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے۔)

کا ذکر کر کے اس کے آخری حصے کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:

"مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔"

اور مزید کہا ہے:

"یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم دنیا میں نہیں آ سکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔"

اور مزید کہا:

"اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔"

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے خاتم النبیین کی ترکیب' جس میں لفظ نبی شامل ہے' سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قیامت تک کوئی رسول نہیں ہوگا (صفحہ 714)۔ جبکہ اس سے قبل براہین احمدیہ میں ان کا موقف یہ تھا کہ وحی نبوت رسولِ پاک ﷺ پر ختم ہے لیکن اب پھر ختم نبوت کی قطعیت میں' یہ کہتے ہوئے' ایک سوراخ نکالا ہے کہ وحی رسالت ختم نہیں ہوئی۔

ایک اشتہار مورخہ 2 اکتوبر 1891ء جو "تبلیغ رسالت" (جلد دوم' صفحہ 20 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 230) میں منقول ہے' میں کہتے ہیں:

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے' ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں ۔میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔"

یہ آخری موقف پھر اس موقف سے قطعی مختلف ہے جس پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔

ایک دوسرے اشتہار مورخہ 23 اکتوبر 1891ء جو جامع مسجد دہلی میں منعقدہ ایک اجتماع میں تقسیم کیا گیا اور جو "تبلیغ رسالت" حصہ دوم' صفحہ 44 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 255 میں نقل کیا گیا ہے' میں بیان کرتے ہیں:

"ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ...... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوۃ کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

پہلے اشتہار مورخہ 2 اکتوبر 1891ء میں بیان کیا گیا تھا کہ مرزا صاحب کسی قسم کی نبوت کے مدعی کو بھی دجال' کاذب اور کافر سمجھتے ہیں۔دوسرے اشتہار میں انہوں نے ختم نبوت کا لفظ' جو بظاہر نبی اور رسول' دونوں کے مفہوم میں شامل ہے' استعمال کیا ہے۔

اپنی کتاب "انجام آتھم" (مطبوعہ 1897ء) کے صفحہ 27'28 روحانی خزائن ج 11 ص حاشیہ 27'28 پر لکھتے ہیں:

"کیا ایسا بد بخت مفتری' جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے' قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے' وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبی اور رسول ہوں ۔صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں' مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے' لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں' جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے' ان کو بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا' لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے (لفظ رسول اور نبی میں مراد مجاز ہے) وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت' جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں' یہی ہے جو ہمارے .... نہ کوئی

www.KitaboSunnat.com

پرانا اور نہ کوئی نیا۔"

"ومن قال بعد رسولنا و سیدنا انی نبی و رسول علیٰ وجه الحقیقة والافتراء و ترک القرآن واحکام الشریعته الغراء فهو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت ﷺ کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہِ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر وتبدل کر دے گا' پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

حمامتہ البشریٰ' صفحہ 79 روحانی خزائن ج 7 ص 297 (طبع 1894ء) میں انہوں نے کہا ہے:

"ما لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام و الحق بالکافرین۔" (ترجمہ: میں کیوں نبوت کا دعویٰ کر کے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں میں داخل ہو جاؤں)۔

یہ کہ ان کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ محض ولایت اور مجددیت کا تھا۔ انہوں نے اپنے الہام اور عبدالقادر جیلانیؒ (معروف صوفی اسلام) کے الہام کے مابین مشابہت بتائی۔ انہوں نے حمامتہ البشری کے صفحہ 20 روحانی خزائن ج 7 ص 200 پر زور دے کر کہا ہے:

"الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء و فسره نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا ﷺ لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها و هذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین و کیف یجئی نبی بعد رسولنا ﷺ وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین۔"

آخری حصے کا تعلق اسی نکتے سے ہے کہ کیا عیسیٰ دوبارہ آئیں گے اور وہ آخری نبی ہوں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ "ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے نبی (حضرت محمد ﷺ) کی آمد پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔"

اس آخری اصول سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مطابق نزولِ عیسیٰ کا مطلب عیسیٰ نبی کی آمد نہیں' کیونکہ اس سے ان کا آخری نبی ہونا لازم آتا ہے...... یہی بیان "ایام صلح" مطبوعہ 1899ء (صفحہ 146 روحانی خزائن ج 14 ص 392'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

393) میں بھی موجود ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں' لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی تھی' پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے' اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔"

ایک اشتہار مورخہ 20 شعبان 1314ھ (1897ء) جو تبلیغ رسالت' حصہ ششم' صفحہ 2 مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 297' 298 پر چھپا ہوا ہے' میں لکھتے ہیں:

"ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب ﷺ اولیاء کو ملتی ہے' اس کے ہم قائل ہیں۔"

خاتم (مہر) کا لفظ' جسے نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد مختلف معنی دینے کی کوشش کی گئی' بھی ازالہ اوہام' صفحہ 577 میں اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے جس کا تذکرہ اوپر ہوا ہے۔ مرزا صاحب نے رسول پاک ﷺ کے بعد وحی نبوت کی نفی کی ہے۔

"جنگ مقدس" (مطبوعہ 1893ء) صفحہ 74 روحانی خزائن ج 6 ص 156 میں مرزا صاحب نے اس الزام کی تردید کی ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اور معجزے کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے:

"میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں' یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے' وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانیوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا' بلکہ ہمارے مذہب کی رُو سے ان نشانیوں کا نام کرامات ہے جو اللہ کے رسول کی پیروی سے دیے جاتے ہیں۔"

مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کرنے سے کچھ پہلے اپنے لیے نبی کا لفظ کثرت سے استعمال کرنے لگے اور پھر مسلمانوں کے اشتعال' مخالفت اور پریشانی کو دور کرنے کی غرض سے اس کی اپنے انداز سے وضاحت کرنے میں عجلت بھی

www.KitaboSunnat.com

دکھاتے۔ ''سراج منیر'' صفحہ 3 روحانی خزائن ج 12 ص 5 پر وہ لکھتے ہیں:

''یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا' اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں' سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ **ولکل ان یصطلح** (ہر ایک کو اصطلاح بنانے کا حق ہے) سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کیے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔''

ایک مکتوب مطبوعہ لیکچر قادیان نمبر 29' حصہ سوم' مورخہ 17 اگست 1899ء میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے' لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے...... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارے کے رنگ میں ہیں' اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لیے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔''

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب نے ''توضیح المرام'' میں کہا ہے کہ جزوی نبوت اور وحی کا باب بند نہیں اور یہ کہ محدث (جو اللہ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف پائے) جزوی نبی ہوتا ہے۔

وہ ''ازالہ اوہام'' (ص 584' 585 روحانی خزائن ج 3 ص 415' 416) میں ایسے لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو رسول پاک ﷺ کے بعد کسی بھی ایسی وحی کو ممکن سمجھتے ہیں جو قرآن کے ایک حکم کو تبدیل یا منسوخ کرے۔ یوں نبوت بلا شریعت کا باب کھلا رکھا' لیکن اسی کتاب کے صفحہ 534 روحانی خزائن ج 3 ص 387 پر انہوں نے وحی نبوت کو ناممکن قرار دیا اور صفحہ 761 روحانی خزائن ج 3 ص 511 پر وحی رسالت کے باب کو مسدود قرار دیا۔ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر مرزا صاحب مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف کچھ کہنے میں ایک قدم آگے بڑھتے تو ان کی مخالفت کا احساس کرتے ہوئے دو قدم پیچھے لوٹتے تا کہ انہیں یہ باور کرا سکیں کہ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو وہ مانتے ہیں۔ اپنے آئندہ کے دعووں کو ترقی دینے اور بڑھانے کی غرض سے کوئی متضاد سی بات کہہ دی جاتی اور پھر مسلمانوں کے عقیدے کو بار بار دہرایا جاتا تا کہ وہ بچاؤ کا کام دے سکے۔ پہلے محدثیت نبوت سے قریب تر بنی' پھر یہ جزوی نبوت ٹھہری اور پھر مہر نبوت سالم قرار دی گئی۔ پہلے نبوت کا دروازہ بند

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوااور پھر اسی نظریے کو تدریجاً ترقی دی گئی تا آنکہ ان کے پیروکار نئے دعوے کے لیے تیار ہو گئے۔

اب محدثیت کے نظریے کے ارتقاء اور وسعت کا جائزہ مرزا صاحب کے الفاظ میں ہی لیا جا سکتا ہے۔ مولوی عبدالحکیم اور مرزا صاحب کے مابین ایک معاہدے مورخہ 3 فروری 1892ء میں جو "تبلیغ رسالت" حصہ دوم' صفحہ 95 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 313' 314 میں چھپا ہے' مرزا صاحب تمام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے رسائل فتح اسلام' توضیح المرام اور ازالہ اوہام میں یہ درج ہو چکا ہے کہ محدث ایک مفہوم میں نبی ہوتا ہے اور محدثیت جزوی نبوت یا نبوتِ ناقصہ ہے۔

"یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کیے گئے ہیں ورنہ حاشاوکلا مجھے نبوتِ حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے' بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام' صفحہ 137 میں لکھ چکا ہوں' میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں.......... کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔"

حمامتہ البشریٰ (صفحہ 131 روحانی خزائن ج 7 ص 297) میں دعویٰ نبوت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔"

(نیز دیکھئے آئینہ کمالات اسلام ص 383 روحانی خزائن ج 5 ص 383' سلسلہ تصنیفات' حصہ پنجم' صفحہ 2082)

حمامتہ البشریٰ کے ص 134 روحانی خزائن ج 7 ص 300 پر وہ کہتے ہیں:

"ہاں میں نے کہا ہے کہ نبوت کے تمام اجزا تحدیث میں پائے جاتے ہیں' لیکن بالقوہ نہ کہ بالفعل۔ پس محدث بالقوہ نبی ہوتا ہے اور اگر بابِ نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا' اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبی محدث ہے بطریق کمال اور بالفعل' اور محدث نبی ہے بالقوہ۔"

اور نبوت کا باب کھولنے کے بعد انہوں نے خود نبوتِ کاملہ حاصل کر لی۔ اسی طرح مسیح ہونے کا دعویٰ بھی ارتقائی مراحل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گزرا۔ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں لکھا کہ وہ مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہیں اور دونوں کی فطرت میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کو مسیح سے مشابہت تامہ حاصل ہے لہٰذا خدا نے انہیں مسیح کی پیش گوئی میں بھی شریک رکھا۔ کہا جاتا تھا کہ مسیح دنیا میں آئے گا اور چار دانگ عالم میں اسلام کی اشاعت کرے گا۔ یہ جسمانی ظہور ہوگا' لیکن اس پیش گوئی کا روحانی مصداق مرزا صاحب ہیں (براہین احمدیہ صفحہ 499 روحانی خزائن ج 1 ص 593) اس نظریے کے مطابق عیسیٰ بن مریم ضرور آئے گا لیکن روحانی پہلو سے مرزا صاحب اس کے ثانی یا مثیل ہیں۔ (دیکھیے فتح اسلام' صفحہ 11 روحانی خزائن ج 3 ص 8)

فتح اسلام' صفحہ 11 روحانی خزائن ج 3 ص 8 میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مرزا صاحب ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے ہیں جو مسیح کی آمد کے زمانے سے مشابہ ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کا مثیل اس لیے بھیجا کہ وہ لوگوں میں علم دین کی اشاعت کرے اور پھر غیر مبہم الفاظ میں ایک مختلف بات کہہ دی کہ:

"مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے' چاہو تو قبول کرلو۔" (فتح اسلام حاشیہ صفحہ 15 روحانی خزائن ج 3 ص 10)

اس دعوے نے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ بڑی سخت مخالفت ہوئی اور انہیں کافر قرار دیا گیا۔ (دیکھئے آسمانی فیصلہ ص 1 تا 5 روحانی خزائن ج 4 ص 311 تا 315)۔ مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق اپنے قدموں پر فوراً واپس لوٹے اور اپنے دعوے کو صرف مثیل ہونے تک محدود کردیا۔ (توضیح المرام' صفحات 16 تا 21 روحانی خزائن ج 3 ص 59 تا 61)

انہوں نے کہا کہ:

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے' ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔"

(تبلیغ رسالت' جلد دوم' صفحہ 21 مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 231)

اپنے اس دعوے کے برعکس کہ وہ وہی مسیح ہیں جسے آنا تھا' انہوں نے کہا کہ:

"ممکن ہے کہ مستقبل میں کوئی مسیح نہ آئے۔ ممکن ہے دس ہزار اور مسیح آجائیں اور ان میں سے ایک دمشق میں نازل ہو جائے یا اور دس ہزار بھی مثیلِ مسیح آجائیں۔"

(ازالہ اوہام' صفحہ 297 روحانی خزائن ج 3 ص 251)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مزید کہا:

''ہاں اس زمانے کے لیے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے۔''

(ایضاً 'صفحہ 199 روحانی خزائن ج 3 ص 197)

انہوں نے بعد میں بے نقاب ہو کر کہہ دیا کہ:

''میرے بعد قیامت تک نہ کوئی مہدی آئے گا اور نہ کوئی مسیح .... جسے آنا تھا وہ میں ہی ہوں۔''

(رسالہ' مورخہ 4 اپریل 1905ء مندرجہ تبلیغ رسالت' جلد 10 'صفحہ 78 مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 520)

یہ وہی حکمت عملی ہے جو مرزا صاحب کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہے۔ وہ ایک وقت میں کئی متضاد باتیں کہتے ہیں' تا کہ کسی خاص مرحلے میں جو موزوں ہو' اسی کی پناہ لے سکیں۔ اسی طرح انہوں نے ازالہ اوہام (صفحہ 634 روحانی خزائن ج 3 ص 442) میں ایک الہام لکھا:

''جعلناک المسیح ابن مریم (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا)'' اور اپنے اس دعوے کی تائید میں کہ وہی مسیح موعود ہیں ''اربعین'' میں اس کا حوالہ دیا ہے۔

(دیکھیے اربعین نمبر 3 'صفحہ 32 روحانی خزائن ج 17 ص 421)

نشانِ آسمانی (صفحہ 35 روحانی خزائن ج 4 ص 383) جو 1892ء میں طبع ہوئی' میں مرزا صاحب نے اپنے ایک پیرو کار کی مزعومہ شہادت شائع کی ہے کہ اسے ایک گلاب شاہ نامی شخص نے اطلاع دی تھی کہ وہی (مرزا صاحب) وہ مسیح موعود ہیں جس کی آمد کا وعدہ کیا گیا تھا اور جو کتابوں میں عیسیٰ کے نام سے مذکور ہے اور (نشانِ آسمانی صفحہ 24 روحانی خزائن ج 4 ص 384 پر) جس عیسیٰ نے آنا تھا اس کا نام غلام احمد ہے۔

مرزا صاحب نے بہت پہلے 1884ء میں ہی براہین احمدیہ میں کہہ دیا تھا کہ ان میں مریم کی طرح عیسیٰ کا نفخ ہوا ہے اور وہ دس ماہ تک حمل سے رہے اور پھر انہیں مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اور وہ ابن مریم بن گئے۔ ممکن ہے کہ اس وقت وہ عیسیٰ کی وفات کے بارے میں اپنے نظریے کے اظہار کو قبل از وقت خیال کرتے ہوں یا ممکن ہے کہ اس وقت تک یہ نظریہ تیار نہ ہوا ہو۔ تاہم ان کے مسیح موعود عیسیٰ بننے کا ارادہ بالکل واضح ہے اور بعد میں اسے مثلاً ''اربعین'' ''ایک غلطی کا ازالہ'' اور ''کشتی نوح'' میں صاف حقیقت کی شکل میں پیش کر دیا گیا۔ اربعین (مطبوعہ 1900ء) میں مرزا صاحب نے لکھا (نمبر 1 'صفحہ 3 روحانی خزائن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج 17 ص 345) کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مطلع کیا کہ وہ اس کی جانب سے مسیح موعود اور مہدی ہیں۔ یہ نکتہ کتاب کے متعدد مقامات پر بتکرار پیش کیا گیا ہے۔ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ 6 روحانی خزائن ج 18 ص 210 پر صاف صاف کہا ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ یہ امر نا قابلِ فہم ہے کہ وہ دس ہزار مسیح یا اسی تعداد کے مثیلوں میں سے ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔ مثیل کا نکتہ صرف رائے عامہ کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اختیار کیا گیا۔ کشتی نوح کے صفحہ 47 روحانی خزائن ج 19 ص 50 پر انہوں نے لکھا کہ انہیں (عیسیٰ اور مریم کے بارے میں) اس وحی کی اہمیت کا احساس نہ ہوا' لیکن وقت آیا اور ان پر اسرار کا انکشاف ہوا اور دیکھا کہ مسیح موعود ہونے کے دعوے میں کوئی نئی بات نہ تھی۔ یہ وہی دعویٰ تھا جسے براہین احمدیہ میں کئی بار بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا گیا تھا۔

مزید کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ انہیں ایک نشان بنائے گا اور الہامی تحریروں میں مریم اور عیسیٰ کے نام انہی کے لیے استعمال ہوئے ہیں اور یہ کہ وہ وہی عیسیٰ بن مریم ہیں جسے آنا تھا۔ وہی حق ہیں اور وہی موعود ہیں۔ (ایضاً' صفحہ 48 روحانی خزائن ج 19 ص 52)

مرزا صاحب نے اپنے پیروکاروں کو مزید پختہ کر لینے کے بعد 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ براہین احمدیہ' حصہ سوم اور چہارم کی اشاعت سے ہی مسلم عوام کو اپنے دعویٰ نبوت کے لیے تیار کر رہے تھے اور پنجاب اور اس وقت کے برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں نے بہت پہلے اس دعویٰ کا اندازہ کر لیا تھا۔ خود مرزا صاحب کے خاندان کے افراد انہیں مسیح موعود اور مہدی موعود کے دعووں سے کئی سال پہلے ہی' جھوٹا مدعی قرار دینے لگے تھے۔ نبوت کا دعویٰ سب سے پہلے ایک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" (جو بیسویں صدی کے آغاز پر 1901ء میں طبع ہوا) میں کیا گیا۔

حقیقی دعویٰ کرنے سے قبل جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا ہے مرزا صاحب نے نبوت کے بارے میں اپنے مزعومہ الہامات کا تذکرہ کرنے کی سعی کی اور پھر انہیں اس ادعا کے نقاب میں چھپانے کی کوشش کی کہ رسول اور نبی کے الفاظ ان کے لیے استعارے کے طور پر استعمال ہوئے ہیں نہ کہ حقیقی معنوں میں۔ اربعین (مطبوعہ 1900ء نمبر 2' صفحہ 18 روحانی خزائن ج 17 ص 366 مع حاشیہ) میں انہوں نے اسی کا حوالہ دیا جو وہ پہلے ہی براہین احمدیہ میں کہہ چکے تھے کہ "یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں۔" حاشئے میں یہ کہہ دیا کہ یہ لفظ محض استعارۃً استعمال ہوا ہے۔ اربعین کے صفحہ نمبر 36 (نمبر 3 روحانی خزائن ج 17 ص 426' 427) پر لکھا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افتراء کیا ہے تو میرے پر اس کا جرم ہے یعنی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“

جھوٹے کی ہلاکت کے اس نظریے کی بنیاد انہوں نے قرآن کریم کی آیت 28:40 کو بنایا (اربعین نمبر 4 ‘ صفحہ 5 روحانی خزائن ج 17 ص 434) **وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ** ”اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے۔“

مرزا صاحب نے آیت کے پہلے حصے کا ترجمہ یوں کیا:

”اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائے گا۔“

یہ ترجمہ درست نہیں‘ بلکہ اس کے برعکس مسلّمہ اصول یہ ہے کہ ایسے شخص کو لمبی ڈھیل دی جاتی ہے ۔اس اصول کا مولوی ثناءاللہ امرتسری نے اس وقت حوالہ دیا تھا جب مرزا صاحب نے ان میں سے جو کاذب ہے یا غلطی پر ہے‘ کی موت کی پیشگوئی کی تھی اور کہا تھا کہ ایسا شخص تباہ ہو جائے گا۔

اربعین کے صفحہ 6 ‘نمبر 4 روحانی خزائن ج 17 ص 435 پر مرزا صاحب نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور باشریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس غرض سے باشریعت نبی کی تعریف میں چند تبدیلیاں کر دیں ۔ایسے نبی کی پہلی تعریف یہ تھی کہ وہ نئی شریعت لے کر آتا ہے یا سابقہ شریعت میں تبدیلی کرتا ہے۔اب انہوں نے شریعت کی تعریف یوں کی:

”جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں‘ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی ۔مثلاً یہ الہام: **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم۔**

(قرآن کی آیت نمبر 30:24)

ترجمہ یہ ہے: (تو ایمان والوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔یہ ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے) یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی ہے اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی ۔اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔“

یہ ایک نیا نظریہ تھا اور نبوت باشریعت کے دعوے کو سہارا دینے کی خاطر شریعت کی نئی تعریف پیش کی گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملفوظات، جلد 10 (نومبر 1907ء تا 26 مئی 1908ء کی مدت سے متعلق صفحہ 267 ملخص) میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:

"جو اعلاماتِ الٰہیہ بھی مجھے ملے ہیں ان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ نئی شریعت یا نئی نبوت یا نبوت با شریعت ہے بلکہ انہیں کثرتِ الہامات کی بنا پر لغوی معنوں کی رو سے نبی یعنی جو خبریں لاتا ہے کہا گیا ہے۔"

یہاں پھر نبوت با شریعت اور نبوت بدون شریعت میں فرق کیا گیا اور یہ دعویٰ بھی اس تعریف سے متصادم ہے جو اربعین (نمبر 4، صفحہ 7) میں کی گئی تھی۔

رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں انہوں نے کہا کہ جہاں بھی انہوں نے نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے، وہ اس معنی میں ہے کہ وہ اپنے ساتھ مستقل شریعت نہیں لائے اور نہ ہی وہ مستقل نبی ہیں، تاہم یہ دعویٰ جہاد کی تنسیخ کے مسئلے سے متضاد ہے کیونکہ جہاد کے بارے میں قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں واضح احکام موجود ہیں۔

دافع البلاء مطبوعہ 1901ء روحانی خزائن ج 18 ص 231 میں مرزا صاحب نے لکھا کہ:

"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (صفحہ 11)

حقیقۃ الوحی، صفحہ 391 روحانی خزائن ج 22 ص 406، 407 پر لکھا:

"غرض اس حصۂ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے، میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

جہاد کا حکم 1900ء میں منسوخ کیا گیا۔ اربعین (نمبر 4، صفحہ 13 روحانی خزائن ج 17 ص 443) میں بیان کیا گیا کہ:

"اور جمالی رنگ کی زندگی کے لیے مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ کا مظہر ٹھہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا **یضع الحرب** یعنی لڑائی نہیں کرے گا۔"

مجموعہ اشتہارات (ج 3 از 1898ء تا 1908ء) صفحہ 19 پر مرزا صاحب نے لکھا کہ:

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

"گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" کے صفحہ 15 روحانی خزائن ج 17 ص 15 پر لکھتے ہیں:

"دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں' وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔"

(نیز دیکھئے خطبہ الہامیہ' ص 28 روحانی خزائن ج 16 ص 28' تحفہ گولڑویہ (ضمیمہ) صفحہ 41 روحانی خزائن ج 17 ص 77' تجلیات الٰہیہ' صفحہ 8 حاشیہ روحانی خزائن ج20 ص 400 'تریاق القلوب' صفحہ 17 روحانی خزائن ج15 ص 159)

مرزا صاحب نے "نبی" کی جو تعریف کی ہے وہ اربعین (نمبر 4) سے نقل کی جا چکی ہے۔ یہ کتاب 1900ء میں لکھی گئی تھی اور جیسا کہ اوپر ذکر ہوا' اس میں بھی جہاد کی ممانعت کے احکام موجود ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مزعومہ نبی ہونے کی حیثیت سے جہاد' جو قرآنی احکام پر مبنی ہے' کو منسوخ کرنے کا حق استعمال کیا ہے اور شریعت کو منسوخ کرنے کا فریضہ انجام دے کر اپنے دعوے کے مطابق نبوتِ تامہ حاصل کی۔ نبوت تامہ کے اس نکتے پر مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل' صفحہ 112 اور 113 پر بحث کی ہے۔ اس نے نبوت کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

1۔۔۔۔۔۔۔حقیقی نبوت۔۔۔۔۔جس میں نبی صاحب شریعت ہوتا ہے۔

2۔۔۔۔۔۔۔نبوت۔۔۔۔۔جس میں نبی صاحب شریعت نہیں ہوتا۔ اور

3۔۔۔۔۔۔۔ظلی نبوت۔۔۔۔۔جو قادیانی نکتہ نظر کے مطابق رسول کریم ﷺ کی اتباعِ کامل سے حاصل ہوتی ہے۔

اس اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے کہ ظلی نبوت ایک گھٹیا قسم کی نبوت ہے' مرزا بشیر احمد نے اسے "نفس کا دھوکہ قرار دیا جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں' کیونکہ ظلی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم ﷺ کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جائے کہ "من تو شدم تو من شدی" کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم ﷺ کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے گی تب جا کر وہ ظلی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے تو وہ نادان' جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا ہے یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے' وہ ہوش میں آئے اور اپنے اسلام کی فکر کرے' کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے

www.KitaboSunnat.com

جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں' کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت ﷺ کے بروز ہونے کی وجہ ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے' ان کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم ﷺ میں رکھے گئے' بلکہ ہر نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے' کسی کو بہت کسی کو کم' مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوتِ محمدیہؐ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا۔" (کلمۃ الفصل ص 113)

یہ امر پہلے واضح ہو چکا ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی بعثت ثانیہ کے انکار کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ ایک نبی تھے اور نبوت تیرہ سو سال پہلے ہی ختم ہو چکی تھی۔ مرزا صاحب نے اس اصول کو دوہرے پن سے بلند نہ رہنے دیا۔ ازالہ اوہام (صفحہ 410) میں انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ آنے والے مسیح کو رسول اکرم ﷺ کی امت میں سے نبی کہا گیا ہے' لیکن یہ نبوتِ ناقصہ ہو گی۔ بعد میں مرزا صاحب نے اسے نبوتِ کاملہ' تشریعی نبوت اور دوسرے نبیوں سے برتر نبوت میں ترقی دے لی۔

مرزا صاحب نے غیر مبہم لفظوں میں کہا کہ جبریل کے بسلسلہ وحی آنے کا باب بند ہے۔ (ازالہ اوہام' ص 534 روحانی خزائن ج 3 ص 387)۔ لیکن یہ امر بھی ان کے منصوبے یا پروگرام میں حائل نہ ہو سکا۔ انہوں نے اللہ سے براہِ راست مکالمہ اور مخاطبہ کا دعویٰ کر کے جبرائیل کی ضرورت کو بے اثر کر دیا۔ لیکن یہ اہتمام بھی کافی نہ تھا اور انہیں کامل نبیوں کی سطح پر نہ پیش کر سکا تو انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ ان کے پاس جبرائیل آیا تھا۔ حقیقۃ الوحی (صفحہ 103 روحانی خزائن ج 22 ص 106' 107) میں کہا:

"وقالوا انی لک هذا' قل هو الله عجیب' جاایل واختار وادار اصبعه واشاران وعد الله اتی فطوبی لمن وجد و رای الامراض تشاع والنفوس تضاع"

مرزا صاحب نے اس کا اردو ترجمہ یوں لکھا ہے:

"اور کہیں گے تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس ایل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے کئی طرح کی بیماریاں پھیلائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہو گا۔"

حاشئے پر مرزا صاحب نے ایل کا ترجمہ جبرائیل بتایا ہے۔ جبرائیل کا نزول نبوت کی تکمیل کی علامت ہے اور یوں مرزا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب ایک کامل نبی بن گئے۔

ان عبارتوں سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو ناقص نبی نہیں سمجھا جاتا تھا' بلکہ اس کے برعکس انہیں رسول اللہ ﷺ کی مانند کامل نبی خیال کیا جاتا تھا۔ یہی بات اس حقیقت سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کو مرتبے میں دیگر تمام انبیاء سے افضل مانا جاتا تھا۔

مرزا صاحب کی برابری بلکہ برتری کا سراغ براہین احمدیہ' حصہ چہارم میں اپنے بارے میں لکھی ہوئی ان عبارتوں سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔انہوں نے اپنے مختلف مزعومہ الہامات کا ذکر کیا ہے جن میں ابراہیم' داؤد' یوسف' عیسیٰ وغیرہ کے اسماء آئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جہاں بھی ان انبیاء کا تذکرہ ہوا ہے' اس سے مراد وہ خود ہیں۔ (دیکھیے براہین احمدیہ صفحات حاشیہ نمبر 554۔559 روحانی خزائن ج 1 ص 662 تا 666 حاشیہ نمبر 4)

ملفوظات ج 3 ص 270 ملفوظاتِ احمدیہ' حصہ چہارم' صفحہ 142 پر کہا گیا ہے کہ انبیاء کے کمالات کے بارہ میں مرزا صاحب نے کہا:

"کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے' وہ سب کے سب حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو (مرزا صاحب کو) عطا کیے گئے اور اسی لیے ہمارا نام آدم' ابراہیم' موسیٰ' نوح' داؤد' یوسف' سلیمان' اور یحییٰ اور عیسیٰ ہے۔"

اور ایک اور مقام پر کہا:

"پہلے تمام انبیاء ظل تھے حضرت نبی کریم کی خاص صفات کے اور اب ہم (مرزا صاحب) ان تمام صفات میں حضرت نبی کریم کے ظل ہیں۔" (ایضاً)

ظل اور اصل میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ عملاً ایک دوسرے کا ثانی یا دُہرا ہوتا ہے۔ یہی بات مرزا صاحب کے اس دعوے سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات میں ان کے ظل ہیں جبکہ دیگر تمام انبیاء میں سے ہر نبی کو کم تعداد میں کمالات حاصل تھے۔ سو یہ امر واضح ہے کہ مرزا صاحب کے مطابق کمال یا افضلیت کے مسائل میں وہ رسول پاک ﷺ کے برابر ہیں اور دیگر انبیاء سے برتر ہیں۔

براہین احمدیہ میں ایسی قرآنی آیات کریمہ' جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازل ہوئی تھیں' کی شکل میں متعدد ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الہامات کا تذکرہ موجود ہے۔مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ تمام آیات خود ان کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہیں اور وہ ان کا مصداق ہیں۔ایک واضح مثال آیت 28:48 ھو الذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق ہے۔نیز آیات نمبر 17:8' 2:68' 3:31 اور 22:26 وغیرہ۔اس طرح انہوں نے براہین احمدیہ میں اپنے رسولِ پاک ﷺ کے برابر ہونے کی بنیاد رکھ دی تھی۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان پر تین لاکھ الہامات نازل ہوئے جن میں سے پچاس ہزار مختلف ذرائع سے دولت کے حصول سے متعلق تھے۔کئی دوسرے مقامات پر مرزا صاحب نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ انہیں عطا شدہ نشانیوں کی تعداد ان نشانیوں سے بہت ہی زیادہ ہے جو دوسرے نبیوں مثلاً نوحؑ 'یوسفؑ اور عیسیٰؑ 'وغیرہ کو دی گئی تھیں۔

کلمۃ الفصل (ریویو آف ریلیجنز شمارہ 3' جلد 14' صفحہ 147) میں مرزا بشیر احمد نے لکھا کہ یہ ممکن نہیں کہ جو شخص رسول پاک ﷺ کا انکار کرے وہ کافر ہو لیکن جو شخص مسیح موعود کا منکر ہو وہ کافر نہ ہو۔اگر ظہور اول کا انکار کفر ہے تو ظہور ثانی' جس میں مسیح موعود کے مطابق اس کی روحانیت زیادہ قوی' اکمل اور اتم ہے' کے انکار کو کفر نہ سمجھا جائے۔

ظہور ثانی مرزا صاحب کی نبوت ہے۔رسول کریم ﷺ کی روحانیت اور مرزا صاحب کی روحانیت کا موازنہ کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ زیادہ قوی' اکمل اور اتم ہے اور یہ ان کی رسول پاک ﷺ پر بھی برتری کا پیمانہ ہے۔یہ امر اس واقعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے جو مرزا صاحب کی زندگی میں رونما ہوا۔ایک شاعر قاضی اکمل' جو مرزا صاحب کا پیرو تھا' نے ان کی ستائش میں ایک قصیدہ لکھا جو قادیان کے اخبار ''البدر'' مورخہ 25 اکتوبر 1902ء میں شائع ہوا۔قصیدے کا ایک شعر تھا:

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

(دیکھئے پیغام صلح لاہور' شمارہ 47' جلد 32' مورخہ 30 نومبر 1944ء' قادیانی مذہب' ص 320 طبع دوم 2002ء اخبار بدر قادیان ج 2 نمبر 43 ص 14 مورخہ 25 اکتوبر 1906ء)

اس شعر میں محمدؐ کے پھر اتر آنے کا مطلب یہ ہے کہ محمدؐ مرزا صاحب کی شکل میں دوبارہ آ گئے اور ان کی شان و شوکت رسول اللہ ﷺ کے ظہور سے بڑھ کر ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص 271 '272 روحانی خزائن ج 16 ص ایضاً)

اگلا قدم اپنے اوپر ختم نبوت کا دعویٰ ہے۔یہ مندرجہ ذیل سے واضح ہوتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"محمدی ختم نبوت کی اصل حقیقت کو دنیا میں کما حقہ کوئی نہیں جو سمجھ سکتا ہو سوائے اس کے جو خود حضرت خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء ہے کیونکہ کسی چیز کی اصل حقیقت کا سمجھنا اس کے اہل پر موقوف ہوتا ہے اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ختمیت کا اہل یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یا حضرت مسیح موعود ہے۔"

(تشحیذ الاذہان' قادیان نمبر 8' جلد 12' 1-2 اگست 1917ء)

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا' پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی' کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ اسی قدر مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا' وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے۔"

(حقیقۃ الوحی' صفحہ 391 روحانی خزائن ج 22 ص 406' 407)

یہ عبارت مرزا صاحب کے اس نقطۂ نظر کو واضح کرتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد وہ واحد نبی ہیں اور ان کا بروز ہونے کی بنا پر وہ اس نام کے مستحق ہوئے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ مرزا صاحب آخری نبی ہیں۔ یہ امر درج ذیل عبارتوں سے مزید واضح ہوتا ہے:

"کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت **واخرین منهم لما یلحقوا بهم** بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص 8 روحانی خزائن ج 18 ص 212)

"میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔"

(کشتی نوح' صفحہ 56 روحانی خزائن ج 19 ص 61)

"**ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین** اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے' کسی میں یہ طاقت نہیں کہ کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا' وہ میں ہوں۔ اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی ہے اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے' کیونکہ نبوت پر مُہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانے کے لیے مقدر تھا' سو وہ ظاہر ہو گیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص 11 روحانی خزائن ج 18 ص 215)

''معلوم ہوا کہ ختمیت ازل سے محمد ﷺ کو دی گئی' پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔" (ماالفرق فی آدم والمسیح الموعود' ضمیمہ خطبہ الہامیہ' صفحہ ب روحانی خزائن ج 16 ص 310)

''آخری زمانے کے لیے خدا نے مقدر کیا ہوا تھا کہ وہ عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو' پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدمؑ' ابراہیمؑ' نوحؑ' موسیٰ' داؤدؑ' سلیمانؑ' یحییٰ' عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح' صفحہ 4' روحانی خزائن ج 18 ص 382 کلمۃ الفصل' صفحہ 133)

ان تحریروں کی توضیح مرزا صاحب کے جانشینوں نے کی۔ مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل' ص 116 میں کہا:

''اب اگر آپ کے بعد بھی بہت سے نبی آ جاتے تو پھر آپ کی شان لوگوں کی نظروں سے گر جاتی کیونکہ آپ کے بعد بہت سے نبیوں کے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نعوذ باللہ محمد رسول ﷺ کا درجہ اتنا معمولی ہے کہ بہت سے لوگ محمد رسول اللہ ﷺ بن سکتے ہیں' کیونکہ جو کوئی بھی ظلی نبی ہوگا وہ بوجہ نبی کریم ﷺ کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے محمد رسول ہی کہلائے گا۔ پس اس لیے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا۔"

اس سے معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ باب نبوت کو کھولنے کے تمام نظریات تنہا مرزا صاحب ہی کی خاطر تھے اور جو استدلال باب نبوت کے کھولنے کے خلاف درست تھا' اسے بالآخر اختیار کر لیا گیا' لیکن مرزا صاحب کے مفاد کی خاطر صرف ایک استثناء کرنے کے بعد۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس حقیقت کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب اعجاز المسیح میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کھول کھول کر بتایا ہے کہ نبی کریمؐ کے دو بعث ہیں۔ بعث اول میں اسم محمدؐ کی تجلی تھی مگر بعث دوم اسم احمد کی تجلی کے لیے ہے۔''

(یعنی مرزا صاحب بطور بروز) (کلمۃ الفصل' صفحہ 140)

یوں تیسری بعث کی نفی کر دی گئی۔

تشحیذ الاذہان قادیان (نمبر 8' جلد 12' صفحہ 11 اگست 1917ء) میں بیان کیا گیا ہے کہ

''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت ساری مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔''

(قادیانی مذہب' صفحہ 248 طبع دوم 2001ء)

اسی پرچے کے شمارہ مارچ 1914ء (نمبر 3' جلد 9' صفحہ 30-32) میں مزید بیان کیا گیا:

''پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آ سکتے' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت میں صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا۔ اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔'' (قادیانی مذہب' صفحہ 249 طبع دوم 2001ء)

اب مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کے ان دعووں کا کچھ متضاد بیانات سے موازنہ کیجیے۔

''ایک غلطی کا ازالہ'' (صفحہ 11 روحانی خزائن ج 18 ص 215) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مُہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ایک ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا اظہار کریں۔''

لیکچر سیالکوٹ صفحہ 31 روحانی خزائن ج 20 ص 227 پر مرزا صاحب نے کہا:

''لہٰذا ضرور رہا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبے پر پہنچانے کے لیے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں۔''

میاں بشیر الدین محمود نے کہا کہ

''ہزاروں نبی ہوں گے۔'' (انوارِ خلافت' صفحہ 62 از قادیانی مذہب' صفحہ 230 طبع دوم 2001ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔''

(الفضل قادیان' مورخہ 27 فروری 1927ء نمبر 68' جلد 14' مرزا بشیر الدین محمود بحوالہ قادیانی مذہب' صفحہ 231)

حقیقۃ النبوۃ' صفحہ 138 پر اس نے ایک مختلف بات کہی ہے کہ

''اس لیے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں' آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے۔''

(قادیانی مذہب' صفحہ 229 طبع دوم 2001ء)

ایک سوال کے جواب میں اس نے لکھا:

''آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا آ سکتا ہے۔ اگر کوئی اور نبی نیا مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد نبی آ سکتا ہے' آئے گا کے متعلق میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آئے گا' اس پر ایمان لانا احمدیوں کے لیے ضروری ہوگا۔''

(مکتوب میاں بشیر الدین محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان مورخہ 29 اپریل 1927ء نمبر 85' جلد 14 بحوالہ قادیانی مذہب' صفحہ 229 طبع دوم 2001ء)

نبیوں کی آمد کے نظریے میں ایک مزید تبدیلی اس کے اس جواب میں نظر آتی ہے جو اس نے اس سوال پر دیا کہ

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام (مرزا صاحب) کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے۔''

اس کا جواب یہ تھا:

''آخری زمانے کا نبی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ (مرزا صاحب) کے توسط کے بغیر کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔''

(خطبہ جمعہ میاں بشیر الدین محمود مندرجہ الفضل' نمبر 120' جلد 2' مورخہ 2 مئی 1931ء بحوالہ قادیانی مذہب' صفحہ 229 طبع دوم جدید 2001ء)

مرزا صاحب اور ان کے جانشین کے یہ تمام مختلف بیانات مرزا صاحب کی اس پالیسی کے عین مطابق ہیں کہ ایک ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کتاب یا رسالے میں بیک وقت یا بعد میں دوسری کتابوں یا رسالوں میں مختلف بلکہ متضاد باتیں کہہ دی جائیں۔بہر حال مرزا صاحب کی کتابوں اور کلمۃ الفصل اور تشحیذ الاذہان کے اقتباسات اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حقیقتاً اپنے آخری نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

علامہ اقبال کی آراء سے ان نظریات پر مزید روشنی پڑتی ہے۔وہ کہتے ہیں:

''بانی کا اپنا استدلال جو قرونِ وسطیٰ کے متکلمانہ اسلوب سے بالکل ملتا ہے' یہ ہے کہ اگر پیغمبر اسلام کی روحانیت کسی اور نبی کی تخلیق نہ کر سکے تو وہ خود ناقص ٹھہرے گی۔اس کا دعویٰ ہے کہ خود اس کی نبوت پیغمبرؐ اسلام کی روحانیت کے تخلیق انبیاء کی صفت سے متصف ہونے کا ثبوت ہے۔لیکن اگر آپ اس سے مزید سوال کریں کہ کیا حضرت محمدؐ کی روحانیت ایک سے زیادہ نبیوں کی تخلیق کے قابل ہے تو اس کا جواب ہے ''نہیں''۔اس کا حقیقی مفہوم یہ ہوگا: ''محمدؐ آخری نبی نہیں ہے' آخری میں ہوں۔'' تاریخ انسانیت میں عموماً اور تاریخ ایشیاء میں خصوصاً ختم نبوت کے اسلامی عقیدے کی فکری قدر و منزلت کے ادراک سے صرفِ نظر کرتے ہوئے وہ سمجھتا ہے کہ اس معنی میں ختمیت کہ محمدؐ کا کوئی پیروکار مرتبہ نبوت نہ پا سکے' نبوتِ محمدیہؐ کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔جہاں تک میں اس کی نفسیات کا مطالعہ کر سکا ہوں' وہ اپنے دعویٰ نبوت کی خاطر جسے وہ پیغمبرؐ اسلام کی تخلیقی روحانیت قرار دیتا ہے' استعمال کرتا ہے۔اور پھر اسی لحہ پیغمبرؐ اسلام کی روحانیت کی تخلیقی صلاحیت کو صرف ایک نبی یعنی بانی تحریک احمدیہ کی تخلیق تک محدود کر کے' ان کی ختمیت کی نفی کرتا ہے۔سو یوں یہ نیا نبی چپکے سے اس ذات کی ختمیت کو چرا لیتا ہے جسے وہ اپنا روحانی مورث ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔وہ پیغمبر اسلام کا بروز ہونے کا مدعی ہے اور دعویٰ کرتا ہے' کہ پیغمبرؐ اسلام کا بروز ہونے سے ان کی ختم نبوت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔اس نے دو ختمیتوں' ایک خود اپنی اور دوسری پیغمبرؐ اسلام کی' کی نشاندہی کر کے ختم نبوت کے معنی کو نظر انداز کیا ہے۔تاہم یہ امر بالکل واضح ہے کہ بروز کا لفظ' کامل مشابہت کے مفہوم میں بھی اس کے کسی کام نہ آئے گا' کیونکہ بروز اصل کے مماثل ہوتا ہے۔اگر یہ سمجھیں تو پھر بھی دلیل بے کار رہے گی۔لیکن اگر اسے آریائی معنوں میں تناسخ کے مفہوم میں لیں تو استدلال خوشنما ہو جاتا ہے لیکن اس کا مصنف چھپا ہوا مجوسی بن کر رہ جاتا ہے۔''

(Thoughts and Reflections of Iqbal از عبدالوحید' صفحہ 266' 268)

یہ واضح ہے کہ شریعت کا ایسا کوئی اصول نہیں جس سے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد کی گنجائش نکلتی ہو اور نہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت میں بروز، حلول، ظل وغیرہ کا کوئی تصور موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ کی بعثت ثانیہ اور مہدی کے ظہور کی احادیث کسی بھی طرح مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتیں، اس لیے انہوں نے اپنے دعووں کی پوری عمارت نہ صرف متن قرآن بلکہ احادیث کی تاویلات پر کھڑی کی۔ قادیان دمشق بنا اور مسجد اقصیٰ قادیان کی مسجد ہے۔

ان کی راہ میں بڑی مشکل عیسیٰ تھے۔ اس لیے عیسیٰ کو میدان سے ہٹانا ضروری تھا اور یہ مقصد ان کی کشمیر میں اپنی طبعی موت کے تصور سے پورا کیا گیا۔ ان سے عیسیٰ جیسے معجزات پیش کرنے کو کہا گیا تو جواب میں انہوں نے عیسیٰ اور ان کے معجزات کے دلائل کا مذاق اُڑایا۔

دعویٰ نبوت کا نتیجہ بے قاعدگیوں کے سوا کیا ہوتا۔ ان کے دعویٰ کے یہ جزوی نتائج سامنے آ چکے ہیں۔ مزید خلاف ورزیاں بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے رائے بنائی تھی کہ قرآن کریم کی صحیح تفسیر اور حدیث کی صحت کو جانچنے کے صرف وہی اہل ہیں۔

آیئے حضرت عیسیٰ کے بارہ میں اسلامی نقطہ نظر سمجھ لیں اور ان کے بارے میں مرزا صاحب کا تصور بھی۔

اللہ کے تمام انبیاء اور رسل پر ایمان لانا ایک مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔

- والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالأخرۃ ھم یوقنون ○ (البقرۃ، آیت 4)

اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تجھ پر نازل ہوا اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

- من اٰمن باللہ والیوم ------ والنبیین۔ (البقرۃ، آیت 77)

جو اللہ پر اور یوم ------ اور نبیوں پر ایمان لائے۔ (نیز آیات 3:179، 7:158، 4:136)

- فامنوا باللہ ورسلہ۔

پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔

ایک اور مسلمہ اصول یہ ہے کہ مسلمان انبیاء میں تفریق نہیں کرتے۔

- لا نفرّق بین احد من رسلہ۔ (البقرۃ، آیت 285)

ہم اس کے رسولوں میں کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

o لا تخیروا بین الانبیاء.

انبیاء کے درمیان افضلیت میں ترجیح نہ دو۔

عبداللہؓ بن جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما ینبغی لنبی ان یقول انی خیر من یونس بن متی.

کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ (ایضاً)

حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ ایک یہودی کو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابیؓ نے پیٹ دیا' تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ آپ کے ایک صحابیؓ نے مجھے پیٹا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ اسے کیوں پیٹا ہے؟ اس (صحابیؓ) نے کہا کہ اس (یہودی) نے موسیٰ کو آپ ﷺ پر افضلیت دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک نبی کو دوسرے پر افضلیت یا ترجیح مت دو۔''

صحیح بخاری میں اس شکایت پر آنحضرت ﷺ کے سخت ردعمل کا اظہار ان الفاظ میں مذکور ہے:

فغضب النبی ﷺ حتی روی فی وجھه.

نبی ﷺ اس قدر غضبناک ہوئے کہ غضب آپ کے چہرے میں دیکھا گیا۔

قرآنِ کریم حضرت مریمؑ کی پیدائش اور تربیت' حضرت یحییٰؑ کی پیدائش' جو حضرت عیسیٰؑ کی خوشخبری دینے والے تھے اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا بیان کسی قدر تفصیل سے کرتا ہے۔ (دیکھیے سورۂ آل عمران کی آیات 45 تا 49)

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے متعلق آیات یہاں درج کی جاتی ہیں:

o واذکر فی الکتب مریم اذنتبذت من اھلھا مکاناً شرقیاًo

اور کتاب میں مریم کو یاد کر جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر پورب کی جگہ میں جا بیٹھی۔

o فاتخذت من دونھم حجاباً فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویّاًo

پس اس نے اپنے آپ کو ان سے پردے میں کر لیا تو ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا جو اس کے سامنے ایک کامل بشر کی صورت میں نمودار ہوا۔

o قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیاًo

www.KitaboSunnat.com

وہ بولی کہ اگر تم کوئی خدا ترس آدمی ہو تو میں تم سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔

o قال انما انا رسول ربک لا هب لک غلٰما زکیاً o

اس نے کہا میں تیرے رب ہی کا فرستادہ ہوں تا کہ تجھے ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں۔

o قالت انی یکون لی غلٰم ولم یمسنی بشر ولم اک بغیاً o

وہ بولی میرے لڑکا کیسے ہو گا جبکہ نہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ لگایا اور نہ میں کوئی بدکار رہوں۔

o قال کذلک قال ربک هو علی هین ولنجعله ایته للناس و رحمته منا و کان امراً مقضیاo

اس نے کہا یوں ہی ہو گا۔ تیرے رب کا فرمان ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے تا کہ ہم اس کو لوگوں کے لیے اپنی ایک نشانی اور اپنی جانب سے رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ امر ہے۔

o فحملته فانتبذت به مکاناً قصیاً o

پس اس نے اس کا حمل اٹھالیا اور اسے لے کر ایک دور کے مقام کو چلی گئی۔

o فاجاءها المخاض الی جذع النخلته قالت یلیتنی مت قبل هذا و کنت نسیاً منسیاً o فنادا ها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریاً o وهزی الیک بجذع النخلته تسقط علیک رطباً جنیاً o فکلی واشربی و قری عینا فاما ترین من البشر احداً فقولی انی نذرت للرحمن صوماً فلن اکلم الیوم انسیاً o

پھر اس کو دردِ زہ کھجور کے تنے کے پاس لے گیا۔ اس نے کہا' اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مر کھپ کے بھولی بسری چیز ہو چکی ہوتی۔ پس اس کے نیچے سے فرشتے نے اس کو آواز دی کہ مغموم نہ ہو۔ تمہارے نیچے سے تمہارے رب نے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ تو کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا' تجھ پر تازہ خرمے جھڑیں گے۔

پس کھا اور پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پس اگر تجھے کوئی آدمی نظر آئے تو اسے کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مان رکھی ہے۔ اس لیے آج میں کسی انسان سے بات نہیں کر سکتی۔

o فاتت به قومها تحمله قالوا یمریم لقد جئت شیئاً فریاً o

پس وہ اس کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی۔ انہوں نے کہا اے مریم! تو نے تو یہ نہایت عجیب حرکت کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالی ہے۔

o یا اخت ھرون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیاًo

اے ہارون کی بہن! نہ تمہارا باپ ہی کوئی برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں ہی کوئی بدکار تھی۔

o فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیاًo

پس اس نے اس کی طرف اشارہ کیا۔انہوں نے کہا ہم اس سے کس طرح بات کریں جو ابھی گود میں بچہ ہے؟

o قال انی عبداللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیاًo

اس نے جواب دیا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے نبی بنایا ہے۔

o وجعلنی مبارکاً اَین ما کنت و اوصنی بالصّلوٰۃ والزکوۃ ما دمت حیاً o وبراً بوالدتی ولم یجعلنی جباراً شقیاًo

اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے خیر و برکت والا بنایا ہے اور جب تک زندہ رہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی ہدایت کی ہے۔اور مجھے ماں کا فرمانبردار بنایا ہے۔اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا ہے۔

o والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیاًo

مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

o ذلک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترونo (مریم آیات 16 تا 34)

یہ ہے عیسٰی بن مریم! یہ اصل حقیقت کا بیان ہے جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں۔

o اذقالت الملا ئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھاً فی الدنیا والاٰخرۃ و من المقربینo ویکلم الناس فی المھد و کھلاً ومن الصٰلحین o قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امراً فانما یقول لہ کن فیکونo

یاد کرو جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تمہیں اپنی طرف سے ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے۔اس کا نام مسیح عیسٰی بن مریم ہوگا۔وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ذی وجاہت اور مقرب بندوں میں سے ہوگا۔وہ لوگوں سے گہوارے میں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کرے گا اور ادھیڑ ہو کر بھی اور وہ صالحین کے گروہ میں سے ہو گا۔ وہ بولی میرے پروردگار! میرے کس طرح لڑکا ہو گا جبکہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ارشاد ہوا' اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔

o ویعلمه الکتب والحکمة والتوراة والانجیل o ورسولاً الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کهیئه الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله وابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لأیة لکم ان کنتم مومنین. (آل عمران آیت 45 تا 49)

اور اللہ اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔ اور اسے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔ (چنانچہ اس نے بنی اسرائیل کو دعوت دی) کہ میں تمہارے خداوند کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں' میں تمہارے لیے مٹی سے پرندوں کی صورت کے مانند صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مار دیتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے واقعی پرندہ بن جاتا ہے۔ اور میں اللہ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور میں تمہیں بتا سکتا ہوں جو کچھ تم کھاتے اور ذخیرہ کرتے ہو اپنے گھروں میں۔ بے شک ان باتوں کے اندر تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھنے والے ہو۔

آیت نمبر 49 حضرت عیسیٰ کے ان معجزات کو بیان کرتی ہے جو انہیں بطور نشانی عطا کیے گئے تھے۔ تاہم کئی آیات کریمہ میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے تصور کی تردید کی گئی ہے۔ مثلاً آیات نمبر 3:59 اور 4:171 اور 4:172 وغیرہ۔

مرزا صاحب نے ایک طرف اللہ کے تمام انبیاء اور رسل پر برتری کا دعویٰ کیا اور دوسری طرف انبیاء خصوصاً حضرت عیسیٰ کے خلاف ہتک آمیز زبان استعمال کی۔ انہوں نے عیسیٰ پر برتری کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا:

- ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔''

(حقیقتہ الوحی' صفحہ 148 روحانی خزائن ج 22 ص 152)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی آیت نمبر 3:49 میں حضرت عیسیٰ کے معجزات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔وہ مٹی سے پرندے کی صورت بناتے اور اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن جاتا۔وہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر لیتے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ یہ ان کی نشانیاں تھیں۔مرزا صاحب نے مسیح موعود اور مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تو انہیں بھی کچھ ایسے معجزات دکھانے کو کہا گیا' تو انہوں نے حضرت عیسیٰ کے معجزات کا انکار کر دیا اور کہا کہ قرآن کریم میں معجزات کا بیان صرف بطور تشبیہ ہے۔

انہوں نے حضرت عیسیٰ کے ایسے معجزات پر اعتقاد رکھنے کی مذمت کی اور اسے ''صریح الحاد اور سخت بے ایمانی'' قرار دیا (ازالہ اوہام' صفحہ 296 روحانی خزائن ج 3 ص حاشیہ 250)۔انہوں نے حضرت عیسیٰ کے معجزات کے ہونے کا انکار کرتے ہوئے لکھا کہ

- ''آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص حاشیہ 16 روحانی خزائن ج 11 ص حاشیہ 390)
- ''اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے.........اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم' حاشیہ ص 7 روحانی خزائن ج 11 حاشیہ ص 291 'ازالہ اوہام' صفحہ 322 روحانی خزائن ص 263)

مرزا صاحب نے لکھا کہ

- ''اب یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذنِ حکم الٰہی اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص حاشیہ 38 روحانی خزائن ج 3 ص حاشیہ 257)

پھر انہوں نے ایک مختلف موقف اختیار کرتے ہوئے لکھا:

- ''سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔''

(ازالہ اوہام' صفحہ حاشیہ 303 روحانی خزائن ج 3 ص حاشیہ 254)

یا

- ''یہ صرف عمل الترب (مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ازالہ اوہام ص حاشیہ 322 روحانی خزائن ج 3 ص 263)

اور

- "اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے قوی امید رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ تھا۔"

(ازالہ اوہام ص حاشیہ 309 روحانی خزائن ج 3 ص حاشیہ 258)

حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

- "اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔" (چشمہ مسیحی، صفحہ 27 روحانی خزائن ج 20 ص 356)

- اس سے عیسیٰ کے بارے میں مرزا صاحب کی اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ عیسیٰ ہیجڑا اور مردانہ صفات سے عاری ہونے کی بناء پر شادی نہ کر سکا۔ (دیکھئے مکتوبات احمدیہ، جلد 3، صفحہ 28)

مرزا صاحب نے کہا کہ

- "آپ (عیسیٰ) کا شجرۂ نسب انتہائی گندہ تھا، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں"۔

(ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ 7 حاشیہ روحانی خزائن ج 11 ص 291 حاشیہ)

نیز الزام لگایا کہ

- "ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے...... آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"

(ایضاً، صفحہ 5 حاشیہ روحانی خزائن ج 11 ص 289)

- ایک دفعہ مرزا صاحب کو افیون کے استعمال کا مشورہ دیا گیا تو فوراً بولے کہ پھر لوگ کہیں گے کہ پہلا مسیح شرابی تھا اور دوسرا افیون خور۔ (نسیم دعوت ص 69 روحانی خزائن ج 19 ص 434)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے صرف چند ایسے اقتباسات پیش کیے ہیں جن میں مرزا صاحب نے اللہ کے ایک عظیم نبی کے بارے میں حقارت آمیز، نفرت انگیز اور گھٹیا کلمات استعمال کیے ہیں۔ میں نے ان حوالوں کو پیش کرنے سے عموماً احتراز کیا ہے جن کے بارے میں ان کا بہانہ یہ ہے کہ وہ ان عیسائی مشنریوں کے ساتھ مناظروں میں ردعمل کے طور پر کہے گئے تھے جو رسول کریم ﷺ کی شان میں زیادہ گندی زبان استعمال کرتے تھے۔ کوئی مناظرہ باز اسے جائز سمجھے تو سمجھے لیکن اسلام کسی بھی نبی یا رسول کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ عہد نامہ قدیم میں کئی انبیاءؑ مثلاً نوحؑ اور لوطؑ کے بارے میں کئی نفرت انگیز باتیں ہو سکتی ہیں لیکن اسلامی عقیدے کی رو سے نبی معصوم ہوتا ہے۔ لوگوں کا ایسا رہنما، جس کا مشن ہی ان کو نیکی کی تعلیم و تربیت دینا ہو، وہ خود نیک ہی ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کے حمل اور عیسیٰؑ کی ولادت کا تذکرہ بہت عمدہ انداز میں کیا گیا ہے لیکن مرزا صاحب نے اسے برسات کے موسم میں کیڑے مکوڑوں کی پیدائش سے تشبیہ دے دی ہے۔ مرزا صاحب ایک تالاب کی مٹی میں معجزاتی خصوصیات تسلیم کرنے کو تیار ہیں لیکن ایک نبی اللہ کے معجزات کو نہیں مانتے۔

- یہ یاد رہے کہ مرزا صاحب نے اپنے کمرے کے قریب واقع مسجد کو بیت الذکر کا نام دیا تھا۔

براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے یہ کہتے ہوئے کہ جو کوئی اس میں داخل ہوتا ہے، امن میں ہے، اسے مکہ کے کعبہ یا بیت الحرام کی خصوصیت دے دی ہے۔

دوسرا قدم یہ تھا کہ قادیان کا مرتبہ بڑھا کر اسے مکہ کے مساوی قرار دیا جائے۔ انہوں نے دُرِثمین صفحہ 52 پر لکھا:

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اپنے طور پر اس شعر کی کوئی زیادہ معنویت نہ ہوتی لیکن دوسرے حالات کے پیش نظر یہ بہت ہی متعلق ہے۔

- آئینہ کمالاتِ اسلام (صفحہ 352 روحانی خزائن ج 5 ص 352) میں مرزا صاحب نے قرار دیا کہ ”قادیان میں منعقدہ سالانہ جلسے میں شرکت کا ثواب نفلی حج سے زیادہ ہے۔“
- مرزا صاحب نے صاحبزادہ عبداللطیف کو حج پر جانے سے روک دیا۔ وہ احمدیت کی تعلیم پانے کے لیے قادیان میں رک گیا۔

(اخبار الفضل قادیان ج 20 نمبر 80 ص 4 مورخہ 5 جنوری 1933ء قادیانی مذہب ص 441 طبع دوم جدید 2001ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ''مرزا بشیر الدین محمود احمد نے قادیان آنے کو حج کے برابر قرار دیا۔''

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد مندرجہ برکات خلافت مجموعہ تقاریر 1914 قادیانی مذہب ص 440 طبع دوم 2001ء)

- مرزا صاحب نے اپنی مسجد کو مسجد الاقصیٰ کا نام دیا۔

(دیکھئے آیت قرآن نمبر 1:17' تبلیغ رسالت جلد 9' صفحہ 37 مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 286)

اس کا شرقی مینارہ بنوایا جا رہا تھا کیونکہ رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ مسیح دمشق کے شرقی مینارے پر نازل ہو گا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ نزول (بیت المقدس کی) مسجد الاقصیٰ سے ہو گا۔ اس طریقے پر جسے معقولیت کا مذاق ہی کہا جا سکتا ہے' مرزا صاحب نے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ مذکورہ بالا مینارہ مسجد الاقصیٰ کا ہی ہے' اس لیے قادیان میں واقع ان کی مسجد کا مینارہ تعمیر کر دیا جائے تا کہ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کا منشا پورا ہو جائے۔

(ایضاً' صفحہ 38 مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 287)

مرزا صاحب نے قرآن کریم کی آیت 1:17'

سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی برکنا حوله لنریه من ایتنا انه هو السمیع البصیر.

(سورۂ بنی اسرائیل' آیت 1)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی ایک شب مسجد الحرام سے اس مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد کو ہم نے برکت بخشی تا کہ ہم اس کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک سمیع و بصیر وہی ہے۔

جو رسول اللہ ﷺ کی معراج کے بارے میں ہے' کا حوالہ دیا اور اسی طریقہ استدلال کو اختیار کرتے ہوئے کہا کہ

- ''رسول اللہ ﷺ معراج کی رات کعبہ (مکہ) سے قادیان کی مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے۔''

(ایضاً' صفحہ 39' 40 مجموعہ اشتہارات ج 3 حاشیہ ص 289)

شریعت پٹیشن نمبر 2/ اپل 1984ء کے درخواست دہندہ کیپٹن عبدالواجد' جو احمدیوں کے لاہوری گروہ کے رکن ہیں' کے دلائل عموماً دوسری شریعت پٹیشن کے درخواست دہندہ مسٹر مجیب الرحمٰن کے دلائل کا اعادہ تھے' تاہم انہوں نے احمدیوں کے لاہوری گروہ اور قادیانی گروہ کے عقائد کے مابین فرق کا نکتہ اٹھایا اور کہا کہ لاہوری گروہ مرزا صاحب کی نبوت کا عقیدہ نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا اور نہ ہی مرزا صاحب نے کبھی اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔لاہوری گروہ کے لوگ حضرت محمد ﷺ کی غیر مشروط اور قطعی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور مرزا صاحب کو مہدی موعود، مسیح موعود، مجدد اور محدث، نبوت سے کم ہر چیز سمجھتے ہیں۔اس بارے میں انہوں نے کئی کتابوں، جن میں ازالہ اوہام، نشان آسمانی، آئینہ کمالاتِ اسلام، حمامتہ البشریٰ، ایام صلح وغیرہ شامل ہیں، کا سہارا لیتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ان پر یہ امر واضح کیا گیا کہ اس بارے میں مرزا صاحب کی متعلقہ تحریریں 1901ء سے لے کر 1908ء تک کی تحریریں ہوں گی اور ''ایک غلطی کا ازالہ'' ایک بنیادی تحریر ہے۔انہوں نے اس رسالے کے کچھ حصے پڑھے لیکن وہ نہیں جو موضوع سے متعلق ہیں۔

کیپٹن عبدالواجد نے اس بات کا انکار کیا کہ مرزا صاحب یا قادیانیوں کے لاہوری گروہ نے کبھی امت مسلمہ یا جو بھی کلمہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کا رسول ہے) پڑھتے ہوں، کو کبھی مرزا صاحب کے بارے میں ان کے عقیدے کی وجہ سے کافر قرار دیا ہو۔تاہم انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ جو مسلمان مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں، وہ اس الزام کے بعد کافر ہو جاتے ہیں۔

ان دونوں دعووں میں کوئی وزن نہیں۔مرزا صاحب کی تحریروں سے واضح ہوگا کہ نہ صرف انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ لاہوری گروہ کا بانی (مولوی محمد علی) بھی 1914ء تک، جب اس نے احمدیوں کی بڑی جماعت سے علیحدہ ہو کر اپنا گروہ بنالیا، انہیں نبی مانتا رہا۔اس مفروضے کی تائید میں عبدالقادر کی کتاب ''حیاتِ طیبہ'' جو مرزا صاحب کی سوانح حیات ہے، سے حوالے دیے جا سکتے ہیں۔صرف دو اقتباسات کافی ہوں گے۔

صفحہ 299 پر بیان کیا گیا ہے کہ 1904ء میں مولوی کرم الدین کے مقدمہ میں محمد علی استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوا اور حلفاً بیان دیا کہ

''مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔''

صفحہ 300 پر مولوی محمد علی کی تحریر، جو اس کے اخبار ''پیغام صلح'' مورخہ 16 اکتوبر 1913ء میں شائع ہوئی تھی، میں سے مندرجہ ذیل اقتباس نقل کیا گیا ہے:

''ہم حضرت مسیح موعود اور مہدی موعود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔''

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ مولوی محمد علی اور اس کے ساتھی مرزا صاحب کو ان کی زندگی اور ان کے گدھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشین حکیم نورالدین کے زمانہ تک نبی مانتے رہے۔ یہ بعد کی بات ہے کہ جب مولوی محمد علی احمدیوں کی عام جماعت سے علیحدہ ہوا تو اس نے یہ مختلف موقف اختیار کر لیا کہ

''امت کے اندر رہ کر بھی نبوت کا دعویٰ کرنا کذاب کا کام ہے۔'' (النبوۃ فی الاسلام' صفحہ 115)

اور یہ کہ

''میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخ کنی سمجھتا ہوں۔''

(پیغام صلح' جلد 2' صفحہ 119' مورخہ 16 اپریل 1915ء)

جب مرزا صاحب نے صرف مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو انہیں کفر کے فتوے کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی فتویٰ ان کے پیروؤں پر بھی منطبق ہوتا تھا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی' جنہوں نے براہین احمدیہ کے کچھ اجزاء کی تحریر کرنے پر مرزا صاحب کی تعریف کی تھی' ان دعووں کی بنا پر حقیقت حال سے آگاہ ہو گئے' اور ان کے سخت مخالف بن گئے۔ انہوں نے نہ صرف خود ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا بلکہ اس پر تمام ہندوستان کے علماء کی ایک بہت بڑی تعداد کے دستخط حاصل کیے۔

(حیاتِ طیبہ از عبدالقادر' صفحہ 132)

تاہم ان فتووں سے متاثر ہوئے بغیر اس نکتے کا معروضی مطالعہ ہونا چاہیے۔ مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی تحریروں کے اقتباسات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب نے نبی ہونے کا غیر مبہم دعویٰ کیا تھا اور ان تمام لوگوں کو' جنہوں نے ان کا دعویٰ قبول نہیں کیا تھا' کافر قرار دیا تھا۔

اب اسلام کا ان لوگوں کے بارے میں کیا موقف ہے' جو ایک کافر کے واضح کفر کو نظر انداز کریں یا اس سے آنکھیں بند کر لیں اور اسے مامور من اللہ' مجدد' مسیح موعود اور مہدی مانیں' حالانکہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیا کفر کی تائید کفر نہیں ہے۔

اسلام کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ جو شخص کفر کو نیکی سمجھے یا اس پر راضی ہو جائے یا اس پر خوش ہو جائے' وہ مسلمان نہیں ہے۔

(اکفار الملحدین از مولانا انور شاہ کشمیری' صفحہ 59)

البحر الرائق' جلد 5' صفحہ 24 پر لکھا ہے کہ جو یہودی احبار کے خطبوں کو مستحسن خیال کرے اور ان کی تاویل کو پسند کرے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے اس اصول کو کچھ زیادہ صاف گوئی میں پیش کرتے ہوئے لکھ دیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے'' (حقیقۃ الوحی' صفحہ 164 روحانی خزائن ج 22 ص 168)

قرآن کریم کی آیت نمبر 2:256 اس نکتے پر موزوں ہے اور وہ یہ ہے:

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا و اللہ سمیع علیم.

(البقرہ' آیت 256)

دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہدایت گمراہی سے بالکل الگ ہو چکی ہے۔ تو جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط رسی پکڑ لی جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مواقع پر لفظ ''طاغوت'' اللہ کے مقابل کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے مذکورہ بالا آیت' نیز آیت نمبر 16:36 (اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو) اور آیت نمبر 4:76 (جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جنہوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں)۔

طاغوت شیطان' ساحر' کاہن اور ضلالت کے لیڈر کے معانی کو متضمن ہوتا ہے۔ جوہری کہتا ہے:

''**الطاغوت الکاھن و الشیطان و کل راس فی الضلال.**'' (قرطبی)

(طاغوت' کاہن' شیطان اور گمراہی کا ہر لیڈر ہوتا ہے)

کل راس فی الضلال (ضلالت کا ہر لیڈر) میں کسی ایسے مذہب یا نظریے کا بانی جو لوگوں کو گمراہ کرے یا جو صراط مستقیم کے مخالف ہو' شامل ہے۔

(ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ' جواب سپریم کورٹ کے شریعت بنچ کے جج ہیں' جلد اول' صفحات 179' 180)

اسی بناء پر اس آیت نمبر 2:256 میں مستعمل لفظ ''طاغوت'' کا ترجمہ مختلف مترجمین نے مختلف کیا ہے۔ پکھتل نے اس کا ترجمہ ''جھوٹا خدا'' جبکہ آربری نے ''بت'' کیا ہے۔ مولانا محمود حسن نے اس کا ترجمہ ''گمراہ کرنے والا'' کیا ہے۔ یہ بہت ہی مناسب ترجمہ ہے اور سب کو شامل کرتا ہے۔ یہ ایسے شخص کو شامل ہے' جو الحاد کے کسی مذہب کی بنیاد رکھتا ہے۔

ایک مومن یا مسلمان کا وصف یہ ہے کہ اللہ پر ایمان رکھے اور طاغوت جس میں جھوٹا نبی شامل ہے' کا کفر یا انکار کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص ایک جھوٹے نبی' ضلالت کے لیڈر یا کسی ایسے مذہب کے بانی جو اسلام سے انحراف ہو' کا انکار نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا' وہ مسلمان نہیں ہوسکتا خواہ وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔ ایسے شخص کا معاملہ جو طاغوت اور اللہ تعالیٰ دونوں پر ایمان رکھے اس سے بھی بدتر ہوگا۔ اسے کسی بھی تصور یا تاویل سے مسلمانوں کے مساوی درجہ پر نہیں رکھا جا سکتا۔ ''سد ذرائع'' کے اصول کی رو سے بھی امت کو انتشار سے بچانے کی خاطر ایسے گمراہ شخص کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا چاہیے تا کہ طاغوت پر اعتقاد کے شر سے امت مسلمہ محفوظ رہے۔

مرزا صاحب نے رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں پہلی دفعہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی تحریر سے چند روز پہلے ایک ''مخالف'' نے مرزا صاحب کے ایک پیروکار پر یہ اعتراض کیا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ پیروکار نے اس الزام کا انکار کر دیا۔ مرزا صاحب نے لکھا کہ یہ انکار درست نہ تھا۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے' اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں' نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں ...... اور براہین احمدیہ میں' جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے' یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں' چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں' ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

(دیکھو صفحہ 498' براہین احمدیہ)

اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلول میں (دیکھیں براہین احمدیہ' صفحہ حاشیہ 504) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:

''محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم''

قرآن کریم کی آیت نمبر 29:48' ترجمہ یوں ہے: (محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں' کافروں پر سخت اور آپس میں نرم ہیں)

''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی ...... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص 2-3 روحانی خزائن ج 18 ص 206' 207)

پھر مرزا صاحب نے اس اعتراض پر بحث کی ہے کہ چونکہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں' ان کے بعد کوئی نبی نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ سکتا۔انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ آمد بحیثیت نبی کے مسلمانوں کے عقیدے کی تردید کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے کی آیت کا معنی یہ ہے کہ

''آنحضرت ﷺ کے بعد پیش گوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔''

مرزا صاحب مزید کہتے ہیں:

''پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لیے بلکہ اسی کے جلال کے لیے۔اس لیے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے۔اس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی' گو بروزی طور پر۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص 3'4 روحانی خزائن ج 18 ص 207'208)

نیز صفحہ 5 روحانی خزائن ج 18 ص 209 پر انہوں نے لکھا:

''پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا' کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔''

انہوں نے مزید لکھا:

''نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔'' (روحانی خزائن ج 18 ص 211)

قرآن کریم کی آیت نمبر 3:62

واخرين منهم لما يلحقوا بهم

(اور انہی میں سے ان دوسروں میں بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے)

کو بھی مرزا صاحب نے اسی طرح توڑ مروڑ کر اور غلط معنی پہناتے ہوئے اپنے نظریے پر چسپاں کرنے اور اپنے سمیت مستقبل کے نبیوں پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے اور لکھا ہے:

میں...... بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

(صفحہ 8 روحانی خزائن ج 18 ص 212)

قرآن کریم کی آیت نمبر 3:62 کو اس سے قبل کی آیت 2:62 سے ملا کر پڑھنا چاہیے۔ان کا تعلق آنحضرت ﷺ کی بعثت کے مقاصد سے ہے کہ

''اسی نے بھیجا ہے امیوں میں ایک رسول انہی میں سے جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک یہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔اور انہی میں سے ان دوسروں میں بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔''

(خط کشیدہ اس حصے کا ترجمہ ہے جس سے مرزا صاحب نے غلط مفہوم نکالا ہے)

یہ دونوں آیات (2:62 اور 3:62) صرف ایک ہی نبی یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرتی ہیں۔ان کا واضح مفہوم یہ ہے کہ ان کا پیغام جو وحی الٰہی یعنی آیات کریمہ اور حکمت پر مشتمل ہے، کی تعلیم ان کی وفات کے بعد آئندہ نسلوں میں جاری رہے گی۔ان آیات میں آئندہ ہونے والے نبیوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیونکہ نبوت پر مُہر لگ چکی ہے۔

انہوں نے پھر اپنی بروزی نبوت کا دعویٰ دُہرایا اور لکھا:

''اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔'' (صفحہ 12 روحانی خزائن ج 18 ص 216)

یہ واضح ہے کہ مرزا صاحب کے اس ادعا کہ وہ خود محمدؐ اور احمدؐ (رسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی) ہیں، کے نتائج سخت اضطراب کا باعث بنے۔مرزا صاحب کے ساتھی رسول کریم کے صحابہ بن گئے۔مسلمانوں کے کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** میں محمد سے مراد مرزا صاحب ہو گئے۔جہاں بھی لفظ محمد پڑھا یا لکھا جائے اس سے مراد مرزا صاحب ہو گئے۔

اب خود اسی تصور کا تجزیہ کرنا چاہیے۔ڈاکٹر عبدالقادر محمود کی کتاب ''الفلسفۃ الصوفیۃ فی الاسلام'' کے صفحات 5 تا 11 میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ ظلی اور بروزی کے معانی ہندوؤں کے ہاں حلول اور تناسخ کے تصورات سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ بروز کا معنی اوتار ہے۔ اپنے لیکچر سیالکوٹ مورخہ 2 نومبر 1904ء (صفحہ 33' 34 روحانی خزائن ج 20 ص 228' 229) میں کہتے ہیں:

- ''آخر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لیے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔''
- ''اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے' ایسا ہی میں ہندوؤں کے لیے بطور اوتار کے ہوں۔۔۔۔ اب یہ واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے' درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا۔۔۔۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔۔۔۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔''

ضمیمہ رسالہ جہاد (مطبوعہ 1900ء) میں انہوں نے لکھا:

- ''سو اس وقت خدا نے مجھے۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا ایسا ہی اس نے۔۔۔۔ میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لیے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد ﷺ کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں میں عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمدؐ مہدی بھی۔۔۔۔ اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد (ضمیمہ رسالہ جہاد) ص 5' 6 روحانی خزائن ج 17 ص 27' 28)

اسلام کی صاف و شفاف شریعت میں حلول یا تناسخ کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ ان اصطلاحات کا رواج ایسے لوگوں مثلاً مزدک اور لیمان کی جانب سے ہوا جو تناسخ کے قائل تھے۔ اسی طرح اسلام میں ظلیت کا بھی کوئی تصور تک موجود نہیں۔

(خاتم النبیین' مولانا انور شاہ کشمیری' صفحہ 210)

مولانا محمد یوسف بنوری ''موقف ملۃ الاسلامیہ'' میں لکھتے ہیں کہ مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ظلیت اور بروز کا سارا نظریہ ہندو تصور ہے اور اسلام میں ایسا کوئی تصور موجود نہیں۔ نیز عبدالقادر بغدادی (م 429ھ) نے بھی کہا ہے کہ حلول کی دلیل جھوٹی اور بے کار ہے۔

(اصول الدین' صفحہ 72)

مجدد الف ثانی' جن کی تحریروں پر مرزا صاحب اعتماد کرتے ہیں' بھی نبوت میں ظل کے تصور کی تردید کرتے ہوئے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوب نمبر 301 میں کہتے ہیں کہ نبوت قربِ الٰہی سے عبارت ہے۔ اس میں ظلیت کا کوئی اشارہ یا اشتباہ تک موجود نہیں ہوتا۔

درخواست دہندگان کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ قادیانی' امت مسلمہ کا حصہ ہیں اور محض عقیدے کے اختلافات کی بناء پر امت کے ایک رکن کو اس سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی تعریف کی رو سے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا عقیدہ رکھے' وہ مسلمان اور امت مسلمہ کا رکن ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی آیت نمبر 49:4 کا حوالہ دیا کہ "جو شخص مسلمان ایسا سلام (السلام علیکم یعنی تم پر سلامتی ہو) کہے' اسے غیر مسلم نہیں کہنا چاہیے۔" نیز فقہاء کی ان آراء کا حوالہ دیا کہ جو لا الہ الا اللہ پڑھے' اسے (جہاد میں) قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ چند احادیث پیش کیں جن پر ان آراء کی بنیاد ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ امت یا امت مسلمہ کیا چیز ہے؟

لفظ امت (جمع امم) مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً لوگ یا افراد (آیت نمبر 211:43) طریقہ یا اصول (آیت 23:43)' مدت (آیت نمبر 7:11)' راہنما یا قائد (آیت 12:16)' قوم (آیت 36:16) ایک ہی نبی یا ایک ہی دین کے پیروکار (آیات 213:2 اور 92:21) (دیکھئے غریب القرآن فی لغتہ القرآن از علامہ شیرازی' صفحہ 18' 19' نیز عمدۃ القاری' جلد 5' صفحہ 198)

امام راغب کہتے ہیں کہ امت ہر ایسی جماعت ہے جو کسی امر میں مشترک ہو۔ (جو نظریے' عقیدے اور سماجی' ثقافتی' معاشی' سیاسی اور دینی خواہشات کے اشتراک کو شامل ہے)۔

(المفردات فی غریب القرآن' صفحہ 23)

اس کی واضح مثال قرآن کریم کی درج ذیل آیت ہے:

o وما من دابة فی الارض ولا طئر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شئی ثم الی ربهم یحشرون۔ (الانعام' آیت 38)

اور کوئی جانور نہیں جو زمین پر چلتا ہو اور کوئی پرندہ نہیں جو دونوں بازوؤں سے اڑتا ہو مگر یہ سب تمہاری ہی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی' پھر یہ سب اپنے پروردگار کے حضور اکٹھے کیے جائیں گے۔

اس آیت میں جانوروں کی ہر اس نوع کو شامل کیا گیا ہے جو ایک ہی طرز پر زندگی بسر کرتے ہیں مثلاً مکڑی اپنا جالا بنتی ہے اور سفید مور اپنا گھونسلا تنکوں سے بناتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی رو سے سب انسان ایک ہی امت تھے۔(آیت 213:2) پھر بعد میں دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور امت کے تعین کے لیے جماعتی رشتہ' گروہی رشتہ یا دینی رشتہ ہی فیصلہ کن عنصر قرار پائے۔

آیت نمبر 48:5 میں ارشاد ہوتا ہے:

o ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة.

(اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی جماعت بنا دیتا)

جماعت کی وحدت سے مراد ایمان میں متحد ہونا ہے۔(ایضاً' صفحہ 23)

بعض اوقات لفظ امت سے مراد ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی جانب کسی پیغمبر کی بعثت ہوتی ہے۔(دیکھئے آیات 47:10' 44:23' 24:35 اور 5:40) اور کبھی اس کا اطلاق ایسے لوگوں پر ہوتا ہے جو کسی ایک نبی پر ایمان رکھتے ہیں۔(آیات 48:5' 93:16' 67:22 اور 2:42)۔اول الذکر کو امۃ الدعوۃ اور دوسری کو امۃ الاجابہ کہا جاتا ہے۔

(دیکھئے کشاف اصطلاحات الفنون تھانوی' حصہ اول' صفحہ 91)

قرآن کریم میں حضرت محمد ﷺ کی امت کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے۔آیت 110:3 میں ارشاد ہوتا ہے:

o كنتم خير امة اخرجت للناس.

(تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے کھڑا کیا گیا ہے)

اور پھر اسی امت کی صفات کا بیان ہوا ہے:

o تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر و تومنون بالله.

(تم بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو)

اور پھر یہی آیت بہترین امت اور اہل کتاب کے مابین فرق کو واضح کرتی ہے:

o ولو امن اهل الكتاب لكان خيرا لهم منهم المومنون واكثر هم الفاسقون.

(سورۂ آل عمران آیت 110)

(اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو ان کے لیے یہ بہتر ہوگا۔ان میں سے کچھ تو مومن ہیں اور اکثر نافرمان ہیں)

آنحضرت ﷺ نے فنی طور پر امت کے لفظ کو دونوں معنی یعنی آپؐ پر ایمان رکھنے والوں اور دیگر مذاہب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروکاروں کی جماعت اور صرف آپؐ پر ایمان رکھنے والوں کی جماعت کے لیے استعمال فرمایا ہے۔ آپؐ نے یہ لفظ ان دونوں معانی کے لیے ''میثاق مدینہ'' میں استعمال فرمایا ہے۔ میثاق کا دیباچہ یوں ہے:

هذا كتاب من محمد النبي بين المومنين و المسلمين من قريش يثرب و من تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم فانهم امة من دون الناس .

یہ نوشتہ ہے محمد نبی کی طرف سے قریش یثرب کے مومنوں اور مسلمانوں کے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو ان کے تابع ہوں اور ان میں شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جہاد میں شامل ہوں۔ پس وہ دوسرے لوگوں کے مقابل میں ایک امت ہیں۔

اسی میثاق کی دفعہ 26 میں یہ الفاظ ہیں:

ان يهود بني عوف امة مع المسلمين.

بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک امت ہیں۔

(سیرت ابن ہشام' جلد اول' صفحہ 554' اردو ترجمہ)

جو لوگ معاہدے میں فریق ہیں وہ گروہ ہیں یعنی ان میں سے ہر ایک' ایک امت ہیں۔

اور وہ یہودی جو بعد میں اس میثاق کے فریق بن گئے' انہیں مسلمانوں کے ساتھ شامل کر کے ایک ہی امت قرار دیا گیا کیونکہ میثاق میں مذکورہ مقاصد اور خواہشات' تمام معاہدین کے لیے یکساں ہیں اور ایک ہی دین کی اتباع کی بنا پر مسلمان ایک ہی امت ہیں۔ یوں یہ میثاق' سیاسی معنوں میں' ایک ایسی قوم کی بنیاد رکھتا ہے جو مسلم اکثریت اور غیر مسلم اقلیتوں پر مشتمل ہے۔ بایں ہمہ یہ مسلمانوں کے الگ امت ہونے کی منفرد خصوصیت پر بھی اصرار کرتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے مکہ میں کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے دعا کی تھی:

o ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك.

(سورۃ البقرہ آیت 128)

''اے ہمارے رب ہم دونوں کو تو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری ذریت سے بھی تو اپنی ایک فرمانبردار امت بنا۔''

اسلام کا ایک معنی فرمانبرداری اور اطاعت ہے۔ ''مسلم'' کا معنی ''فرمانبردار'' ہے۔ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جو لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانبرداری کرتے ہیں' وہ ایک امت شمار ہوتے ہیں یا مسلمان اپنے اسلام (فرمانبرداری) کی بدولت ایک ہی قوم ہوں گے۔ یوں اسلام کا مشترک رشتہ انہیں ایک امت میں پرو دے گا کیونکہ اصول یہ ہے کہ مشترکہ خواہشات اور نظریات کے حامل اشخاص ایک قوم ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت آیات نمبر 104:3 اور 181:7 سے' جو درج ذیل ہیں' واضح ہوتی ہے:

o ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون o (سورۃ آل عمران' آیت 104)

اور چاہیے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو نیکی کی دعوت دے اور معروف کا حکم کرے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

وممن خلقنا امة یھدون بالحق و به یعدلون o (سورۃ الاعراف' آیت 181)

اور جن کو ہم نے پیدا کیا ہے' ان میں ایک گروہ ایسے لوگوں کا بھی رہا ہے جو حق کے مطابق رہنمائی کرتے اور اسی کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔

اسلام (فرمانبرداری) صرف آنحضرت ﷺ کی امت کا دین یا نظام حیات نہیں ہے۔ تمام انبیاء اسلام کی تبلیغ کرتے رہے کیونکہ ان پر بھی یہی وحی اور نبوت نازل ہوتی تھی۔ (آیت نمبر 163:4) ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ وہ مسلم تھے۔ (آیت 66:3) وہ اسلام جو آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا وہ وہی دین قیم ہے جو ابراہیمؑ کا دین ہے۔ (آیت 162:6) تمام انبیاءؑ نے لوگوں کو یہی دعوت دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اللہ کے احکام کی اطاعت کریں۔ (آیات 65:7' 73:7 اور 85:7)۔ آیات 42:21 اور 52:23 میں انبیاءؑ سابقین کا تذکرہ کرنے کے بعد خصوصیت سے ارشاد ہوا:

ان ھذہ امتکم امة واحدة یہ ہے تم سب کا دین' ایک ہی دین۔ واضح رہے کہ قرطبی نے کہا ہے الامة ھنا الدین (یہاں لفظ امت سے مراد دین ہے) تاہم اس کا معنی جماعت بھی ہو سکتا ہے۔

اسلام میں ایمان بنیادی شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ مومن لازماً اللہ تعالیٰ پر اور حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاءؑ پر ایمان رکھے اور آپ ﷺ کو آخری نبی اور رسول تسلیم کرے اور یہ کہ ان کے بعد روز قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا' اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ تمام کتابوں' فرشتوں اور آخرت پر ایمان رکھے۔

اگلی شرط اقامت صلوٰۃ ہے' پھر روزے رکھنا' حج کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ ایمان کے اجزاء ہر دین میں یکساں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں لیکن نماز اور روزے کا طریقہ، زکوۃ کی جزئیات اور حج کے احکام مسلمانوں کو دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ اسی طرح عبادت گاہ (مسجد) اور مومنین کو نمازوں کے لیے بلانے کا طریقہ بھی دوسرے ادیان سے الگ ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی بہترین جماعت کہا گیا ہے جسے انسانیت کی خاطر کھڑا کیا گیا ہے۔ (آیت 110:3)۔ وہ معروف کا حکم کرتے اور منکر سے روکتے ہیں۔

o "تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر." (آیات 3:104 اور 110:3)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پوری امت پر فرض ہے کہ وہ دین کے مقاصد کو آگے بڑھائیں۔ (آیت 144:3) اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ ثابت قدم رہیں اور متحد رہیں کیونکہ استقلال اور ثابت قدمی میں انہیں دوسروں پر بازی لے جانا ہے۔ (آیت نمبر 200:3) اور یہ مسلمانوں کا طریقہ یا شیوہ نہیں کہ وہ ہدایت الٰہی واضح ہو چکنے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کریں (آیت 155:4)۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ انہیں لازماً آنحضرت ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ آیت نمبر 59:4 میں امت مسلمہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ برسر اقتدار اشخاص (جن سے مراد مرکزی ہیئت حاکمہ اور اس کے ماتحت عمال ہیں) کی اطاعت کریں۔ ان فرامین سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ یہ امت مسلمہ کا فریضہ ہے کہ وہ اسلام کا پرچم بلند رکھیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے بالکل متحد رہیں۔

نسل، رنگ اور وطن سے قطع نظر تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ انما المومنون اخوۃ (آیت 10:49)۔ ایک کا قتل سب کا قتل ہے اور ایک کا موت سے بچانا سب کا بچانا ہے۔ امت مسلمہ کو حق و عدل پر قائم رہنے اور اس پر جمے رہنے اور اسے دنیا میں قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے (آیت 135:4)۔ انسانیت کی فلاح اور بہتری کی خاطر انہیں معتدل اور امت وسط بنایا گیا ہے (آیت 143:3)۔

اس طرح پوری امت مسلمہ خدائے واحد کی پرستش کرتی ہے، اور یہ ایک ہی آخری نبی اور رسول کی امت ہے، اور دنیا کے ہر ہر گوشے سے ایک ہی مشترکہ مرکز "کعبہ" کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتی ہے۔ مسلمان امت کے تمام افراد کو ایک دوسرے کا بھائی گردانتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں پر کسی مصیبت یا پریشانی کے آنے سے دکھ محسوس کرتے ہیں۔ ان کا نظریہ اور خواہشات یکساں ہیں۔ یہ ہے ایک امت کا حقیقی معیار۔

مسلمان دیگر تمام مذاہب کے لیے بہت زیادہ روادار ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے ایمان پر کسی حملے اور امت کی بیخ کنی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہی کو ہرگز برداشت نہیں کرتے۔ انہیں یہ دونوں نہایت عزیز ہیں۔

مسٹر ریاض الحسن گیلانی نے اجتماعی سالمیت اور یکجہتی کی اساس' عوامل اور ساخت پر بحث کی ہے اور کہا ہے کہ یکجہتی نامیاتی اور میکانی ہوتی ہے۔ نامیاتی یکجہتی سے مراد ایسی سالمیت ہو گی جس کے نتیجے میں عمل کی تقسیم ہوتی ہے جبکہ میکانی یکجہتی سوسائٹی یا جماعت کی ایسی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے جس میں تمام افراد میں بنیادی خواص مشترک ہوتے ہیں اور اسی اشتراک کے نتیجے میں وہ ایک دوسرے سے ہمدردی اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔

انہوں نے استدلال کیا کہ امت مسلمہ کے لیے میکانی یکجہتی کا وصف موزوں ہے اور O.G.Burn اور Nimkoof کی سوشیالوجی کی ایک درسی کتاب سے یہ اقتباس پیش کیا:

"میکانی سالمیت سے عوامی معاشرے کی بنیادی خصوصیات کا اظہار ہوتا ہے۔ تنہائی' ثقافتی یگانگت' باہم مربوط مفاہمتوں کے ایک ہی جال کا روایتی نظام اور سب سے غالب سماجی تعلقات میں ذاتی انسانی کردار اور دوسرے درجے پر موروثی اداروں کی اہمیت اور لادینی طبقات کے بالمقابل مقدس امور کی اضافی اہمیت (ٹیوسک) نامیاتی تنظیم یا تشکیل سے مخالف خصوصیات کے اظہار کا میلان ہوتا ہے۔ (مرڈا)"

یہ اقتباس سماجی ڈھانچے اور اس کی تہذیبی طرز تشکیل پر روشنی ڈالتا ہے۔

ابن خلدون نے بڑی تفصیل کے ساتھ ایک ہی نسل کے قبائل اور خونی رشتوں میں مربوط حلیفوں اور اتحادیوں میں گروہی عصبیت پر بحث کی ہے۔ یہ شدید عصبیت اس بدوی زندگی کا نتیجہ ہے جو انتہائی جرات' دلیری اور شجاعت کو جنم دیتی ہے۔ (مقدمہ انگریزی ترجمہ' جلد اول' صفحہ 264) اس نے اسی عصبیت کے بل بوتے پر ملکی اقتدار کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ اس بارے میں دینی وحدت و یگانگت اہم ترین نقطہ اور موثر عنصر شمار ہوتی ہے۔ اس نے لکھا ہے:

"اس کا راز یہ ہے کہ عرب چونکہ وحشی الخلق ہیں اور درشتی و خودداری' بلند ہمتی اور حکمرانی کا چسکا بڑے پیمانہ پر اپنے اندر رکھتے ہیں' اس لیے یہ ایک دوسرے کا محکوم بننا بڑی مشکل سے گوارا کرتے ہیں۔ یہ اپنی خواہشات میں کسی خاص نقطہ پر بڑی مشکل سے جمع ہوتے ہیں۔ اب جب نبوت یا ولایت کی دعوت ان میں پھیلتی ہے تو داعی چونکہ انہیں میں سے ہوتا ہے تو ان کی نخوت اور اکڑ کافور ہو جاتی ہے اور یہ بہت آسانی سے رام ہو کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ دین خود ان کی مزاجی درشتی اور اکڑ' حسد و خود پسندی کے مادہ کی بیخ کنی کرتا ہے۔ ان میں نبی یا ولی ان کو احکام خداوندی پر قائم رکھنے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناپسندیدہ صفات و خصائل ان کی جگہ پیدا کرنے کی انتھک کوشش کرتے ہیں اور اظہارِ حق کے لیے ان سب کو ایک جی اور ایک دل کر دیتے ہیں۔ جب یہ اتحاد و اتفاق کی ایک لڑی میں پروئے جاتے ہیں تو ملکوں پر چھا جاتے ہیں اور ملکوں کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں سنبھال لیتے ہیں۔ عرب گو درشت خو اور درشت مزاج ہوتے ہیں مگر تمام قوموں سے جلد تر حق و ہدایت قبول کر لیتے ہیں' یہ اس لیے کہ ان کی طبیعتیں کج ملکات اور مذموم عادات سے پاک ہوتی ہیں۔ وحشی الطبع ہونے کے باوجود فطرت سلیمہ پر قائم ہیں اور بھلائی کو تسلیم کر لینے کی بڑی صلاحیت رکھتے ہیں اور قبیح و نازیبا عادات اور ناشائستہ جذبات قبول کرنے سے بہت دُور اور بہت حد تک محفوظ ہوتے ہیں اور مذکورہ بالا حدیث ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے'' کا مصداق ہوتے ہیں۔''

اس امر کا انکار ناممکن ہے کہ رنگ' علاقے' نسل' زبان اور تہذیب کے امتیازات سے قطع نظر جماعت میں تعاون' رفاقت اور اخوت اور نظریاتی وحدت پیدا کرنے کا قوی تر محرک ایمان ہے۔ نظریاتی اساس سے پر جوش جذباتی وابستگی اور گہرا ارتباط ہی ان برادرانہ جذبات کی آبیاری کرتے ہیں جن کی مثالیں تاریخ اسلام سے پیش کرنا مشکل نہیں۔ سندھ کے راجہ داہر پر حملہ چند مسلمانوں کی امداد کی فریاد پر ہوا تھا۔ چند مسلمان بھائیوں کی فریاد پر لبیک کہتے ہوئے مسلم افواج نے سخت مشکلات کے باوجود اتنا طویل فاصلہ طے کر لیا۔

تاہم جدید دور کی قوم اور ایک دینی امت کے مابین بہت بڑا فرق ہے۔ قوم اشخاص کے ایک مجموعے کا نام ہے لیکن اس مجموعے کا اساسی عامل اور قوت محرکہ ذاتی مفاد ہوتا ہے۔ ایسے مجموعے کے عوامل اور اوصاف کئی ہوتے ہیں لیکن افراد اور گروہوں کا ذاتی مفاد ان میں سے ایک بلکہ بڑا معیار رہتا ہے۔ لیکن ایک دینی امت کی تشکیل میں ایسا کوئی عامل موجود نہیں ہوتا۔ امت مسلمہ کی تشکیل و تقویت میں معاون عوامل میں اسلام کی انسانیت نواز خصوصیات' وطن' رنگ' نسل' زبان یا تہذیب کے فرق سے صرف نظر کرتے ہوئے ہر امیر و غریب' آقا و غلام' مرد و عورت کی مساوات کی تاکید' اخوت اور انفرادی آزادیوں کی ضمانت شامل ہیں۔

افواج اسلام انہی اوصاف کی علمبردار تھیں اور انہوں نے بردباری' رواداری کی سپرٹ اور علم و تحقیق کی محبت کو پھیلایا' اگرچہ اپنے سیاسی ضعف کے ادوار میں وہ خود ظلم اور مذہبی تشدد کا شکار ہوئے۔

ایک امت کے افراد میں انجذاب کے دیگر عوامل میں اپنے ورثے سے محبت اور اپنی تاریخ پر افتخار بھی شامل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تمام عوامل دین کی تعلیمات اور اسلام کے قوت محرکہ ہونے کے امتیازی وصف کا نتیجہ ہیں۔لیکن سب سے بڑا عنصر مسلمانوں کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کا اکرام اور محبت ہے کیونکہ امت انہی کی بدولت ان تمام نعمتوں سے بہرہ یاب ہوئی۔اس اکرام ومحبت کی گہرائی کا اظہار اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کی حیات کی تمام تفصیلات وجزئیات محفوظ کرتے ہوئے ان کی سیرت پر ہزاروں کتابیں لکھ ڈالیں۔مسلمانوں پر قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی سنت کی اطاعت فرض ہے۔اسی لیے انہوں نے آپ کی حیاتِ مبارکہ کے تمام واقعات' خواہ وہ کتنے ہی معمولی کیوں نہ ہوں' کو محفوظ اور مدون کردیا ہے۔آپ کی اطاعت کرنا آپ سے محبت کے ہم معنی ہے۔لیکن آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے برتر ان کی ذات سے جذباتی وابستگی اور والہانہ محبت ہے۔رسول اللہ ﷺ سے گہری محبت' جیسا کہ علامہ اقبال نے واضح کردیا ہے' کی بدولت ختم نبوت کا عقیدہ ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے اور ختم نبوت کا یہی عقیدہ امت کی سالمیت کا اہم ترین عنصر ہے۔

امت میں اخوت اور سالمیت کے شعور سے ہی اس کے استحکام کو فروغ ملتا ہے اور یہ استحکام جذباتی جوش وولولے کے ساتھ شامل ہوکر' انتشار کے تمام محرکات کے خلاف مزاحمت منظم کرتا ہے۔اسی لیے امت نے نبوت کے تمام دعووں کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی ہے تاکہ چشمۂ ایمان صافی رہے اور اسی طرح اسلام اور ختم نبوت کے باہمی تعلق میں کسی بھی مداخلت کو ناگوار قرار دیا ہے۔

قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔اس بات کو خود ان کا اپنا طرزِ عمل خوب واضح کرتا ہے۔ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔وہ ایک الگ امت ہیں۔یہ متناقض ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔مسلمان انہیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں۔ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بناء پر حل نہ ہوسکا۔لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔مقننہ اور وفاقی شرعی عدالت اسے طے کرنے کے لیے بااختیار ہیں۔

قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین یہ کشمکش اور قطعی علیحدگی خود مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی تحریروں کا نتیجہ ہے۔مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب انوارِ خلافت میں اس نکتے پر مفصل گفتگو کی ہے اور استدلال کو واضح کیا ہے کہ کیوں قادیانی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے اور غیر احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھ سکتے اور اپنی لڑکیوں کا نکاح غیر احمدیوں سے نہیں کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے۔بنیادی درجہ یہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں۔مرزا بشیر الدین محمود نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ''لکھنؤ میں ہم ایک آدمی سے ملے' جو بڑا عالم ہے۔اس نے شیخ یعقوب علی' جو ہمارے ہمراہ تھے سے کہا کہ آپ کے دشمن یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ غیر احمدی لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں۔میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسا وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہیں۔میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعی ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔یہ سن کر وہ حیران سا رہ گیا۔''

- پھر اس نے دین اور دنیا کا فرق کرتے ہوئے قادیانیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ دینی امور میں الگ ہو جایا کریں۔

(انوارِ خلافت' صفحہ 90-93)

کلمۃ الفصل میں کہا گیا ہے:

- ''حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر' کر سکتے ہیں۔دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ایک دینی دوسرے دنیوی۔دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔'' (کلمۃ الفصل صفحہ 169)

آئینہ صداقت میں مرزا بشیر الدین محمود' مرزا صاحب کی ایک مزعومہ وحی کا ذکر کرتا ہے کہ ''جو شخص مسیح موعود کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا خیال کرے گا' وہ خدا کے دربار میں مردود ٹھہرے گا۔'' پھر وہ احمدیوں پر زور دیتا ہے کہ ''وہ اپنے امتیازی نشانات کو نہ چھوڑیں کہ وہ ایک سچے نبی کو مانتے ہیں اور ان کے مخالف اسے نہیں مانتے۔'' مرزا صاحب کے زمانے میں ایک تجویز پیش کی گئی کہ احمدی اور غیر احمدی دونوں مل کر (اسلام کی) تبلیغ کریں لیکن مرزا صاحب نے پوچھا: ''تم کس اسلام کی تبلیغ کرو گے؟ کیا تم خدا کی نشانیوں اور نعمتوں کو چھپاؤ گے جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں؟''

قادیانیوں کے اس طرز عمل میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ یہ عالمی مظہر ہے کہ ایک دین کے ماننے والے کسی بھی دوسرے دین کے پیروؤں کو کافر' منکر یا اپنے دین کے دائرے سے خارج قرار دیتے ہیں۔یہی بات یہودیوں' عیسائیوں' مجوسیوں' ہندوؤں اور دوسرے لوگوں کے ہاں بھی ہے۔یہ امر نہ صرف مذہبی گروہوں کے ہاں درست ہے بلکہ لادینی نظریاتی گروہوں مثلاً کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کے ہاں بھی موجود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف انبیاءؑ کی امم (امت کی جمع) کے افراد میں عموماً مسلمہ اصول یہ ہے کہ جو شخص بھی ایک امت کے نبی کو نہیں مانتا۔ وہ اس امت سے خارج یا اس جماعت سے باہر ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی بناء پر جو ان پر ایمان نہیں لاتا یا انہیں جھوٹا نبی یا کذاب سمجھتا ہے' وہ مرزا صاحب کی امت یا جماعت جو احمدیوں کے نام سے معروف ہیں' میں سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

- نمازوں اور نکاح کے بارے میں ہدایات خود مرزا صاحب کی ہیں نہ کہ کسی جانشین کی۔ انہوں نے خاص دعویٰ نبوت سے پہلے لکھا تھا "جو شخص میری پیروی نہیں کرتا اور ہماری بیعت نہیں کرتا یا ہمارا مخالف ہے' وہ خدا کا نافرمان اور جہنمی ہے۔"

(تذکرہ صفحہ 336' طبع سوم اقتباس از خط مرزا صاحب' مورخہ 16 جون 1899ء بنام بابو الٰہی بخش)

اس حقیقت کے باوجود کہ مرزا صاحب اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود پر اعتقاد کرنا ایمان کا جزو نہیں' پھر بھی یہ کہہ رہے ہیں' حقیقۃ الوحی' صفحہ 179 اور 180 روحانی خزائن ج 22 ص 185' 186 پر وہ کفر کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

- "(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے' کافر ہے۔ (مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہے) اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا' وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔"

ایک سوال کے جواب میں مرزا صاحب نے (حقیقۃ الوحی' ص 163 روحانی خزائن ج 22 ص 167' 168 پر) کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❑ ”جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا‘ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر (یعنی مرزا صاحب کو جھٹلانے والے پر) ہوگا۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔“

مسٹر مجیب الرحمٰن نے مسٹر ریاض الحسن گیلانی کے ان دلائل پر یہ اعتراض کیا اور کہا کہ غیر احمدیوں کے کفر کا مذکورہ بالا نظریہ صرف 1923ء تک رہا تھا اور اس بارے کے تمام حوالوں کا تعلق اسی مدت سے ہے۔ انہوں نے گزارش کی کہ مرزا بشیر احمد نہ احمدیوں کا امام تھا اور نہ خلیفہ صرف ان کا ترجمان تھا۔ لیکن مرزا بشیر الدین محمود نے منیر انکوائری رپورٹ کے سامنے واضح کیا تھا کہ اس نے غیر احمدیوں کو ان معنوں میں کافر قرار نہیں دیا تھا کہ وہ امت مسلمہ سے خارج ہیں‘ مفہوم یہ تھا کہ ان کا کفر کفر کبیر نہ تھا۔ سخت خطرے کے ایسے اوقات میں جبکہ پاکستان کی امت مسلمہ کا اشتعال اپنے عروج پر تھا‘ مرزا بشیر الدین محمود کی اس وضاحت کی حیثیت کچھ پیچھے ہٹنے کی اس پالیسی سے زیادہ نہ تھی جسے‘ جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا ہے‘ خود مرزا صاحب کئی بار اختیار کر چکے تھے۔ مرزا صاحب نے خود کہا کہ ایسا شخص کافر ہے کیونکہ وہ خدا اور اس کے رسول کا منکر گردانا جائے گا۔ تو ایسے شخص کے امت مسلمہ سے خارج ہونے کا اس سے بہتر ثبوت اور کیا ہوگا۔

❑ مرزا صاحب نے اپنے مسلمان مخالفین کو کفر کے قائدین قرار دیا۔

(تذکرہ صفحات 107۔363‘ طبع سوم)

❑ مرزا صاحب نے اپنے مکتوب مورخہ مارچ 1906ء بنام ڈاکٹر عبدالحکیم میں لکھا ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 607 طبع سوم)

❑ مرزا بشیر الدین محمود نے غیر احمدیوں کو عیسائیوں کے برابر قرار دیا۔ شیخ نور محمد نے مرزا صاحب سے درخواست کی کہ وہ جماعت (جماعت احمدیہ) سے اس کا استعفا قبول کر لیں‘ جس پر انہوں نے جواب دیا ”شیخ نور محمد کو بتا دو کہ وہ صرف جماعت سے علیحدہ نہیں ہوا بلکہ اسلام سے بھی نکل گیا ہے۔“ (سیرۃ المہدی‘ جلد سوم‘ صفحہ 49)

یہ امر بہت معروف ہے کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ اخبار ”زمیندار“ مورخہ 8 فروری 1950ء کے مطابق جامع مسجد ایبٹ آباد کے خطیب مولانا محمد اسحاق نے سر ظفر اللہ سے نماز جنازہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ قائداعظم کو صرف ایک سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔ان سے استفسار کیا گیا کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں؟ "حکومت کے وزیر ہوتے ہوئے بھی" سر ظفر اللہ نے جواب دیا: آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمانوں کی حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں۔

مسٹر مجیب الرحمٰن' سر ظفر اللہ کے اس موقف کی تردید نہ کر سکے۔لہٰذا یہ امر کسی قسم کے شک وشبے کے بغیر ثابت ہو جاتا ہے کہ' جیسا کہ سر ظفر اللہ نے پیش کر دیا ہے' یا تو پاکستان میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کافر ہے یا قادیانی کافر ہیں' جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ دونوں ہرگز نہیں مل سکتے' اور نہ ہی ایک امت کے افراد ہو سکتے ہیں۔دونوں میں وحدت کا کوئی نکتہ موجود نہیں' کیونکہ مسلمان ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کے برعکس قادیانی مرزا صاحب کو ایک نیا نبی مانتے ہیں۔مسلمانوں کی ایک عظیم صاحب بصیرت شخصیت نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کی سالمیت کے لیے خطرہ اور انتشار کے علمبردار قرار دیا تھا۔انہوں نے کہا تھا "اس (امت مسلمہ) کی سالمیت صرف عقیدۂ ختم نبوت کی رہین منت ہے۔" (Thoughts and Reflections of Iqbal p.249) علامہ اقبال نے مزید کہا:

> "آخر کار' اگر جماعت کی وحدت وسالمیت ہی کو خطرہ لاحق ہو' تو اس کے لیے صرف ایک چارۂ کار رہ جاتا ہے کہ وہ انتشار انگیز قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے۔
>
> اور اپنے دفاع کے کیا طریقے ہیں؟ مدلل تحریریں اور ایسے شخص کے دعووں کا ابطال جو اپنی اصل جماعت کی نگاہوں میں "مذہبی مہم جو" ہو۔تو کیا یہ معقولیت ہے کہ جس اصل جماعت کی سالمیت خطرے میں ہو' اسے برداشت کی تلقین کی جائے اور باغی ٹولی کو تحفظ کے ساتھ اپنا پراپیگنڈہ جاری رکھنے کی اجازت دی جائے' خواہ یہ پروپیگنڈہ سخت غلیظ بھی ہو۔" (ایضاً' صفحہ 253)

برطانوی سامراج اور استعمار کی حکومت سے مرزا صاحب کی محبت اور وفاداری ایک بدیہی امر ہے۔انہوں نے تقریباً اپنی ہر کتاب میں کم از کم کئی صفحات انگریزی سرکار کی تعریف وتوصیف کے لیے مخصوص کیے ہیں اور ان کے جانشینوں کا طرز عمل بھی یہی رہا ہے۔ذیل میں ایسی تحریروں کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(ا) بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے' اس سے جہاد کیسا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے' سو میرا مذہب' جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں' یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں: ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کرے' دوسری اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو' جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔"

(شہادۃ القرآن' مطبوعہ 1893ء' صفحہ 84 روحانی خزائن ج 6 ص 380)

(ب) "اور اب اہل عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری نصیحتیں سنتے ہیں کہ اس گونمنٹ کی سچی خیر خواہی اور اطاعت کرنی چاہیے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کر سکتے اور کیونکر کریں۔ یہ ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں' وفاداری سے اس کی اطاعت کریں۔ میں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیے ہیں۔ اب گورنمنٹ غور فرما سکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیر خواہ تھا اور میرا بھائی بھی اسی کے قدم پر چلا تھا اور میں بھی انیس برس سے یہی خدمت اپنے قلم کے ذریعے سے بجالاتا ہوں۔" (کشف الغطاء' مطبوعہ 1998ء صفحہ 7 روحانی خزائن ج 14 ص 186)

(ج) "اور جیسا کہ میں نے پہلے اس سے شرائط بیعت کی دفعہ چہارم میں سمجھایا ہے' سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیز گار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ دکھائیں۔"

(کتاب البریہ' مطبوعہ 1998ء' صفحہ 13 روحانی خزائن ج 13 ص 13)

(د) "ڈپٹی کمشنر نے حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں' ان سب کو نئے قانون کے تحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔ ایسا حکم صرف وہی شخص صادر کرتا ہے جس کی ہمدردیاں پوری جماعت کو شامل ہوں۔ تمہارے مالاباری بھائیوں سے اس حکومت کا یہ تازہ سلوک ہے اور جو کسی کے بھائی سے ہمدردی کرے تو وہ اس سے بھی کرتا ہے سو تمہیں اس حکومت کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ مالاباری احمدی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارا ایک مبلغ ماریشس گیا تھا۔ غیر احمدیوں نے فیصلہ کیا کہ وہ جہاں چاہے اسے تقریر نہ کرنے دی جائے۔ اس نے حکومت سے سرکاری ہال (کے استعمال) کی اجازت مانگی۔ گورنر نے اسے اس ہال میں ہفتے میں تین دن خطاب کرنے کی اجازت دے دی۔ یوں اس نے آدھا ہفتہ ہمارے مبلغ کو دے دیا اور آدھا ہفتہ اپنے لیے رکھلیا۔" (انوار خلافت از مرزا بشیر الدین محمود احمد' صفحہ 96)

www.KitaboSunnat.com

(ھ) کتاب البریہ کے صفحہ 8 اور 9 روحانی خزائن ج 13 ص 8، 9 پر ان کتابوں کے نام، تاریخ طباعت اور صفحات کے نمبر درج کیے گئے ہیں، جن میں مرزا صاحب نے برطانوی حکومت کی مدح وستائش کی۔ انہوں نے اپنی 24 کتابوں اور رسالوں کا حوالہ دیا ہے جن میں سرکار برطانیہ کی تعریف وتوصیف کے پل باندھے ہیں۔ ان کی وفات سے کم از کم گیارہ سال قبل ایسے صفحات کی تعداد کئی درجنوں تک پہنچتی ہے۔

مسٹر ریاض الحسن گیلانی نے ان چند مثالوں کی بنیاد پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی حکومت سے مرزا صاحب کی مستقل وفاداری بلاوجہ اور بے مقصد نہ تھی۔ انہوں نے اسے اپنے پیروکاروں کے ایمان کا جزو اور ان کی بیعت کے حلف کا حصہ بنا دیا تھا۔ انہوں نے جہاد کی بھی ممانعت کر دی، حالانکہ اس کے بارے میں قرآن کریم میں خاص احکام پائے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب خود شاہ سے بھی زیادہ وفادار تھے، وجہ یہ تھی کہ احمدیہ تحریک کو حکومت کی ہمدردیاں حاصل تھیں اور انہی کی ہدایات پر اور ان کے تحفظ وتائید کے سائے میں شروع ہوئی تھی۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد حکومت کا مفاد یہ تھا کہ امت مسلمہ میں انتشار وافتراق پیدا کیا جائے اور اسلام ہی سے ایک نئے مذہب کی اختراع سے یہ مقصد پورا ہوتا تھا۔

فاضل وکیل نے مرزا صاحب پر تنقید کی کہ انہوں نے قرآن کریم کی مخالفت میں جہاد کو منسوخ کیا۔ انہوں نے اپنے نکتے کے ثبوت میں مرزا صاحب کی تحریروں کا حوالہ دیا اور درج ذیل چند مثالیں پیش کیں۔

1۔ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ طبع 1902ء صفحہ 41 روحانی خزائن ج 17 ص 77 مرزا صاحب کی نظم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ "اس (کسرِ صلیب) کا یہ معنی نہیں ہو سکتا کہ لکڑی کی وہ صلیب جسے عیسائی لٹکاتے ہیں' اسے مسیح توڑ دے گا......اس سے ایک اور صداقت ظاہر ہوتی ہے' جو وہی صداقت ہے جو ہم لائے ہیں۔ہم نے صاف صاف کھول کر اعلان کر دیا ہے کہ اب جہاد منسوخ ہے۔(امن کا قیام) مسیح موعود کا فریضہ ہے کہ جہاد کا خاتمہ کر دے۔سو اس مقصد کی خاطر جہاد کی ممانعت کر دینا ہمارے لیے لازمی تھا۔سو ہم کہتے ہیں کہ یہ ممنوع ہے اور دین کے نام پر تلوار اٹھانا یا ہتھیار اٹھانا سخت گناہ ہے۔" (ملفوظات' جلد 4' طبع 1902ء' صفحہ 18)

3۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(اربعین نمبر 4' مطبوعہ 1900ء' صفحہ 14 روحانی خزائن ج 17 ص حاشیہ 443)

4۔ "میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگ جوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے' ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات' جلد 3' از 1898ء تا 1908ء' صفحہ 19)

اسی نوع کے مزید اقتباسات' جو بکثرت موجود ہیں' کا تذکرہ غیر ضروری ہے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے دلیل دی کہ انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے اوائل میں صرف مرزا صاحب ایسے واحد شخص نہ تھے جنہوں نے برطانوی گورنمنٹ سے وفاداری کا اظہار کیا تھا بلکہ ملک کے متعدد علماء اور مفکرین نے اس سامراجی طاقت کی تعریف میں کچھ نہ کچھ لکھا تھا۔

مسٹر مجیب الرحمٰن کے پیش کردہ اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان علماء نے جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے کئی عوامل کو مدنظر رکھا تھا۔بڑی وجہ یہ تھی کہ مسلمان مغلوب ہو چکے تھے لیکن انہیں مذہبی آزادی حاصل تھی اور ان پر ان کا اپنا پرسنل لاء نافذ تھا۔ایک دوسری وجہ جو کئی علماء نے ملحوظ رکھی' یہ تھی کہ جہاد اس وجہ سے جائز نہ تھا کہ قیادت کے لیے کوئی امام موجود تھا اور نہ قتال کے لیے اسلحہ۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان فتاویٰ میں سے اکثر کے پس پردہ جہاد میں کامیابی کا عدم امکان کارفرما تھا۔

مسئلہ اتنا سادہ نہیں جیسا کہ مسٹر مجیب الرحمٰن نے پیش کیا ہے۔اس نکتے کی توضیح سے قبل یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ صرف مسیح موعود کے حوالے سے یضع الحرب یعنی جنگ کا خاتمہ کرنے' کے اصول کا مطلب یہ ہے کہ قتل دجال' کسر صلیب اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خنازیر کے قتل کے نتیجے میں اسلام کو غلبہ عام نصیب ہونے کی وجہ سے دنیا میں کفار کا وجود نہیں رہے گا۔اس کا یہ مفہوم نہیں کہ کفار کی حکومت کی مزاحمت نہیں کی جائے گی۔

یضع الحرب (جنگ کا خاتمہ کرنے) کا اصول اس دور کے حالات پر جب مرزا صاحب نے قرآن کریم کے حکم جہاد کو منسوخ اور ممنوع قرار دیا تھا' قطعاً منطبق نہیں ہوتا۔

یہ بھی درست نہیں کہ انہوں نے صرف ایک مختصر مدت کے لیے جہاد کو معطل کیا تھا۔مذکورہ بالا اقتباسات اس دعوے کی تردید کرتے ہیں۔مسیح کی آمد پر (جہاد کے خاتمے کی) حدیث سے مراد جہاد کا قطعی خاتمہ ہے۔اس کی بنیاد پر جہاد کی منسوخی کسی عبوری نوعیت کے نسخ کے حکم کی نفی کر دیتی ہے۔

اس مسئلے کو صوبہ پنجاب کی سیاسی صورت حال کی روشنی میں دیکھنا چاہیے' یہ ایسا وقت تھا کہ جاگیرداروں اور زمینداروں کا سارا طبقہ حکومت وقت کا خوشامدی شمار ہوتا تھا اور وہ اس کی رضا جوئی کی خاطر سب کچھ کرنے کو تیار رہتے تھے اور کسی انگریز سے ملاقات باعث افتخار سمجھتے تھے۔

مرزا صاحب کی تحریروں سے یہ امر واضح ہے کہ ان کی ذات اور ان کے بھائی سمیت ان کے خاندان نے برطانویوں سے اپنی دائمی وفاداری جاری رکھی۔ایسی تحریریں جن میں مرزا صاحب نے برطانویوں کی مدح وستائش کی ہے' بے مقصد نہیں ہیں۔مذکورہ بالا اقتباس سے ایک مقصد واضح ہے کہ احمدی برطانوی حکومت کی پناہ میں تھے' جبکہ موریشس سے متعلق دوسرے اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حکومت وقت کے اس قدر منظور نظر تھے کہ مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود' حکومت موریشس نے قادیانی مبلغ کو احمدیت کے پرچار کے لیے ہفتے میں تین دن کے لیے گورنمنٹ ہال الاٹ کر دیا۔انگریزی سرکار کے لیے مرزا صاحب کی تعریف' چاپلوسی اور تملق کی حد سے بھی متجاوز ہے۔اس سے عوام کے ذہنوں میں ایسے شکوک کا پیدا ہونا یقینی ہے کہ یا تو وہ امت مسلمہ میں انتشار وافتراق پھیلانے اور انہیں دائمی غلامی میں جکڑنے کی غرض سے' حکومت وقت کی جانب سے سونپا ہوا کردار ادا کر رہے تھے یا وہ اس سے مفادات کے حصول کی جستجو میں تھے۔

یہ دلیل کہ دوسرے علماء نے اسی قسم کا فتویٰ دیا تھا' میل نہیں کھاتی کیونکہ یہ حکومت کی حمایت میں کوئی اکا دکا رائے یا فتویٰ نہ تھا بلکہ یہ دامن کو چھڑانے کا مسلسل عمل تھا۔

اسے محض اتفاق قرار دینا مشکل ہے کہ مرزا صاحب' جو مجدد' مسیح موعود اور مہدی اور نبی ہونے کی دعویدار تھے' نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت برطانیہ کی مدح سرائی کی جب کہ تیرہویں صدی کے اختتام کے قریب اور بعد میں ایران میں بابی مذہب کے بانی مرزا علی محمد باب اور (بہائی مذہب کے بانی) حسین علی بہاء اللہ نے روسیوں کی مدح سرائی کی۔علاوہ ازیں بہاء اللہ نے برطانوی حکومت کی بھی مدح سرائی کی تھی اور دونوں نے جہاد کو منسوخ قرار دیا تھا۔درحقیقت بہاء اللہ نے بھی مرزا صاحب کے انداز پر جہاد کی منسوخی کا حکم دیا تھا۔

اس نکتے پر بحث کے اختتام پر مناسب ہوگا کہ علامہ اقبالؒ کی آراء اور خیالات سے اقتباس پیش کیا جائے:

''کیا اسلام میں تصورِ خلافت ایک مذہبی ادارے کی تشکیل کرتا ہے؟ ہندوستانی مسلمان اور اسی طرح ترک سلطنت سے باہر کے تمام مسلمان کس طرح ترکی خلافت سے متعلق ہو سکتے ہیں؟ کیا ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام؟ اسلام کے نظریہ جہاد کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ قرآن کریم کی آیت 'اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولی الامر یعنی حاکموں کی'' میں 'اپنے میں سے'' کا کیا معنی ہے؟ اور امام مہدی کے ظہور کی پیش گوئی کرنے والی احادیث نبویہ کا کیا مفہوم ہے؟ یہ اور کچھ اور سوالات جو بعد میں اٹھے' واضح وجوہ کی بناء پر صرف ہندوستانی مسلمانوں کے لیے تھے۔تاہم یورپی سامراجی جو اس وقت عالم اسلام میں تیزی سے نفوذ کر رہا تھا' بھی ان میں گہری دلچسپی رکھتا تھا۔ان سوالات سے اٹھنے والی بحثوں نے ہندوستان میں تاریخ اسلام کا ایک دلچسپ ترین باب رقم کیا۔داستان بڑی طویل ہے اور تا حال کسی موثر قلم کی منتظر ہے۔مسلمان سیاست دان جن کی نگاہیں بڑی حد تک حالات کے حقائق پر مرکوز تھیں' علماء کے ایک طبقے کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ وہ دینی استدلال کی راہ اپنائیں' جو ان کے خیال میں موقع و محل کے لحاظ سے مناسب تھا۔لیکن یہ آسان نہ تھا کہ محض منطق کے بل بوتے پر ان اعتقادات پر قابو پا لیا جائے جو صدیوں سے ہندوستانی مسلمانوں کے شعور میں پختہ تھے۔

ایسی صورت میں منطق یا تو سیاسی مصلحت اختیار کر لیتی ہے یا رسوم و رواج کا دھارا بدل دیتی ہے۔دونوں صورت میں استدلال عوام کو متاثر کرنے میں ناکام رہ جاتا ہے۔اسلام کے راسخ مذہبی عوام کو صرف ایک چیز قطعی متاثر کر سکتی ہے اور وہ ہے وحی کی سند۔قدیم راسخ اعتقادات کے موثر استیصال کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ مندرجہ بالا سوالات میں مضمر دینی نظریات کی مناسب سیاسی تعبیر کے لیے الہامی بنیاد تلاش کی جائے۔یہ الہامی بنیاد احمدیت نے فراہم کی اور احمدی خود یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے برطانوی سامراج کی یہ بہت بڑی خدمت کی۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صفحہ 31 پر بحث سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جیسا کہ میں نے اوپر واضح کیا ہے‘ مسلمانوں کے مذہبی افکار کی تاریخ میں احمدیت کا کردار یہ ہے کہ وہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کے لیے الہامی اساس فراہم کرنا چاہتی ہے۔“

ایک درخواست دہندہ مسٹر مجیب الرحمٰن‘ جنہوں نے بحث میں حصہ لیا‘ نے اپنے دلائل کے یہ نکات پیش کیے:

(1) دفعہ 203۔ڈی کی گنجائش اور حد

(2) فہم قرآن کے اصول

(3) قرآن کریم کی روح

(4) مذہب کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی گنجائش

(5) اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا حق

(6) قیام پاکستان سے پہلے اور قیام کے وقت قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان مختلف معاہدوں کا اثر جو انہیں مذہب کی مکمل آزادی‘ جس میں اس کے پرچار کا حق شامل ہے‘ کی ضمانت دیتا ہے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے ریاست کے اقتدار اور وفاقی شرعی عدالت کو تفویض کردہ اختیارات کی حدود کے حوالے سے دفعہ 203۔ڈی کی گنجائش پر بحث کی اور دلیل دی کہ قرآن اور سنت کی رو سے ایسے حکم کی کوئی اطاعت نہیں ہوتی جس سے گناہ کا ارتکاب یا اللہ اور اس کے رسول کی معصیت لازم آتی ہو‘ اس کی اساس معروف حدیث **لا طاعة فی معصیة اللہ** (اللہ کا نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں) ہے۔ (بخاری کتاب الاحکام‘ جلد 2‘ صفحات 1057‘ 1058‘ 1078) اور اسی طرح کی دیگر احادیث۔

قرآن کریم کی آیت:

o **یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم. فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ و الیوم الاخر. ذلک خیر و احسن تاویلا** o (سورۃ النساء آیت 59)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولوالامر کی۔ پس اگر کسی امر میں تمہارا اختلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ طریقہ بہتر اور انجام کار زیادہ اچھا ہے۔

پر بنا رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ آیت حاکم اور محکوم کے مابین نزاع سے متعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ آیت میں اولوالامر سے مراد صرف اربابِ اقتدار ہیں' نہ کہ علماء یا کوئی اور دینی عالم' جیسا کہ بعض علماء سمجھتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ دفعہ 203۔ ڈی کے نفاذ سے اللہ تعالیٰ اور دوسروں جن میں ریاست بھی شامل ہے' سے وفاداریوں میں تصادم سے بچاؤ اور تصفیہ مقصود ہے۔ پہلے مفروضے کے لیے انہوں نے متعدد کتب کے حوالے دیے۔ دوسرے نکتے کے لیے انہوں نے عدالت کی توجہ خصوصاً ترجمان القرآن' جلد اول' صفحہ 98 پر پیش کردہ رائے کی طرف مبذول کروائی کہ قرآن کریم کے اس حکم میں جس اختلاف کا ذکر کیا گیا ہے اس کا تصفیہ کرنے کے لیے ایک ادارے کا وجود ہونا چاہیے۔

o فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول

(پس اگر کسی امر میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ)

انہوں نے کہا یہ عدالت ایسا ادارہ ہے۔

اولوالامر کی تشریح وتوضیح پر کسی کتاب سے حوالے دینے اور اس نکتے پر بحث کرنا اس لیے غیر ضروری ہے کہ پیش کردہ نکتہ قطعی ہے اور یہ عدالت مقدمہ نمبر ایس' پی' کے۔ 2' 1982ء میں ایسا قرار دے چکی ہے کہ اولوالامر سے ریاست میں برسر اقتدار لوگ جن میں مقننہ' انتظامیہ اور عدلیہ شامل ہیں' مراد ہیں۔

آئین کی دفعہ 203۔ ڈی میں بتایا گیا ہے کہ اس عدالت کا وظیفہ یہ ہے کہ جو قوانین عدالت کے دائرۂ اختیار میں آتے ہوں' ان میں قرآن اور سنت رسول ﷺ سے تصادم اور تناقض کو ختم کرے۔ اس لیے یہ صحیح دکھائی دیتا ہے کہ یہ عدالت اپنے آئینی دائرۂ اختیار کی حد تک ایسا ادارہ ہے جو ترجمان القرآن' جلد اول' صفحہ 98 کی تحریر کے مطابق کسی قانون کے مندرجات میں اختلاف کو قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کی رو سے حل کر سکتا ہے۔ مسٹر مجیب الرحمٰن کی اس دلیل پر شاید ہی کوئی اعتراض ہو سکتا ہو۔

یہ دلیل کہ گناہ میں کوئی اطاعت نہیں ہے' بھی قطعی ہے۔ یہ عدالت اس نکتے کا پہلے ہی تفصیل کے ساتھ جائزہ لے چکی ہے۔ نیز پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس مجریہ 1963ء (آرڈیننس 30 مجریہ 1963ء) اور پنجاب' سندھ' صوبہ سرحد اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوچستان کے سرونٹس ایکٹس' پر اپنے حالیہ فیصلوں میں ایک مسلم ریاست کی قانون سازی کی گنجائش کا بھی جائزہ لے چکی ہے۔

دوسرے نکتے پر انہوں نے دلیل دی کہ جس چیز کو قرآن اور سنت جائز قرار دیں' اسے حکام ناجائز قرار نہیں دے سکتے اور اس کے لیے نص صریح کا وجود ضروری ہے۔انہوں نے تقلید کو نظر انداز کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

یہ درحقیقت پارلیمنٹ کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے حق کو بالواسطہ چیلنج ہے۔اس نکتے کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ نکتہ جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا تھا: ایک قانونی مسئلہ ہے۔اس لیے پارلیمنٹ نے' جو قانون ساز ادارہ ہے' دفعہ 260 میں اعلان کر کے اپنے دائرۂ اختیار کے اندر کام کیا ہے۔علامہ اقبال نے کہا تھا:

''یہ سوال کہ کوئی شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہو چکی ہے' خالص قانونی مسئلہ ہے اور اسے اسلام کے تعمیری اصولوں کی روشنی میں ہی حل کرنا چاہیے۔''

مذکورہ بالا دلیل کی طرح وفاقی حکومت کے وکیل شیخ غیاث محمد نے بھی ایسی ہی دلیل پیش کی ہے۔یہ عدالت پہلے صوبائی سرونٹس ایکٹس کا جائزہ لیتے ہوئے اس نکتے اور اپنے دائرۂ کار کی گنجائش کا فیصلہ دے چکی ہے۔یہ قرار دیا گیا تھا کہ عدالت کا دائرۂ کار قرآن وسنت کی صرف صریح نصوص تک محدود نہیں ہے' عدالت کسی قانون کی پیچیدگیوں کا جائزہ لیتے وقت قرآن اور سنت کے وضع کردہ اصولوں سے استفادہ کر سکتی ہے۔عدالت نے مقدمہ محمد ریاض وغیرہ بنام وفاقی حکومت وغیرہ پی۔ایل۔ڈی۔ 1980' ایف۔ایس۔سی میں قرار دیا تھا کہ وہ پبلک لاء میں تقلید کے اصول کی پابند نہیں ہے۔مسٹر مجیب الرحمٰن کے خدشات کے ازالے کے لیے یہ کافی ہے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے پھر فہم قرآن کے اصول کا تذکرہ کیا اور کہا کہ پہلا اصول یہ ہے کہ قرآن کو خود قرآن ہی کی روشنی میں سمجھا جائے' کیونکہ وہ ایک ہی مضمون کو مختلف اسلوبوں سے پیش کرتا ہے۔تکرار سے مقصود انسانی ذہن پر مضمون کو نقش کرنا ہے' کبھی ایک مضمون کو ایک جگہ مختصر کیا گیا ہے اور اسے دوسری جگہ کھول کر تفصیل سے واضح کر دیا گیا ہے۔

انہوں نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کا حوالہ دیا ہے:

o وکذلک نصرف الایت ولیقولوا درست و لنبینه لقوم یعلمون.

اسی طرح ہم اپنی دلیلیں مختلف اسلوبوں میں بیان کرتے ہیں اور تا کہ وہ بول اٹھیں کہ تم نے پڑھا ہے اور تا کہ ہم اس کو اچھی طرح واضح کر دیں' ان لوگوں کے لیے جو جاننا چاہیں۔ (الانعام' آیت 105)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

o ولقد صرفنا فی هذا القران لیذکروا ومایزیدھم الانفوراo

اور ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر بات واضح کردی ہے تاکہ وہ یاددہانی حاصل کریں۔لیکن یہ چیز ان کی بیزاری ہی میں اضافہ کیے جارہی ہے۔(بنی اسرائیل' آیت 41)

o ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الاکفوراo

اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں طرح طرح سے ہر قسم کی حکمت کی باتیں بیان کی ہیں لیکن اکثر لوگ انکار ہی پر اڑے ہوئے ہیں۔(بنی اسرائیل' آیت 89)

o ولقد صرفنا فی ھذا القرآن للناس من کل مثل وکان الانسان اکثر شیء جدلاً o

اور ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں گوناگوں طریقوں سے بیان کردی ہیں' لیکن انسان سب سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے۔(الکہف' آیت 54)

ان اصولوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ بحث کے دوران مسٹر مجیب الرحمٰن ہماری توجہ قرآن کریم کی متعدد آیات پر مبذول کراتے رہے' جو ان کے مطابق اپنی وجہ نزول تک محدود نہیں ہیں' بلکہ انہیں اپنے مفہوم میں عام سمجھنا چاہیے۔

انہوں نے دوسرا اصول یہ پیش کیا کہ کسی آیت کو سمجھنے کے لیے اس کے سبب نزول کی دریافت ضروری ہے۔ یہ امر کسی آیت کے فہم میں معاون ہوتا ہے۔تاہم اس کا معنی سبب نزول کی حد تک محدود یا مخصوص نہ ہوگا اور اس کے انطباق کا عموم کم نہیں ہوگا۔ یہ ان رہنما اصولوں پر مشتمل ہیں' جو روزِ قیامت تک قابل نفاذ ہیں۔انہوں نے الاتقان (جلد اول' نوع 9' اسباب نزول' صفحہ 70 تا 87) کے حوالے دیے۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ اگر قرآن سے کوئی رہنمائی میسر نہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کی جانب رجوع کیا جائے۔

آخری اصول یہ ہے کہ اگر سنت سے بھی کوئی روشنی نہ پڑتی ہو تو پھر تفسیر میں رہنمائی حاصل کرنے کا دوسرا ذریعہ آثار (رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اقوال) ہیں۔انہوں نے زور دیا کہ قرآن کریم کی روح کو صحیح طور پر سمجھنے اور اسے مدنظر رکھنے کی کوشش کی جائے۔

چوتھے نکتے پر' جس میں عقیدے کی آزادی اور اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق شامل ہیں' مسٹر مجیب الرحمٰن نے کہا کہ اس بارے میں کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) کیا اسلام کسی غیر مسلم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا حق یا اجازت دیتا ہے؟

(2) کیا اسلام کسی غیر مسلم کو رسول ﷺ کو اپنے دعوے میں صادق تسلیم کرنے کا حق یا اجازت دیتا ہے؟

(3) کیا اسلام غیر مسلم کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ قرآن کریم کو ایک اچھے نظام حیات کی حامل اور قابل اطاعت کتاب تسلیم کرے؟

(4) کیا کسی غیر مسلم کو یہ اجازت ہے یا نہیں کہ وہ اگر چاہے تو قرآن کریم کے احکام پر عمل کرے؟

(5) اگر جواب نفی میں ہے تو اس نفی کی تائید میں قرآن وسنت کا حکم کہاں ہے؟

(6) ایسے شخص کے بارے میں قرآن کریم کیا لائحہ عمل تجویز یا مہیا کرتا ہے' جو قرآن کی حقانیت' محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور اللہ کی توحید کو مانتا ہو۔ لیکن اسے مسلمان نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اسے ایسا سمجھا جانے کا حق دیا جائے؟

قرآن کریم کی آیات 256:2' 29:8' 99:10' 108:10' 3:26' 10:90' 8:91' 9:91' 10:91 نیز مشہور مفسرین کی تفاسیر سے استدلال کرتے ہوئے انہوں نے یہ خلاصہ پیش کیا کہ احکام اسلام کی رُو سے:

(الف) دین قبول کرنے کے لیے کوئی جبر نہیں ہونا چاہیے۔

(ب) اسے رضا کارانہ طور پر قبول کر لینے پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

(ج) کسی کو طاقت استعمال کر کے اس کے مذہب سے نہیں نکالنا چاہیے' اور

(د) جو کوئی اپنے دین سے وابستہ رہنا نہ چاہے اسے' اسے ترک کر دینے سے روکنا نہیں چاہیے۔

انہوں نے ان آیات کا حوالہ بھی دیا:

من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدراً فعليهم غضب من الله. ولهم عذاب عظيمo

جو اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ کا کفر کرے گا' بجز اس کے جس پر جبر کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو' لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے گا تو ان پر اللہ کا غضب ہوتا ہے اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔ (النحل' آیت 106)

o يا ايها الذين امنو لا يحل لكم ان ترثو النساء كرهاً ولا تعضلو هن لتذهبوا ببعض ما اتيتمو هن الا ان ياتين بفاحشة مبينة. وعاشرو هن بالمعروف. فان كرهتمو هن فعسى ان تكرهوا شيئاً ويجعل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ فیہ خیراً کثیراًo

اے ایمان والو! تمہارے لیے یہ بات جائز نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ اور نہ یہ بات جائز ہے کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس کا کچھ حصہ واپس لینے کے لیے ان کو تنگ کرو مگر اس صورت میں کہ وہ کسی کھلی ہوئی بدکاری کی مرتکب ہوئی ہوں۔ اور ان کے ساتھ معقول طریقے پر برتاؤ کرو۔ اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو بعید نہیں کہ ایک چیز کو تم ناپسند کرو اور اللہ تمہارے لیے اس میں بہت بڑی بہتری پیدا کر دے۔ (النساء' آیت 19)

o لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا۔ واللہ سمیع علیمo

دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ ہدایت گمراہی سے بالکل الگ ہو چکی ہے تو جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (البقرۃ' آیت 256)

o ولو شاء اللہ ما اشرکوا وما جعلنک علیھم حفیظاً وما انت علیھم بوکیلo

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کر پاتے اور ہم نے تم کو ان پر نگران نہیں مقرر کیا ہے اور نہ تم ان کے ضامن ہو۔ (الانعام' آیت 107)

o ولو شاء ربک لا من من فی الارض کلھم جمیعا۔ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنینo

اور اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین پر جتنے لوگ بھی ہیں سب ایمان قبول کر لیتے' تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے کہ وہ مومن بن جائیں۔ (یونس' آیت 99)

o قل یا ایھا الناس قد جاء کم الحق من ربکم۔ فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ۔ ومن ضل فانما یضل علیھا۔ وما انا علیکم بوکیلo

کہہ دو' اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ گیا ہے تو جو ہدایت قبول کرے گا وہ اپنے ہی لیے کرے گا اور جو بھٹکے گا' تو اس کا وبال اسی پر آئے گا اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔ (یونس' آیت 108)

o لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنینo

شاید تم اپنے آپ کو اس فکر میں ہلاک کر کے رہو گے کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں بنتے!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

o ان نشاء ننزل عليهم من السماء اٰية فظلت اعناقهم لها خضعينo

اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی اتار دیں۔ پس ان کی گردنیں اس کے آگے جھکی رہ جائیں۔(الشعراء آیت 4:3)

o وھدینه النجدینo

اور اس کو ہم نے دونوں راہیں سمجھا دیں۔(البلد آیت 10)

o قد افلح من زکھاo وقد خاب من دسھاo

بے شک کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا' اور نامراد ہوا جس نے اس کو آلودہ کیا۔

(الشمس' آیات 9:10)

o وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین ناراً احاط بھم سرادقھا. وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل یشوی الوجوه. بئس الشراب. وسائت مرتفقاًo

کہہ دے یہی حق ہے تمہارے رب کی جانب سے' تو جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے۔ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو اپنے گھیرے میں لے لیں گی اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔ چہروں کو بھون ڈالے گا۔ کیا ہی برا پانی ہوگا! اور کیا ہی برا ٹھکانہ۔ (سورہ الکھف' آیت 29)

سورۃ الکافرون کی آیات 4' 5 اور 6 اس مسئلے کو قطعی طور پر طے کرتے ہوئے ہر شخص کو اپنے دین پر رہنے دیتی ہیں:

o ولا انا عابد ما عبدتم o ولا انتم عابدون ما اعبد o لکم دینکم ولی دینo

اور نہ میں پوجنے والا ہوں جن کو تم نے پوجا۔ اور نہ تم پوجنے والے ہو جسے میں پوجتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔(سورۃ الکافرون' آیات 4 تا 6)

آیت نمبر 100:10 کی تفسیر میں سید قطب لکھتے ہیں:

"اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تمام انسانیت کو ایک ہی راہ پر مجبور کرتا اور انہیں اس کے خلاف کسی قسم کا اختیار نہ دیتا۔ لیکن اس کی حکمت' جس کے کچھ مقاصد ہم سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں' کا تقاضا یہ تھا کہ انسان کی تخلیق اس طرح ہو کہ اسے نیکی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدی یا ہدایت اور گمراہی کی استعداد اور صلاحیت سے بہرہ ور کیا جائے۔ پس ایمان کی بنیاد ہر شخص کی اپنی پسند پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قلب وضمیر کے ارادوں اور جذبات میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔" ("فی ظلال القرآن" جلد 4 صفحہ 478)

اسماعیل حقی کی تفسیر "روح البیان" (جلد 4 صفحہ 84) میں بھی یہی مفہوم دیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہ منشا نہ تھا کہ انسانوں کی تخلیق ایسے نہج پر ہوتی کہ وہ سب مومن بن جائیں۔ بلکہ منشائے خداوندی یہ ہے کہ ہر انسان خود اپنی پسند کے مطابق ایمان یا کفر کو اختیار کرے۔ مزید بتایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اس کے رسول ﷺ کی خواہش یہ ہے کہ تمام لوگ دائرۂ ایمان میں داخل ہو جائیں تو اس نے یہ آیت نازل فرمائی اور آپؐ کی قوم کے ایمان کو اپنی مشیت پر معلق کر دیا اور بتایا کہ تمہارے خالق کی یہ مرضی نہیں ہے' تو پھر کیا آپ ایسے امر میں کیسے جبر کر سکتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف ہے کہ تمام لوگ مشرف بہ ایمان ہو جائیں۔

اسی تفسیر میں الکشفی کی اس رائے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ یہ آیت' آیت جہاد سے منسوخ ہے' مزید بتایا گیا ہے کہ درست بات یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے کیونکہ ایمان کے مسئلے میں جبر درست نہیں ہوتا' اور اس لیے بھی کہ اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ (نیز دیکھئے "مدارک التنزیل" جلد 2 صفحہ 38 "المنار" جلد 2 صفحہ 483۔484 "معارف القرآن" جلد 4 صفحہ 577 "تفسیر المراغی" جلد 2 صفحہ 158)

o وما جعلنک علیھم حفیظاً وما انت علیھم بو کیل o

اور ہم نے تم کو ان پر نگران مقرر نہیں کیا۔ اور نہ تم ان کے ضامن ہو۔ (الانعام' آیت 107)

کی تفسیر میں بھی اسی قسم کا بیان ہوا ہے (دیکھئے "تفسیر المراغی" جلد 7 صفحہ 211 "روح البیان" جلد 3 جز 4 صفحہ 48 "المنار" جلد 7 صفحہ 501-502 "فی ظلال القرآن" جلد 7 صفحہ 305-306 "معارف القرآن" جلد 3 صفحہ 413 "تفسیر کبیر امام رازی" جز 12 صفحہ 103)۔

المنار میں نگران یا وکیل کے فرائض بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کو دین کی دعوت اور تعلیم دیں اور انہیں اسے قبول کرنے کی صورت میں فوز وفلاح کی خوشخبری دیں' اور دین الٰہی پر ایمان نہ لانے اور اسے قائم نہ کرنے کی صورت میں انہیں برے نتائج سے آگاہ کر دیں۔ پیغمبر ﷺ کے یہی فرائض ہیں۔ تاہم وہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی جانب سے اس کی مخلوق کے نگران نہ تھے' اور نہ ہی انہیں اس امر کا اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنی قوم کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتے۔ فی ظلال القرآن (از سید قطب شہید) کے مطابق یہ آیت امت کی تشکیل سے بحث کرتی ہے۔

دین میں اکراہ یا جبر کے مسئلہ پر تمام مفسرین نے بحث کی ہے۔ دیکھئے ''المغنی'' حصہ 8' صفحہ 243 ''تفسیر بیضاوی'' جلد اول' صفحہ 362' ''مدارک التنزیل'' جلد اول' صفحہ 170 ''فی ظلال القرآن'' جلد 3' صفحہ 26-28 ''المراغی'' جلد 13' صفحہ 53 ''المنار'' جلد 9' صفحہ 665 'ترجمان القرآن'' جلد اول' صفحہ 267' ''تفہیم القرآن'' جلد اول' صفحہ 196' ''روح المعانی'' جلد 3' صفحہ 12-13۔ المغنی کے مطابق ایک رائے یہ ہے کہ محض دھمکی بھی اکراہ ہے۔ المنار' جلد 3' صفحہ 16 کے مطابق اصل دین عقیدہ ہے' جو اطمینان قلبی کی بدولت نصیب ہوتا ہے۔ اطمینان قلب کا واحد ذریعہ استدلال اور حجت ہے' نہ کہ اکراہ یا جبر۔ ایک اہم نکتہ (دیکھئے ''المنار'' جلد 9' صفحہ 665) یہ ہے کہ کسی کو اپنا عقیدہ ترک کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں۔ مجبور نہ کیے جانے کا حق ایک بنیادی حق شمار کیا گیا ہے۔ (''فی ظلال القرآن'' جلد 3' صفحات 26-28) آیت نمبر 29:18 کی تفسیر کے لیے ''المراغی'' جز 15' صفحہ 143 ''فی ظلال القرآن'' جز 15' صفحہ 95 ''تفسیر المظہری'' جلد 6' صفحہ 10)۔ ''تفہیم القرآن'' جلد 3' صفحہ 23' پر زور دیا گیا تھا۔ یہ آیت واضح طور پر ہر انسان کو کوئی عقیدہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔

ان آیاتِ کریمہ پر مبنی ان تمام دلائل کا لب لباب یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت نہیں کہ تمام لوگ مومن بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو عام کریں' یہ مقصود نہ تھا کہ وہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں۔ قرآن وسنت میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں جو اس امر پر پابندیاں عائد کرنے کی اجازت دے کہ غیر مسلم اللہ تعالیٰ کی توحید' رسول اللہ ﷺ کی رسالت وحکمت کی صداقت' قرآن کریم کے پیغام کی صداقت پر ایمان لائیں' یا قرآن کو اپنا دستور حیات بنائیں۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ کسی شخص کو زبردستی اس دین سے نکالا جائے جس سے وہ وابستہ رہنا چاہتا ہو۔ مزید کہا کہ آرڈیننس قادیانیوں کو دین اسلام' جس سے وہ وابستہ رہنا چاہتے ہیں' سے زبردستی نکالنے کے مترادف ہے۔ اس سلسلے میں لفظ اکراہ پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ یہ صرف طاقت کے استعمال تک محدود نہیں بلکہ یہ ایسے حالات پیدا کرنے کو بھی شامل ہے جو کسی کے لیے اپنے دین کو ماننے یا اس پر عمل کرنے کے لیے سازگار نہ ہوں۔

مسٹر مجیب الرحمٰن کے پہلے چار سوالوں کا جواب اثبات میں دینا ہوگا۔ کسی غیر مسلم کے اس حق پر ایسی کوئی آئینی' قانونی یا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی پابندی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرے، پیغمبر ﷺ کو اپنے دعوے میں سچا تسلیم کرے، قرآن کریم کو اچھے دستورِ حیات کا حامل تسلیم کرے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو۔ چار سوالوں کے مثبت جواب کے بعد پانچواں سوال پیدا نہیں ہوتا۔ چھٹے سوال کا واضح جواب یہ ہے کہ ایسے غیر مسلم سے قرآن وسنت کی عائد کردہ شرائط جن کا تذکرہ مناسب موقع پر آئے گا' کے تحت دوسری اقلیتوں جیسا سلوک کیا جائے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے ''اکراہ'' کے بارے میں جو چار اصول بنائے ہیں' وہ بھی قطعی ہیں۔ لیکن تیسرے اصول کا اطلاق جیسا کہ مسٹر مجیب الرحمٰن نے کیا ہے' درست نہیں ہے۔ تیسرا اصول یہ ہے کہ کسی شخص کو طاقت کے استعمال سے' اس کے دین سے نہیں نکالا جا سکتا۔ اپنے تحریری دلائل میں وہ اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں..... ''جیسا کہ ہمیں نکالا گیا ہے۔'' زیر بحث آرڈیننس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ انہیں اپنے مذہب سے نکال دیا گیا ہے۔

یہ استدلال کیا گیا تھا کہ احمدیوں پر اپنے آپ کو مسلمان کہنے یا ایسا ظاہر کرنے پر پابندی عائد کرنا' انہیں اپنے دین سے' جو ان کے مطابق اسلام ہے' نکالنے کے مترادف ہے۔ اس سوال پر ہم پہلے غور کر چکے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہر دو عقیدوں کے قادیانی مسلمان نہیں ہیں' بلکہ غیر مسلم ہیں۔ لہٰذا آرڈیننس انہیں اپنے آپ کو ایسا کہلانے سے روکتا ہے' جو وہ نہیں ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنے آپ کو جھوٹ موٹ مسلمان ظاہر کر کے کسی شخص' خصوصاً امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہ امر پہلے واضح ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب اور لاہوری گروہ کے سوا' دیگر قادیانیوں نے الٹا مسلمانوں کو غیر مسلم اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے کر اپنے آپ کو ایسی جماعت کی جگہ' جس میں قرآن کریم کی محبت اور عقیدت سب سے بلند ہے' مسلم امت قرار دے لیا ہے۔ یہ برداشت نہیں کیا جا سکتا اور غیر مسلموں کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ امت کا شیرازہ بکھیر کر مسلمانوں کے حقوق اور مراعات پر غاصبانہ قبضہ کر لیں۔ پھر یہ امر قادیانیوں کے مرزا صاحب کو خواہ نبی یا مجدد' مہدی موعود یا مسیح موعود ماننے کے حقوق پر بھی اثر انداز نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے ان کے اس حق میں مداخلت ہوتی ہے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل کریں اور اس کے اصولوں کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کریں۔

شریعت اسلامیہ غیر مسلموں کو اپنے دین کو ماننے' نیز اس پر عمل کرنے کا پورا تحفظ دیتی ہے۔ مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ اور ان کی تفسیر میں مفسرین کی آراء اس امر کی تائید کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے معزز خلفاء نے مشرکوں اور غیر مسلموں سے خواہ وہ مسلمانوں سے برسرپیکار تھے یا نہیں' دوسرے امور کے علاوہ انہیں دین کی آزادی سے متعلق بہترین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شرائط پر معاہدے کیے۔

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو پہلا قدم اٹھایا وہ مدینہ کے یہودیوں' عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ تحریری میثاق تھا۔ اس معاہدے کی پہلی دفعہ' ڈاکٹر حمید اللہ کے الفاظ میں یہ طے کرتی ہے کہ "معاہدے کے تمام فریقوں کو ایک ہی امت (جماعت) قرار دے دیا گیا۔" یہ واضح طور پر ایک ایسی سیاسی قوم بنانے کی کوشش تھی جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کی مدد کر سکے۔

اس معاہدے کی دفعہ 26 کا بیان ہے کہ بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک امت ہیں یعنی انہوں نے سیاسی اتحاد کی بنیاد پر ایک سیاسی وحدت قائم کی ہے۔ معاہدے کے فریقوں' جن میں مسلم امت شامل تھی' نے اس معاہدے کے تحت ایک سیاسی امت تشکیل دینے پر اتفاق کر لیا ہے۔ امة من دون الناس (دوسرے لوگوں کے بالمقابل ایک سیاسی وحدت) (دفعہ 1) اور امة واحدة (متحدہ سیاسی وجود) (دفعہ 26) قرار دیا گیا۔

امة واحدة من دون الناس کی تشکیل کے بعد ان سب کے حقوق اور فرائض بیان کیے گئے' جن میں صاف صاف بتایا گیا کہ ہر ایک کو اپنے دین کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کا حق ہوگا۔ تاہم دفعہ 26 میں یہ خاص شق رکھی گئی کہ یہودی اپنے دین پر رہیں گے اور مسلمان اپنے دین پر رہیں گے۔ (دیکھیے سیرت ابن ہشام' اردو جلد 1' صفحہ 554)

عمر ابوالنصر کی کتاب ھارون البرامكة (اردو ترجمہ از شیخ محمد احمد پانی پتی' صفحات 278-279) میں بتایا گیا ہے کہ ہارون الرشید کے دور میں تعصب اور غیر رواداری کی ایک مثال نہیں ملتی۔ شام' مصر اور روم میں عیسائیوں کو عبادت کے لیے گرجے تعمیر کرنے اور صلیب کے جلوس نکالنے کی عام اجازت تھی۔ یہودیوں کو اپنے معابد میں عبادت کرنے کا پورا حق تھا۔ آتش پرست کسی پابندی کے بغیر اپنی آگ روشن رکھتے اور اس کی عبادت کرتے۔ سندھ میں ہندوؤں پر مندر میں عبادت کرنے اور اپنے دیوتاؤں کے آگے جھکنے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ مختصر یہ کہ مذہب کے معاملے میں کوئی جبر نہ تھا۔

مصر کے اخبار الہلال کا ایڈیٹر جرجی زیدان اپنی کتاب تاریخ التمدن الاسلامی (جلد 3' صفحہ 194) میں لکھتا ہے کہ تعلیم کے میدان میں مسلمانوں کی برق رفتار ترقی کی ایک وجہ یہ ہے کہ خلفاء اسلام ہر قوم اور ہر مذہب کے علماء کی بڑی قدر کرتے تھے اور انہیں فراخدلی سے نوازتے تھے' اور کسی کے مذہب اور نسب یا نسل کا کبھی خیال نہ کرتے تھے۔ ان میں ہر مذہب کے لوگ' عیسائی یہودی' صابی' سامری اور آتش پرست مل کر رہتے تھے۔ خلفاء ان سے نہایت عزت اور احترام کے ساتھ پیش

www.KitaboSunnat.com

آتے۔غیر مسلموں کو بھی وہی مقام اور آزادی حاصل تھی جو مسلمانوں کے امراء اور افسروں کو دی جاتی۔

صفحہ 282 پر عیسائیوں کے ساتھ ہارون الرشید کے سلوک اور بردباری کی ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ "اس کا صبر و تحمل اس قدر قوی تھا کہ ایک قیصر روم کی مکرر وعدہ خلافیوں اور سرحدوں پر غارت کے واقعات سے تنگ آ کر اس نے چیف جسٹس امام ابو یوسفؒ سے پوچھ لیا کہ اسلامی قلمرو میں عیسائیوں کے گرجا گھروں کو تحفظ کیوں دیا جاتا ہے اور انہیں شہروں میں صلیب کے جلوس نکالنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے۔امام ابو یوسفؒ نے جرات مندانہ جواب دیا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں رومی علاقوں کی فتح کے بعد عیسائیوں کو تحریری طور پر یقین دلایا گیا تھا کہ ان کے گرجا گھروں کو تحفظ حاصل ہوگا اور انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے اور صلیب کو لے کر چلنے کا پورا حق ہوگا۔اب اس حکم کو ختم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔"

یہ حقیقت بہت معروف ہے کہ مسلم فاتحین کے مطالبے کے باوجود حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے قبضے میں موجود مفتوحہ اراضی کو ان میں تقسیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔حضرت عمرؓ کی طرف سے بیت القدس کے باشندوں کو دی گئی عام معافی کا معاہدہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔اس کے متعلقہ حصوں کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

"اللہ کے بندے عمر امیر المومنین نے اہل ایلیا کو ان کی جانوں اور مالوں کو پناہ دی ہے۔ان کے گرجا، صلیبیں، بیمار، تندرست اور تمام مذاہب کے لوگ پناہ میں رہیں گے۔ان کے گرجاؤں میں کوئی نہیں رہے گا، نہ وہ گرائے جائیں گے...... اور نہ ان کی صلیب اور مال کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ان کے مذہب کے معاملے میں ان پر کوئی زبردستی نہیں کی جائے گی۔"

(تاریخ طبری، جلد 2، اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم، صفحہ 501، وثیقہ 357 صفحات 304-305، از سیاسی وثیقہ جات مرتبہ ڈاکٹر حمید اللہ، الفاروق مولانا شبلی نعمانی، حصہ دوم صفحہ 149)

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے اہل مدینار کو تحریری ضمانت دی کہ ان کا مذہب تبدیل نہیں کیا جائے گا اور ان کے دینی معاملات میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ (تاریخ طبری، صفحہ 155)

جرجان کی فتح کے موقع پر امان کے معاہدے میں یہ شق رکھی گئی کہ ان کی جانوں، جائیداد اور دین کو تحفظ حاصل ہوگا۔اور ان میں سے کوئی چیز تبدیل نہیں کی جائے گی۔" (ایضاً صفحہ 155)

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مقنا، حنین اور خیبر کے لوگوں کو دیے گئے امان نامے میں بتایا گیا ہے کہ آپ کو وحی الٰہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے تینوں طبقات کے اپنے گھروں کو لوٹنے کی اطلاع ہوگئی تھی' سوضرور لوٹ جائیں۔ان سب کے لیے خدا اور اس کے رسول کی طرف سے پناہ ہے۔نہ صرف تمہاری جانوں کے لیے امان ہے بلکہ تمہارے دین' اموال' غلاموں اور جملہ املاک کے لیے بھی۔ان سب چیزوں میں خدا اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ماسوا مذکورہ بالا رعایتوں کے یہ مراعات بھی دی جاتی ہیں۔

1۔ جزیہ کی معافی۔

2۔ ....

3۔ ....

4۔ ترکِ بیگار۔

5۔ فوجی مہم میں شرکت سے استثناء۔

6۔ فوجی ضرورت کے لیے تمہارے گھر خالی کرانے کی معافی۔

7 تا 8۔ ....

9۔ مسلح ہو کر نکلنے کی اجازت ہے۔

10۔ تم خود پر حملہ آور کے خلاف جنگ کر سکتے ہو۔ایسی لڑائی میں تمہارے مخالف کے مقتولوں کی دیت یا قصاص تم سے نہ دلوایا جائے گا۔

11 تا 17۔ ....

18۔ تمہارے جنازے لے جانے کی راہ میں رکاوٹ نہ ہوگی۔

19۔ اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور جملہ مسلمانوں پر تمہارے شرفاء کی تعظیم واجب ہے۔

20 تا 21۔ ....

22۔ اسلام میں کسی کو جبراً مسلمان کرنا روا نہیں۔

23 تا 26۔ ....

27۔ جو شخص میرا یہ خط پڑھے یا اسے سنے اور اس میں تغیر یا اس کی مخالفت کرے' ایسے شخص پر اللہ اور ملائکہ اور تمام جہان کی لعنت ہے...... میں اس کا دشمن ہوں گا (روز قیامت کو)۔ (سیاسی وثیقہ جات نمبر 34' صفحات 59 تا 62)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وثیقہ نمبر 94 (ایضاً' صفحات 96 تا 98) رسول اللہ ﷺ اور نجران کے عیسائیوں کے درمیان طے پانے والا معاہدہ ہے۔ یہ بہت ہی نرم شرائط پر مشتمل ہے۔ دین سے متعلق شرائط دفعہ 8ب اور 9 میں موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خود کو ان کے دین (کی آزادی)' ان کے گوشہ نشین پادریوں اور کاہنوں کے تحفظ کا ذمہ دار قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے سید بن حارث اور اس کی جماعت کے دوسرے عیسائیوں کے ساتھ کیے گئے معاہدے میں دوسرے امور کے علاوہ انہیں عقیدے اور دین پر عمل کرنے کے امور میں کامل آزادی دی گئی۔ (دفعہ 5) ان کے گرجے' عبادت خانے' خانقاہیں اور مسافر خانے' خواہ وہ پہاڑوں میں ہوں' یا کھلے میدان' یا تیرہ و تار غاروں کے اندر ہوں' یا آبادیوں میں گھرے ہوئے ہوں' یا وادیوں کے دامن اور ریگستانوں میں ہوں' سب کی حفاظت میرے ذمے ہے۔ (دفعہ 4' ایضاً صفحہ 109) کسی عیسائی کو مسلمان ہونے کے لیے مجبور نہ کیا جائے گا (دفعہ 23)۔ ان سے مذہبی گفتگو میں احسن طریق سے پیش آیا جائے (دفعہ 24)۔

حضرت سلمان فارسیؓ کے رشتہ داروں کے لیے جو آتش پرست تھے' بھی فرمانِ نبوی کے ذریعے اسی طرح ان کے مذہب کے بارے میں کامل آزادی دی گئی (ایضاً' صفحہ 331' دفعہ 8)۔ ان کے آتش کدوں کی بحالی اور ان کی آمدنی اور فروغ میں انہیں آزادی ہے (دفعہ 4)۔ جس مسلمان کے گھر میں نصرانی عورت ہو اسے اپنے مذہبی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ وہ عورت جب چاہے اپنے علماء سے مسئلہ دریافت کر سکتی ہے۔ جو شخص اپنی نصرانی بیوی کو اس کے مذہبی شعائر ادا کرنے سے منع کرے' وہ خدا اور رسولؐ کی طرف سے ان کو دیے گئے میثاق کا مخالف اور عنداللہ کاذب ہے۔ (دفعہ 35)۔

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں اہل نجران کی امان کی تجدید کی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عطا کردہ تمام شرائط اور مراعات کو بحال رکھا' اور ان کے طریق عبادت' پادریوں اور راہبوں کے تحفظ کے بارے میں مزید خاص مراعات دے دیں۔ (وثیقہ نمبر 98' ایضاً' صفحات 114-115)۔

ڈاکٹر حمیداللہ کی کتاب (Muslim Conduct of State) کی دفعہ 208 اور 209 یوں ہیں:

"(208) حنفی فقہ کا معروف مجموعہ یعنی البحر الرائق واضح کرتی ہے کہ غیر مسلموں کے قبرستان کا اتنا ہی احترام کیا جائے گا جتنا کہ خود مسلمانوں کے قبرستانوں کا ہے اور جس طرح ان کی زندگی میں ان کی جان' جائیداد اور عزت کا احترام کیا جاتا ہے' اسی طرح انتقال کے بعد ان کی ہڈیوں کا احترام کیا جائے گا۔ (209) امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر پر متفق ہیں کہ اگر غیر مسلم قرآنِ کریم' حدیث رسولؐ یا اسلامی فقہ پڑھنا چاہیں تو انہیں اس سے روکا نہیں جا سکتا۔"

اسی کتاب کی دفعہ 200 میں بیان کیا گیا ہے:

"اسلامی قانون نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان واضح فرق رکھا ہے۔ کئی پہلوؤں سے غیر مسلموں کی حالت بہتر ہوتی ہے۔ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مستثنٰی ہیں' جبکہ تمام مسلمان مرد' عورت' جوان' بوڑھے اور ہر سال اپنی بچت کے 200 درہم حصے سے زائد پر اڑھائی فیصد کے حساب سے لازمی طور پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ وہ لازمی بھرتی سے بھی مستثنٰی ہوتے ہیں' جبکہ تمام مسلمان لازمی بھرتی کے تحت آتے ہیں۔ انہیں ایک نوع کی خودمختاری حاصل ہوتی ہے۔ ان کے مقدمات کا تصفیہ ان کے اپنے ہم عقیدہ لوگوں کے ہاتھوں اور ان کے پرسنل لاء کے مطابق ہوتا ہے۔ اسلامی ریاست ان کی جان اور جائیداد کے تحفظ کی اتنی ہی ذمہ دار ہوتی ہے جتنا کہ مسلمانوں کے جان و مال کی۔"

عبدالوحید خان اپنی کتاب "تاریخ افکارِ سیاست" کے صفحہ 181 پر مسلمانوں کی مذہبی رواداری کے بارے میں لکھتا ہے:

"تقریباً ہر دور میں مذہبی رواداری اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بعض اوقات حکومت نے مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں عائد کر دیں اور بسا اوقات مسلمان اپنے عقائد کی وجہ سے (جو حاکم وقت کے عقائد سے مختلف ہوتے) ابتلاء کا شکار ہوئے۔ لیکن اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا جس مساوی سلوک اور اپنے دینی معاملات میں کامل آزادی سے بہرہ ور رہی' تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔"

وہ مزید کہتے ہیں کہ اسلامی ریاستوں میں مکمل مذہبی آزادی موجود رہی اور مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے طریقوں پر (اور اپنے ضمیر کے مطابق) عمل کرتے۔ ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری تھی۔ متوکل علی اللہ کے زمانے میں ذمیوں پر کچھ زیادتیوں کی مثالیں مل سکتی ہیں۔ لیکن ان کے پس پردہ ایک عنصر یہ تھا کہ اس وقت خود غیر مسلم' قائم حکومت کے خلاف سازشیں کرنے لگے تھے اور ایسی سازشیں ان کی عبادت گاہوں میں تیار ہوتی تھیں۔ بدیں وجہ حکومت کو ان کا لباس مقرر کرنے اور ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ ورنہ خود متوکل علی اللہ بالکل آزاد خیال شخص تھا اور مذہبی رواداری کا حامی بھی۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ عباسی حکومت میں مذہبی آزادی اس قدر زیادہ تھی کہ مانی کے پیروکار' جنہیں اپنے وطن ایران میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے پناہ نہ مل سکی' بغداد میں آزادی سے اپنے خیالات کا پرچار کرتے تھے۔ نیز ہندوستان کے علماء' یہودی اور عیسائی مبلغ بھی اسلامی علاقوں میں کسی روک ٹوک کے بغیر اپنے مذاہب کی تشہیر کرتے تھے۔ بنوامیہ کے دور میں غیر مسلموں کو ریاست کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کرلیا جاتا تھا لیکن بنوعباس کے دور میں ایک غیر مسلم کو وزیر اعظم مقرر کر دیا گیا۔ معتصم کا وزیر اعظم فضل بن مروان عیسائی تھا اور اس کے عہد میں بیت الحکمت' جس میں مختلف موضوعات کی کتابوں کا ترجمہ ہوا' کا سارا نظم ونسق غیر مسلموں کے ہاتھوں میں تھا۔ بنوعباس کے دربار میں جبرائیل خاندان کو جو اہمیت حاصل تھی وہ ایک معروف تاریخی واقعہ ہے۔

عبدالرحیم اپنی کتاب (Muhammadan Jurisprudence) (طبع 1958ء) کے صفحہ 251 پر' ردالمختار (جلد 3' صفحہ 319-320) سے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث درج کرتا ہے کہ ''غیر مسلموں کو ان کے عقیدے پر چھوڑ دو۔'' اسی قاعدے کی رو سے اس کے مطابق شافعیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اسلامی قانون غیر مسلم کی شراب نوشی میں مداخلت نہیں کرے گا' جبکہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے ...... قانون غیر مسلم کو شراب کی فروخت کا حق دیتا ہے اور جو اسے ضائع کرے گا' وہ تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ نیز اس کے مطابق قانون اسلامی ریاست کے مجوسی شہری کو ایسا رشتہ کرنے سے نہیں روکے گا جو اسلام کی نگاہ میں ممنوع ہو۔ اور اگر بیوی نے درخواست دی تو عدالت اس کے خلاف بیوی کے نان نفقے کا حکم جاری کر دے گی۔''

مولانا مودودی اپنی کتاب ''اسلامی ریاست'' میں لکھتے ہیں:

''ذمی دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو اسلامی حکومت کا ذمہ قبول کرتے وقت کوئی معاہدہ کریں اور دوسرے وہ جو بغیر کسی معاہدہ کے ذمہ میں داخل ہوں۔ پہلی قسم کے ذمیوں کے ساتھ تو وہی معاملہ کیا جائے گا جو معاہدے میں طے ہوا ہو۔ رہے دوسری قسم کے ذمی تو ان کا ذمی ہونا ہی اس بات کو مستلزم ہے کہ ہم ان کی جان اور مال اور آبرو کی اسی طرح حفاظت کرنے کے ذمہ دار ہیں' جس طرح خود اپنی جان اور مال اور آبرو کی کریں گے۔ ان کے قانونی حقوق وہی ہوں گے' جو مسلمانوں کے ہوں گے۔ ان کے خون کی قیمت وہی ہوگی' جو مسلمانوں کے خون کی ہے۔ ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔ ان کی عبادت گاہیں محفوظ رہیں گی۔ ان کو اپنی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنے کا حق دیا جائے گا اور اسلامی تعلیم بہ جبر اُن پر نہیں ٹھونسی جائے گی۔'' (صفحہ 523)

قرآن کریم کی آیات' رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے خلفاء کے معاہدوں اور تاریخ کے دوسرے مسلم خلفاء کے طرز عمل سے یہ عیاں ہے کہ اُس دور میں غیر مسلموں کو وہ مراعات اور حقوق حاصل تھے جو تاحال استعماری حکمرانوں نے کئی ممالک میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی رعایا کونہیں دیے۔ یہ حقیقت ہے کہ کئی مما لک نے ایسے حقوق اپنے شہریوں کونہیں دیے۔ اپنے مذہب کو ماننے اور اس پرعمل کرنے کے بارے میں غیر مسلموں کو کامل آزادی حاصل رہی اور مذہب کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کا حق فی الواقع بنیادی انسانی حق شمار کیا گیا۔

دین کے بارے میں اسلام کامل رواداری کا درس دیتا ہے اور اس امر کو ہر انسان کے ضمیر پر چھوڑ دیتا ہے کہ وہ چاہے تو اسلام قبول کرلے۔ کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں دی گئی۔ جو چاہے ایمان لائے اور چاہے تو نہ لائے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی عقیدے کے بارے میں مداخلت کا کوئی اختیار نہ تھا۔ آپ کا فریضہ صرف اللہ کے پیغام کی دعوت دینا اور اس کی تعبیر وتشریح' نیز اہل ایمان کو جنت کی بشارت دینا اور کفار کو دوزخ کی خبر دینا تھا۔ (کیونکہ آپ بشیر ونذیر بھی تھے)۔

تاہم یہ تمام دلائل غیر متعلق ہیں' کیونکہ زیر بحث قانون' قادیانیوں کو اپنا عقیدہ بدلنے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔

ان حالات میں مسٹر مجیب الرحمٰن نے شکایت کی کہ قادیانیوں پر اسلام کو اپنا دین ماننے پر پابندی لگادی گئی ہے اور انہیں اذان' جو دین کا ایک حصہ ہے' کہنے کے حق اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے سے محروم کردیا گیا ہے۔ لیکن نہ وہ مسلمان ہیں اور نہ ہی یہ امور اکراہ' جبر یا دھمکی کے ان اصولوں کے تحت آتے ہیں' جن پر آیات کا اطلاق ہوتا ہے۔ ان آیات کا اطلاق کسی اور دین کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے پر ہوتا ہے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے قرآن کریم اور سنت کی رُو سے معاہدات کی لازمی پابندی کرنے پر بحث کی۔ ان دلائل کا جائزہ لینا اس لیے ضروری نہیں کہ اوفوا بالعقود (معاہدے پورے کرو) اور اوفوا بالعهد (عہد پورا کرو) کے واضح احکام اس مفروضے کی صحت میں کوئی شک نہیں رہنے دیتے۔ اس امر کی بہترین مثال معاہدہ حدیبیہ ہے' جس میں فریقین کے مابین طے شدہ شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ جو شخص مشرکین مکہ میں سے مسلمان ہو کر ان کی اجازت کے بغیر مسلمانوں میں شامل ہوگا' اسے اہل مکہ کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے' جن میں اہل مکہ کے جور وستم کا شکار ہونے والے مسلمان بچ نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ لیکن معاہدہ کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے آپ نے انہیں واپس لوٹ جانے کا حکم دے دیا۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے دلیل دی کہ قیام پاکستان کے وقت قائداعظم اور احمدیوں کے درمیان فی الواقع ایک عہد تھا' اور قائداعظم کا پاکستان میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی کامل مساوات اور دوسرے امور کے علاوہ انہیں اپنے اپنے مذاہب کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماننے اوران پرعمل کرنے کی آزادی دینے کا اعلان ایک ضمنی معاہدے یا ضمانت کے مترادف تھا' جسے 1973ء تک ملک کے مختلف دساتیر میں شامل یا لحوظ رکھا گیا تھا۔ان دساتیر نے پاکستان کے تمام شہریوں کو اپنے مذاہب کو ماننے' ان پرعمل کرنے اور تبلیغ کرنے کے حق کی ضمانت دی تھی اور 1974ء تک قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا تھا۔

ہمیں قادیانیوں اور قائداعظم کے درمیان ایسا کوئی معاہدہ نہیں دکھایا گیا کہ انہیں مسلمان سمجھا جائے گا اور نہ ہی قیام پاکستان یا قائداعظم کی زندگی میں یہ سوال اٹھا تھا۔ 1956ء اور 1962ء کے دساتیر یا 1973ء کے اصل دستور کا کوئی سہارا نہیں لیا جا سکتا' کیونکہ قادیانیوں کو ایک ایسی دستوری ترمیم کے ذریعے غیر مسلم قرار دیا گیا تھا جو بالاتفاق منظور ہوئی تھی اور جو مسلمانوں کے مسلسل احتجاجات کا نتیجہ تھی۔یوں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

اس آرڈیننس کے نفاذ کی ضرورت کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ 1974ء کی اس آئینی ترمیم کے اثرات کا جائزہ لیا جائے جس کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔مسٹر مجیب الرحمٰن نے اس رائے کا پرجوش اظہار کیا کہ آئین نے قادیانیوں کو صرف غیر مسلم قرار دیا ہے اوران پر خود کو غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی۔ہم نے ان سے یہ استفسار کیا کہ کیا پاکستان کے قادیانی شہریوں پر آئین کی پابندی لازمی ہے یا نہیں۔انہوں نے تسلیم کیا کہ ان پر اس کی پابندی لازمی ہے۔اسی تسلیم سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اعلان کے مطابق قادیانی اس امر کے پابند ہیں کہ وہ آئین اور قانون کی رو سے غیر مسلم ہیں۔وہ انتخابات میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے ان نشستوں سے بطور امیدوار کھڑے ہو سکتے ہیں جو غیر مسلموں کے لیے مخصوص ہیں۔ایسے مقدمات جن میں عقیدے کا مسئلہ درپیش ہو' انہیں لازماً اپنے آپ کو غیر مسلم کہنا ہوگا۔ اپنے مسلمان ہونے کے مفروضے کی بنیاد پر وہ کسی بھی قانونی حق کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔اس پٹیشن پر بحث کے دوران ان کا خود کو مسلمان کہنے پر اصرار واضح طور پر غیر آئینی ہے۔

دفعہ 360 (3) قادیانیوں کو آئین اور قانون کے مقاصد کے لیے غیر مسلم قرار دیتی ہے۔دفعہ 20 پاکستان کے شہریوں کو دیگر امور کے علاوہ اپنے مذہب کو ماننے کے حق کی ضمانت دیتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دفعہ آئین کی دوسری دفعات کے تابع ہے۔اس نکتے کو مسٹر مجیب الرحمٰن نے تسلیم کیا تھا۔آئین کی دفعہ 260 (3) کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہوئے دفعہ 20 کی مندرجہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ قادیانی یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید یا مرزا صاحب کی نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں' لیکن خود کے مسلمان ہونے اور اپنے دین کے اسلام ہونے کا اعلان نہیں کر سکتے۔مختصر حکم میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نادانستہ طور پر کچھ آراء در آئی تھیں لیکن اس جامع فیصلے میں موقف پوری طرح واضح کر دیا گیا ہے' اس لیے اس بات پر زور دینا درست نہیں ہے کہ آئین انہیں اپنے آپ کو غیر مسلم کہنے پر مجبور نہیں کرتا۔

اس بارے میں ساری دقت قادیانیوں کے اس رویے کی بناء پر پیدا ہوئی کہ وہ خود کو مسلمان یا اپنے عقیدے کو اسلام نہ کہنے کے پابند ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور اپنے پروپیگنڈے اور تبلیغ کو اسلام کے نام پر جاری رکھنے پر اڑے رہے۔ انہیں خود کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کرنے سے مجتنب رہنا چاہیے تھا' لیکن وہ ڈھٹائی کے ساتھ اپنے مخالف طرز عمل سے مسلم امت کا صبر وضبط آزمانے پر جمے رہے۔

ایسے القاب جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ آپؐ کی بیویوں اور افراد خاندان کے لیے مخصوص ہیں' کے استعمال پر پابندی لگانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کو استعمال کر کے قادیانی اپنے آپ کو بالواسطہ مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ ام المومنین (مسلمانوں کی ماں) امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین' خلیفۃ المومنین (سب امت مسلمہ کے سربراہ یا حاکم اعلیٰ کے لیے ہیں) کے القاب مومنین اور مسلمین کے الفاظ پر مشتمل ہیں اور لوگوں کو یہ دھوکا دے سکتے ہیں کہ ان کے حاملین مسلمان ہیں یا خود کو مسلمان پکارتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ کی ترکیب قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ یا زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کے لیے بطور دعا استعمال ہوئی ہے۔ ''صحابی'' اور ''اہل بیت'' کے کلمات مسلمان علی الترتیب رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں اور آپؐ کے خاندان کے افراد جو سب بلاشبہ بہترین مسلمان تھے' کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کے ساتھیوں اور ان کے افرادِ خاندان کے لیے ایسی اصطلاحات کے استعمال کا معنی یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ دوسرا نکتہ بھی وزنی ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک قادیانیوں کا مرزا صاحب کی بیوی' افراد خاندان' ساتھیوں اور جانشینوں کے لیے ایسی مقدس اصطلاحات کا استعمال ان کی بے حرمتی کے مترادف ہے:

اسی طرح اذان کہنا اور عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینا اس بات کی پختہ علامت ہے کہ اذان پڑھنے والا یا مسجد میں مجتمع یا نماز پڑھنے والے اشخاص مسلمان ہیں۔

ان القابات اور اوصاف کے استعمال کی ممانعت کی دفعات سے آئینی دفعہ کا نفاذ ہوتا ہے اور اس آرڈیننس میں اسی اصول کا اعادہ کیا گیا ہے کہ قادیانی کسی بھی طریقے سے براہ راست یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلمان کہلا یا ظاہر نہیں کر سکتے۔

مذہب کی تبلیغ پر پابندی کا محرک بھی اسی طرح کی سوچ ہے۔ قادیانیوں نے خود کو مسلمان کہنے اور مسلمانوں کو یہ تسلی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کہ احمدیت کو ماننے کا معنی اسلام کو ترک کرنا یا ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کرنا نہیں' بلکہ بہتر مسلمان بننے کا موقع ہے' کی حکمت عملی کی بدولت ان میں اور زیادہ تر پنجاب میں کچھ کامیابی حاصل کی۔ اس مقصد کے لیے وہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں سخت فرقہ واریت اور علماء کی مسلسل شدت کے خلاف موجود نفرت کے روایتی سروں کو چھیڑتے ہیں اور انہیں اپنی تبلیغ' جسے وہ اسلام میں آزاد خیالی قرار دیتے ہیں' کی جانب راغب کرتے ہیں۔ یہ حکمت عملی' جس نے انہیں کچھ فائدہ دیا ہے' اس سوداگر کے اس فراڈ سے گہری مماثلت رکھتی ہے جو اپنے گھٹیا سامان کو ایک شہرت یافتہ فرم کا اعلیٰ قسم کا معروف سامان ظاہر کر کے چلتا کرتا ہے' قادیانی یہ تسلیم کرلیں کہ ان کی تبلیغ اسلام کے لیے نہیں بلکہ کسی اور مذہب کی طرف ہے' تو بے خبر مسلمان بھی اپنے ایمان کو چھوڑ کر کفر قبول کرنے سے نفرت کریں گے' بلکہ اُلٹا قادیانیوں کے دلوں سے احمدیت کا طلسم ٹوٹ جائے گا۔

ہم پروفیسر طاہر القادری کی اس رائے سے متفق ہیں کہ اگر قادیانی آئینی دفعات کی پابندی کرتے تو اس آرڈیننس کے نفاذ کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ مذہب کی تبلیغ پر پابندی لگانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے:

ایک دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے جس مسلمان سے ملتے اسے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی کوشش کرتے اور مرزا صاحب کو نبی کہہ کر اس کے جذبات کی سخت توہین کرتے' کیونکہ تمام مسلمان حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس سے مسلمانوں میں سخت غم و غصہ اور منافرت کے جذبات جنم لیتے' جن کی نتیجے میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا تھا۔ ان کے مسیح موعود اور مہدی کے دعوے پر جذبات سخت مشتعل ہوئے تھے۔ یہ خالی دعوے نہیں بلکہ قادیانیت کی تاریخ اور خود مرزا صاحب کی کتابوں سے واضح ہوتا ہے کہ انہیں نہ صرف علماء بلکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں سخت عداوت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لیے ان کی تحریروں میں اپنے مخالفین کے لیے سخت بے ہودہ اور غیر مہذب زبان استعمال کی گئی ہے۔ ایسے واقعات بھی ہوئے جن میں اجتماعی احتجاجات کیے گئے۔ مثال کے طور پر عبدالقادر کی کتاب ''حیاتِ طیبہ'' صفحہ 121-126 اور 140 دیکھیے' مرزا صاحب کی اکثر تحریریں اپنے مخالفوں کے لیے بددعاؤں اور سخت کلامی سے پر ہیں۔ انہوں نے خود بھی ان سے مسلمانوں کی عمومی عداوت کا ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے ''حمامۃ البشریٰ'' صفحہ 36' روحانی خزائن ج 7 ص 202 ''ازالہ اوہام'' صفحہ 11 روحانی خزائن ج 3 ص 108)۔ حمامۃ البشریٰ کے صفحہ 9' روحانی خزائن ج 7 ص 184 پر انہوں نے لکھا ہے:

''پس یہی وہ دعویٰ ہے جس پر میری قوم (غیر احمدی مسلمان) مجھ سے لڑتی ہے اور وہ مجھے مرتد سمجھتے ہیں۔ اور وہ زور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بولتے ہیں اور ملہم حقیقی کا کوئی احترام بجا نہیں لاتے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کافر' کذاب اور دجال ہے۔ اگر انہیں حکام کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو وہ میرے قتل کے درپے تھے۔"

مرزا صاحب کے کچھ واقعات سے صدمے اور طوفان کی ایسی لہر اٹھی کہ وہ ان کے مریدوں میں زلزلوں کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ سیرت المہدی کے مولف کی دی ہوئی تعداد کے مطابق ایسے زلزلے پانچ تھے:

(1) پہلا طوفانِ عظیم جس نے احمدیت کو ہلا کر رکھ دیا وہ مرزا صاحب کی اس پیش گوئی کے بعد کہ اسی حمل کے دوران پسر موعود پیدا ہوگا' 1886ء میں لڑکی کی پیدائش تھی۔

(2) دوسرا طوفان اس لڑکے کی وفات پر اٹھا جو اس لڑکی کے بعد پیدا ہوا تھا۔

(3) تیسرا صدمہ جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو متزلزل کر دیا وہ مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔

(4) چوتھا طوفان آتھم کی موت کے بارے میں پیش گوئی کے پورا نہ ہونے پر اٹھا۔

(5) پانچواں زلزلہ مرزا صاحب کا انتقال تھا (مولوی ثناء اللہؒ کی وفات سے بہت پہلے اور وہ بھی ایک مہلک بیماری سے جو ہیضہ بتائی گئی تھی۔ (اور پھر ایسی موت جو مرزا صاحب کے اپنے وضع کردہ اصول کے مطابق بارگاہِ الٰہی سے مردود اور اس پر افتراء کرنے والوں کے لیے ہی مخصوص ہے)۔

(سیرت المہدی' ص 103 تا 108 روایت نمبر 116)

اس تعداد کی بنیاد بھی مرزا صاحب کی ایک پیش گوئی پر رکھی گئی ہے جس میں انہوں نے پانچ زلزلوں کی پیش گوئی کی تھی۔ لیکن اگر اس پیش گوئی کے مفہوم کے مطابق ان واقعات میں سے ہر واقعہ کو ایک زلزلہ شمار کیا جائے تو یہ فہرست یقیناً ناقص ہے۔ محمدی بیگم سے شادی میں ناکامی پر مرزا صاحب کو جس تمسخر کا سامنا کرنا پڑا وہ علم الزلازل کی رُو سے بہت لمبے عرصے اور مسلسل طوفانوں پر مشتمل تھا۔ اسی طرح نبوت کا دعویٰ کرنے پر مرزا صاحب جس مخالفت اور عداوت کا نشانہ بنے اس کی نوعیت ایسی تھی کہ آج تک اس کی شدت کم نہیں ہوئی۔ پہلے' دوسرے' چوتھے' پانچویں زلزلے اور محمدی بیگم کے واقعہ نے مرزا صاحب کو مسلمانوں' عیسائیوں اور ہندوؤں میں یکساں طور پر ہنسی' مذاق اور نفرت کا نشانہ بنا دیا۔ 1891ء میں مسیح موعود' مہدی نیز نبی یا رسول اللہ ﷺ کا بروز ہونے کے دعووں نے عامتہ المسلمین' علمائے دین اور دانشور طبقے میں یکساں طور پر عداوت' غم و غصے اور ملامت و مذمت کا لامتناہی سلسلہ پیدا کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دیکھئے "سیرت المہدی" جلد 1' ص 103 تا 108 روایت نمبر 116' جلد 2' صفحات 44 روایت نمبر 355' 64 روایت نمبر 385' 87 روایت نمبر 417' جلد 3' صفحہ 94 روایت نمبر 625)

یہ ان کی زندگی میں مسلمانوں کے بار بار رونما ہونے والے سخت ترین اشتعال کی ایک تصویر ہے۔

قیام پاکستان کے بعد 1953ء کے مارشل لاء کا نفاذ' منیر انکوائری کمیٹی کی تشکیل اور 1974ء کی آئینی ترمیم یہ سب مسلمانوں کے سخت اشتعال' احتجاج' جھنجلاہٹ اور غم و غصے کو ثابت کرتے ہیں۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری پاکستان کی دفعہ 298 سی مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور یہ خود ان امور پر مسلمانوں کے اضطراب اور غم و غصے کا ثبوت ہے' جنہیں آخر کار آرڈیننس نے ممنوع قرار دے دیا ہے۔

مسلمان ام المومنین' اہل بیت' صحابی' امیر المومنین' خلیفۃ المومنین اور خلیفۃ المسلمین کی اصطلاحات صرف علی الترتیب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات' افرادِ خاندان' ساتھیوں اور آپؐ کے صالح خلفاء ہی کے لیے استعمال کرتے رہے۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ اصطلاحات صرف ان عظیم شخصیات اور رسول کریم ﷺ کی صحبت و رفاقت سے مشرف ہونے والے اشخاص کے لیے مخصوص ہیں' لیکن قادیانی انہیں مرزا صاحب کی بیوی' خاندان اور ساتھیوں کے لیے' جنہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے' استعمال کرتے ہیں۔ اس امر کا مسلمانوں نے ہمیشہ برا منایا ہے' اسی بنا پر آرڈیننس نے ایسی اصطلاحات کے استعمال کو فوجداری جرم قرار دے دیا ہے۔

امہات المومنین' ام المومنین اور ازواج مطہرات کے کلمات صرف رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے لیے مخصوص ہیں اور ان کے مخصوص استعمال پر خود قرآن کریم کا اشارہ موجود ہے۔ قرآن کریم کی آیت 6:33 میں آنحضرت ﷺ کی بیویوں کی شان میں ارشاد ہوتا ہے:

"وازواجہ امھاتھم" (اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں)

اسی طرح متعدد ایسی احادیث موجود ہیں' جن میں پیغمبرؐ کی ہر بیوی کو ام المومنین (مومنوں کی ماں) کہا گیا ہے۔ ہر مسلمان کی حقیقی ماں' سوتیلی ماں' (دیکھئے آیت نمبر 23:4) کے علاوہ وہ بھی مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس تعلق کی وجہ اولاً دوسری تمام خواتین پر پیغمبر ﷺ کی بیویوں کی فضیلت و تفوق ہے اور ثانیاً آپؐ کے بعد آپؐ کی کسی بیوی سے نکاح کرنے کی ممانعت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ الاحزاب کی آیت 32 میں ارشاد ہوتا ہے:

o ینساء النبی لستن کاحد من النساء۔

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔

نیز اس سے قبل آیت 30 میں فرمایا:

o ینساء النبی من یات منکن بفاحشة مبینة یضعف لها العذاب ضعفین و کان ذلک علی الله یسیرا o

اے نبی کی بیویو، تم میں سے جو کسی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوگی تو اس کے لیے دوگنا عذاب ہے اور یہ بات اللہ کے لیے آسان ہے۔

یہ دونوں آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی بیویاں دوسری خواتین کی مانند نہیں ہیں۔ انہیں ام المومنین یا ازواج مطہرات کا خطاب دینے کی ایک وجہ یہی ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ اس اصول کی بنا پر کہ اللہ کی رسول کی وراثت امت کو ملتی ہے، رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کو کوئی وراثت نہیں ملی تھی۔ یوں وہ اپنے گزارے کے لیے کسی ذریعہ آمدن سے محروم ہو گئیں۔ آپ کی زندگی میں بھی انہوں نے نہایت غربت میں گزارا کیا۔ اس کے باوجود اگر ان کے پاس کوئی پونجی ہوتی یا گھر میں کھانے کی کوئی چیز میسر آ جاتی تو وہ اسے اپنے استعمال میں لانے کی بجائے کسی محتاج کو صدقہ کر دیتیں۔

ایک دفعہ انہوں نے کچھ مطالبات کیے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے فوراً یہ تنبیہ نازل ہوئی کہ یا تو تم پیغمبر ﷺ کی معیت میں روکھی سوکھی زندگی گزارتی رہو یا تمہیں دنیا کا سامان دے دلا کر رخصت کر دیا جائے گا۔ (آیت 28:33) تاہم انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی مبارک رفاقت کو اختیار کیا۔ آپ کی ان ازواج مطہرات میں سے کچھ ایسی بھی تھیں جو متمول خاندانوں سے آئی تھیں اور خوشحالی دیکھ چکی تھیں، مثلاً حضرت سودہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت جویریہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ لیکن انہوں نے بھی فقر و فاقے کی زندگی کو پیغمبر ﷺ سے الگ ہونے پر ترجیح دی۔ ان عظیم شخصیات کا کسی بھی دوسری عورت سے موازنہ کرنا اور ان کے خطاب کو کسی دوسری عورت پر منطبق کرنا ناممکن ہے۔

ایک اور اصطلاح جس کے استعمال سے قادیانیوں کو روک دیا گیا ہے ''اہل بیت'' ہے۔ یہ حضرت رسول اکرم ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خاندان کے افراد کے لیے مستعمل ہے۔سورہ ھود کی آیت 73 میں ارشاد ہوا:

o رحمت الله و برکاته علیکم اهل البیت.

اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں آپ پر، اے گھر والو!

سورۃ الاحزاب کی آیت 33 میں ارشاد ہوا:

o انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیراo

اے نبی کے گھر والو! اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم سے آلودگی کو دور کرے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

ان ارشادات سے اہل بیت رسالت کو اس امت سے آگاہ کرنا مقصود ہے کہ انہیں ہر قسم کے گناہوں اور معصیت سے اجتناب کرنا چاہیے اور اپنے عقیدے، عمل اور معاملات میں تقویٰ اور طہارت کے اعلیٰ معیار کا پابند رہنا چاہیے۔

قرآن کریم اس امر کی صراحت کرتا ہے کہ خاندانِ رسالت کے تمام افراد ان صفات و محامد سے متصف تھے۔ بصورت دیگر نوح علیہ السلام کے بیٹے کو بھی ان کے اہل بیت سے خارج قرار دیا گیا تھا کیونکہ اس نے کفر کو اختیار کر لیا تھا اور احکام الٰہیہ کا منکر تھا۔سورۃ ھود کی ان آیات کو پڑھیے:

o ونادی نوح ربه فقال رب ان ابنی من اهلی و ان وعدک الحق و انت احکم الحکمین o قال ینوح انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک به علم انی اعظک ان تکون من الجهلینo

اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا اے میرے پروردگار میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ پکا ہے اور تو تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا ہے۔فرمایا اے نوح وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔وہ نہایت نابکار ہے۔پس مجھ سے اس چیز کے لیے درخواست نہ کرو جس کے بارے میں تمہیں کچھ علم نہیں۔اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں میں سے نہ بنو۔(سورہ ہود آیت 45:46)

اہل بیت کی اصطلاح بھی جیسا کہ کئی احادیث سے واضح ہوتا ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے افراد کے لیے مخصوص ہے۔

ایسے اشخاص جو مسلمان نہیں ہیں یا جو مسلمان نہیں تھے ان کو اس نام سے نہیں پکارا جا سکتا۔قادیانیوں کی طرف سے مرزا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کے افرادِ خاندان کے لیے ایسے نام کا استعمال زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ وہ اوصاف جن سے رسول اللہ ﷺ کے افرادِ خاندان متصف تھے وہ کسی اور شخص میں موجود نہیں ہو سکتے' اس لیے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ مسلمانوں نے اس توہین کا برا منایا۔ اس اصطلاح کے استعمال سے امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا یہی امت کے مفاد میں تھا کہ اس کے استعمال کو فوجداری جرم قرار دے کر قادیانیوں کو اس کے استعمال سے منع کر دیا جائے۔

رضی اللہ عنہ کا معنی ہے "اللہ اس سے راضی ہوا۔" قرآن کریم میں ان لوگوں کے بارے میں کافی رہنمائی موجود ہے جن کے لیے یہ وصف استعمال ہو سکتا ہے۔ ذیل میں متعلقہ آیات درج کی جاتی ہیں:

- والسّٰبقون الاوّلون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھر خلدین فیھا ابداً ذلک الفوز العظیم○

اور مہاجرین وانصار میں سے جو سب سے پہلے سبقت کرنے والے ہیں اور پھر جن لوگوں نے خوبی کے ساتھ ان کی پیروی کی ہے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور بڑی کامیابی یہی ہے۔ (سورۃ التوبہ آیت 100)

- لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینتہ علیھم واثابھم فتحاً قریباً○

اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جبکہ وہ تم سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے تو اللہ نے ان کے دلوں کا حال جان لیا تو اتاری ان پر طمانیت اور ان کو ایک عنقریب ظاہر ہونے والی فتح سے نوازا۔ (سورۃ الفتح آیت 18)

- لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰبائھم او ابنائھم او اخوانھم اوعشیر تھم۔

تم کوئی ایسی قوم نہیں پا سکتے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور وہ دوستی رکھے ان سے جو اللہ اور اس کے رسول سے برسرِ مخالفت ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا اہل کنبہ ہی کیوں نہ ہوں۔

- اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون○

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک فیضانِ خاص سے ان کی تائید فرمائی ہے اور ان کو داخل کرے گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہی لوگ اللہ کی پارٹی ہیں۔ سن رکھو کہ اللہ کی پارٹی ہی فلاح پانے والی ہے۔ (سورۃ مجادلتہ)

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت صرف رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دی یا مومنین کو۔ غیر مسلموں کے لیے جن سے اللہ تعالیٰ ہرگز راضی نہیں ہو سکتا' رضی اللہ عنہ کی صفت استعمال نہیں کی جا سکتی۔ مرتد اور کافر اس بشارت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ان کے لیے خبر یہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں بلکہ دوزخ میں رہیں گے۔ ان حالات میں کوئی ایسا قاعدہ وضع کرنا ممکن نہیں جس کی رو سے مرتدین بھی اسے استعمال کر سکیں۔ اسلام کا مسلمہ ضابطہ یہ ہے کہ خواہ مسلمان کفار کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں' اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ درج ذیل آیات ملاحظہ کیجیے:

o استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم ذلک بانھم کفروا باللہ و رسولہ و اللہ لا یھدی القوم الفٰسقینo

تم ان کے لیے مغفرت چاہو یا نہ چاہو اگر تم ان کے لیے ستر بار بھی مغفرت چاہو گے تو بھی اللہ ان کو بخشنے والا نہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا۔ اور اللہ نافرمانوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔ (سورۃ توبہ آیت 80)

o سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم ان اللہ لا یھدی القوم الفٰسقینo

ان کے لیے یکساں ہے' تم ان کے لیے مغفرت مانگو یا نہ مانگو۔ اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ نافرمانوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔ (سورۃ المنافقون آیت 6)

o وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ ان ابراھیم لاواہ حلیمo

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مغفرت مانگنا صرف اس وعدے کے سبب سے تھا جو اس نے اس سے کر لیا تھا۔ پھر جب اس پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس نے اس سے اعلان براءت کر دیا۔ بے شک ابراہیم بڑا ہی نرم دل اور بردبار تھا۔ (سورۃ التوبہ آیت 114)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیات اس امر کی صراحت کرتی ہیں کہ وہ لوگ جنہیں معاف نہیں کیا جائے گا' وہ یہ امید نہیں رکھ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے گا۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے ہمیں کئی ایسی کتابیں دکھائیں جن میں صوفیاء اور دوسرے مسلمانوں کے لیے اس وصف کا استعمال کیا گیا تھا۔لیکن یہ بات ان کے لیے مفید مطلب نہیں ہو سکتی' کیونکہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' مومنین کے لیے اس کا استعمال جائز ہے۔اس امر کی تردید نہیں کی گئی کہ غیر مسلموں نے اس صفت کو استعمال نہیں کیا۔یہ ان کے دلائل کا مسکت جواب ہے۔

ایک اور ممتاز عدا اصطلاح ''صحابی'' ہے۔یہ لفظ مسلمہ طور پر صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور غیر مسلموں کے لیے استعمال نہیں ہوا۔لیکن قادیانیوں نے اسے مرزا صاحب کے ساتھیوں کے لیے استعمال کیا ہے۔

علامہ سخاوی نے اس اصطلاح کے یہ معنی لکھے ہیں''ابوالحسین معتمد میں لکھتا ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طویل صحبت پائی ہو اور ان سے علم سیکھا ہو۔'' (فتح المغیث صفحہ 371)

اس لیے صحابی وہ خوش نصیب انسان ہے جو ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں فوت ہوا ہو (دیکھئے ملخص اصابہ' جلد 1' صفحہ 19 اور اسد الغابہ جلد 1' صفحات 18-19)۔ایک ایسے شخص' جسے جھوٹا نبی قرار دیا گیا ہو' کی صحبت اختیار کرنے والے شخص پر اس مخصوص اور فنی اصطلاح کا استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی قابل توجہ ہے:

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم.

یہ حدیث ان تین نسلوں کا تذکرہ کرتی ہے جنہیں صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس حدیث سے بھی یہ واضح ہے کہ صحابہ وہ ہیں' جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی۔تابعین وہ ہیں' جو صحابہ کے بعد ہوئے اور انہوں نے رسول کریم ﷺ کی زیارت نہیں کی اور تبع تابعین وہ لوگ ہیں' جو تابعین کے بعد ہوئے۔کسی شخص کے صحابی ہونے کے لیے اہم امر یا شرط یہ ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہو اور یہ زیارت بھی اس نے مومن ہونے کی حالت میں کی ہو اور پھر ایمان ہی کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی ہو' نہ کہ کفر کی حالت میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری اصطلاحات امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین اور خلیفۃ المومنین ہیں۔ یہ تینوں اصطلاحات، جن میں مومنین اور مسلمین کے الفاظ موجود ہیں، واضح طور پر مسلمانوں ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ اعلیٰ ترین منصب پر فائز شخص، خواہ وہ صدر کہلاتا ہو یا وزیر اعظم، بادشاہ، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین یا امیر المومنین کے نام سے موسوم ہو، کی معروف شرط یہ ہے کہ اسے مسلمان ہونا چاہیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلیفۃ رسول اللہ کا لقب اختیار کیا۔ اگرچہ ہر انسان خلیفۃ اللہ (زمین میں اللہ تعالیٰ کا نائب) ہے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے صرف خلیفۃ رسول اللہ کا لقب اختیار فرمایا۔ جب خلیفہ ثانی نے زمام خلافت سنبھالی تو ان کا خیال تھا کہ وہ خلیفۃ، خلیفۃ رسول اللہ یعنی رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ کے خلیفہ کہلائیں گے۔ لیکن محسوس ہوا کہ اگر ہر نئے حکمران کے لیے خلیفہ کا لفظ بڑھتا چلا گیا تو یہ بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے امیر المومنین کا لقب اختیار کر لیا (اسلام کا نظام حکومت صفحات 244-245) اس لیے امیر المومنین، یا خلیفۃ المسلمین یا خلیفۃ المومنین کے القاب صرف مسلمانوں کے سربراہان کے لیے مستعمل و مخصوص ہیں۔ کوئی مسلمان پسند نہیں کرے گا کہ ایسے لوگ جو غیر مسلم ہیں یا جوامت مسلمہ سے خارج ہیں، وہ یہ لقب اختیار کریں۔ اس وجہ سے اور خصوصاً قادیانیوں کے ان القابات اور اصطلاحات کے استعمال کے نتیجے میں مسلمانوں کی ان سے عداوت کی بناء پر، اس آرڈیننس کا نفاذ ہوا۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے دلیل دی کہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ کئی صوفیاء اور اولیاء کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ امیر المومنین کے الفاظ امام مالک کے لیے استعمال ہوئے۔ انہیں امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا ہے۔ نیز نظام حیدر آباد کے لیے بھی استعمال ہوئے جبکہ ایک صوفی کی ایک مرید عورت کے لیے ام المومنین کا لقب استعمال ہوا ہے۔

یہ دلائل نکتے سے غیر متعلق ہیں۔ مسلمانوں یا ان کے صوفیوں کے لیے ان اصطلاحات کا شاذ و نادر استعمال حجت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ سب لوگ جن کے لیے ان کا استعمال ہوا تھا، وہ کم از کم مسلمان ضرور تھے اور کافر نہ تھے۔ ثانیاً ان کا استعمال حضرت رسول اللہ ﷺ کی نقل اتارنے کی نیت سے نہ تھا۔ ثالثاً یہ شاذ و نادر مثالیں ہیں۔

قادیانیوں کے ہاں ان اصطلاحات کا استعمال اس اصول پر مبنی ہے کہ مرزا صاحب رسول اکرم ﷺ کا بروز ہیں اور ان کی مزعومہ بعث حضرت رسول اکرم ﷺ کی بعث دوم ہے اور اس کے نتیجے میں مرزا صاحب کے ساتھی، بیوی، افراد خاندان اور جانشین اسی تکریم اور عقیدت کے مستحق ہیں جو رسول اکرم ﷺ کے صحابہؓ، بیویوںؓ، اہل بیتؓ اور خلفاء کو حاصل ہے۔ "اگر مرزا صاحب محمد ہیں تو ان کے صحابہؓ محمد رسول اللہ کے ہی صحابہؓ ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الفضل قادیان جلد 3' نمبر 10 مورخہ 15 جولائی 1915ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ 254' نیز ص 278 طبع دوم جدید 2001ء)

مرزا صاحب کی عبارت زیادہ واضح ہے۔انہوں نے لکھا ہے''صار وجودی وجودہ (میرا وجود ان کا وجود بن گیا) اور جو کوئی بھی میری جماعت میں شامل ہوتا ہے۔وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔''

(خطبہ الہامیہ صفحات 258-259 روحانی خزائن ج 16 ص 258' 259)

اس بارے میں زیر بحث آرڈیننس بالکل درست ہے۔

دوسرا مسئلہ اذان پر پابندی کے بارے میں ہے۔آرڈیننس غیر مسلموں یعنی قادیانیوں کو لوگوں کو نماز کے لیے اذان کے کلمات پڑھ کر بلانے سے روکتا ہے۔اذان کا معنی ''پکار'' ہے اور موذن ''پکارنے والا'' ہوتا ہے۔یہ لغوی معانی آیاتِ قرآنیہ نمبر 7:44' 12:70 اور 22:27 سے واضح ہوتے ہیں۔ارشاد ہوتا ہے:

- قالوا نعم فاذن موذن بینھم ان لعنة الله علی الظلمین○

وہ کہیں گے'ہاں! پھر ایک منادی کرنے والا ان کے بیچ میں پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر! (الاعراف۔ آیت 44)

- ثم اذن موذن ایتھا العیر انکم لسارقون○

پھر ایک منادی نے آواز دی اے قافلہ والو تم لوگ چور ہو۔ (یوسف۔آیت 70)

- واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق○

اور لوگوں میں حج کی منادی کرو۔وہ تمہارے پاس آئیں گے پیادہ بھی اور لاغر اونٹنیوں پر بھی جو پہنچیں گی دور دراز گہرے پہاڑی راستوں سے۔(الحج۔آیت 27)

ان تینوں آیات میں اذن کا لفظ استعمال ہوا ہے۔اذان اسی کا اسم ہے اور اس کا معنی پکار یا ندا ہے۔پکار سے مقصود اطلاع دینا ہوتا ہے اور موذن منادی کے معنی میں مستعمل ہے۔اذن'اذان اور موذن کے یہ لغوی معانی ہیں۔آیت نمبر 9:62 میں اذا نودی للصلوة (جب نماز کے لیے پکارا جائے) کے کلمات میں نماز کے لیے پکارنے کے اس طریقے کا تذکرہ ہے جو اذان کے نام سے مشہور ہے۔اس لیے ان کا ترجمہ جب اذان دی جائے' کیا جائے گا۔یہ آیت کریمہ مع ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون o

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف مستعدی سے چل کھڑے ہو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ (جمعہ۔آیت 9)

ہجرت سے پہلے اذان کا کوئی تصور نہ تھا۔ ہجرت کے بعد ایک شخص لوگوں کو نماز کے لیے الصلٰوۃ جامعۃ کہہ کر بلاتا جس کا معنی یہ ہے کہ نماز کی جماعت تیار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کے لیے بلانے کے نظم کو اہمیت دی۔ آپؐ کے تین صحابہ حضرت ابوبکرؓ ' حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے طریقہ اذان کے خواب دیکھے۔ ان تینوں خوابوں میں سے حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور حضرت عمرؓ کے خواب بہت معروف ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے اسی رات رسول اللہ ﷺ کو اپنے خواب کا واقعہ بتا دیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے آپ کو صبح اطلاع دی۔ اس دن سے آنحضرت ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دے دیا کہ وہ یہ اذان پڑھ کر لوگوں کو نماز کے لیے بلایا کریں۔ بعد میں حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) کے الفاظ کا اضافہ کر دیا اور آپؐ نے ان کی منظوری دے دی۔ (الجامع الاحکام القرآن قرطبی جلد 2 ' صفحہ 225)

اذان کے وجوب کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ تاہم جیسا کہ ابوعمر کا کہنا ہے' اذان دارالاسلام اور دارالحرب کے مابین امتیازی صفت یا علامت ہے۔ (ایضاً)

یہ دین اسلام کی امتیازی خصوصیت یا علامتوں میں سے ایک ہے۔ اس لیے یہ مسلمانوں کا شعار یعنی ان کا امتیازی نشان ہے۔ (البحرالرائق ابن نجیم جلد 1 ' صفحہ 240) بتایا گیا ہے کہ اس امر پر اجماع ہے کہ یہ اسلام کا شعار (امتیازی نشان) ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری' حجۃ اللہ البالغۃ از شاہ ولی اللہ جلد 1 ' صفحہ 474)

اذان کے شعائرِ اسلام ہونے کے لیے یہ دلائل کافی ہوں گے:

(1) رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کو ان کی عبادت گاہوں کی طرف بلانے کی مشہور شکلیں یہ تھیں:

(الف) نرسنگا پھونکنا۔

(ب) گھنٹی بجانا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) آگ جلانا۔

لیکن آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کوئی شکل یا طریقہ پسند نہیں فرمایا بلکہ آخر کار اذان کے کلمات پڑھ کر بلانے کو پسند فرمایا۔

(2) اسلام کا اصول یہ ہے کہ اذان پڑھنے والے شخص کو مسلمان تصور کیا جائے گا تا آنکہ اس کے برعکس ثابت ہو جائے۔ ابن عصام مزنی کے والد سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ایک فوجی مہم پر بھیجا اور فرمایا کہ جب تم کوئی مسجد دیکھو یا موذن کی اذان سنو تو پھر کسی کو قتل نہ کرو۔ (سنن ابی داؤد جلد 1، صفحہ 351)۔ یہی حدیث صحیح بخاری جلد 1، صفحہ 86 پر حضرت انسؓ سے بھی مروی ہے۔

(3) ایک اور حدیث یوں مروی ہے:

عن انس ان النبی ﷺ کان یغیر عند صلوة الصبح و کان یستمع فاذا سمع اذانا امسک و الا اغار.

(نبی ﷺ دشمن پر نماز فجر کے وقت حملہ کرتے تھے۔ آپ غور سے سنتے تھے اور اگر آپ وہاں اذان کی آواز سنتے تو رک جاتے، ورنہ حملہ کر دیتے)۔

(سنن ابی داؤد جلد 1، صفحہ 354، مشکوۃ جلد 1، صفحہ 160 اردو ترجمہ)

پہلی حدیث مذکور آنحضرت ﷺ کی ہدایت اور اذان سننے پر حملہ نہ کرنے کے معمول کی وجہ یہ ہے کہ اذان سے اس امر کا ظن غالب ہوتا ہے کہ اس آبادی میں مقیم لوگ مسلمان ہیں اور وہ حملے سے محفوظ ہوں گے۔

اسی لیے فقہاء نے یہ رائے قائم کی ہے کہ جو شخص اذان پڑھتا ہے اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔ اگر لوگ کسی ذمی کے بارے میں یہ گواہی دیں کہ اس نے اذان دی ہے تو اسے مسلمان تصور کیا جائے گا۔

(البحر الرائق جلد 1، ابن نجیم صفحہ 279، رد المختار از ابن عابدین جلد 1، صفحہ 353)

ان آراء سے استدلال کرتے ہوئے مسٹر مجیب الرحمٰن نے دلیل دی ہے کہ جو شخص اذان پڑھتا ہے اسے مسلمان تصور کیا جانا چاہیے۔ لیکن یہ دلیل درست نہیں ہے کیونکہ مذکورہ حدیث کا منشا صرف اس قدر ہے کہ اذان کہنے سے کسی شخص کے حق میں اس کے مسلمان ہونے کا احتمال ہوتا ہے لیکن یہ احتمال قطعی نہیں ہوتا بلکہ غلط بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ آخر الامر اگر یہ معلوم ہو جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اذان پڑھنے والا شخص فی الواقع غیر مسلم ہے یا اس کے ایسے عقائد سامنے آ جائیں' جن سے ثابت ہوتا ہو کہ وہ غیر مسلم ہے تو اسے محض اس بناء پر اذان کہنے کا فائدہ اٹھانے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے استحقاق کا دعویٰ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ردالمختار جلد 1 'صفحہ 279 پر اس امر کی توضیح کی گئی ہے کہ کسی مسجد میں موذن کے اذان پڑھنے سے یہ غالب احتمال ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اذان کہنے کی اجازت عموماً صرف مسلمان ہی کو دی جاتی ہے یعنی اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو اس مسجد کے نمازی اسے اذان پڑھنے کی اجازت نہ دیتے۔ تاہم اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ کافر کی اذان درست نہیں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کوئی شخص صرف اذان کہنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر وہ معمول کے مطابق ایسا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس کے اسلام کا احتمال قوی ہوگا۔

اب ہم مسٹر مجیب الرحمٰن کے استدلال پر بحث کرتے ہیں۔ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث نبویہ اور قرآن کریم کی آیت نمبر 4:49 پر بنیاد رکھی ہے۔

یہ آیت یوں ہے:

یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا و لا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مومنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ کذلک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم فتبینوا ان اللہ کان بما تعملون خبیرا ہ

اے ایمان والو! جب تم خدا کی راہ میں نکلا کرو تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کرے اس کو دنیوی زندگی کے سامان کی خاطر یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اللہ کے پاس بہت سامان غنیمت ہے۔ تمہارا حال بھی پہلے ایسا ہی رہ چکا ہے۔ پھر اللہ نے تم پر فضل فرمایا۔ پس تحقیق کر لیا کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ (النساء۔ آیت 94)

اس دلیل کا جواب خود آیت میں موجود لفظ فتبینوا (پس اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو) ہے۔ مسلمانوں کی طرح سلام کرنے 'لا الہ الا اللہ کہنے یا اذان پڑھنے یا مسجد ایسی عبادت گاہ میں نماز پڑھنے سے کسی شخص کے مسلمان ہونے کا احتمال ہوتا ہے لیکن یہ غلط بھی ہو سکتا ہے' جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر غلط ہونے کا ثبوت موجود ہو تو اسے مومن یا مسلم نہیں کہا جائے گا۔

پروفیسر طاہر القادری نے دلیل دی کہ کتاب اللہ حق اور باطل کے درمیان تمیز کرتی ہے۔ انہوں نے ان آیاتِ قرآنیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے حوالے دیئے۔ آیات نمبر 1:25 ' 34:41 ' 100:5 ' 22:35 ' 20:59 ' 4:34 ' 14:57 اور 18:32 میں مسلم اور مومن کی تعریف کر دی گئی ہے اور ان کی صفات بیان کر دی گئی ہیں۔ جیسے باطل کو حق کا نام دینا اور شر کو خیر قرار دینا ناممکن ہے' ٹھیک اسی طرح ایک غیر مسلم کو مسلمان کہنے یا اس کے برعکس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ایک معروف حدیث مروی ہے کہ جو کسی ایسے شخص کو کافر کہے جو کافر نہیں ہے تو یہ کفر غلط الزام لگانے والے پر لوٹ آئے گا۔ ایسی کوئی وجہ نہیں کہ ایک غیر مسلم کو مومن یا مسلم کہا جائے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے تسلیم کیا کہ اذان مسلمانوں کا شعار ہے لیکن کہا کہ یہ قادیانیوں کا بھی شعار ہے اور جب یہ دونوں کا یکساں شعار ہے تو پھر یہ مسئلہ قرآن کریم کی آیات نمبر 2:5 اور 64:3 کے مطابق طے کیا جائے گا۔ دونوں آیاتِ کریمہ درج ذیل ہیں۔

یایھا الذین امنوا لا تحلوا شعائر اللہ و لا الشھر الحرام و لا الھدی و لا القلائد و لا امین البیت الحرام یبتغون فضلاً من ربھم و رضواناً و اذا حللتم فاصطادو و لا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا و تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان و اتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب o

اے ایمان والو! اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو' نہ محترم مہینوں کی اور نہ قربانیوں کی اور نہ پٹے بندھے ہوئے نذر کے جانوروں کی اور نہ بیت اللہ کے عازمین کی جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طالب بن کر نکلتے ہیں اور جب حالت احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کرو۔ اور کسی قوم کی دشمنی' کہ اس نے تمہیں مسجد حرام سے روکا ہے' تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم حدود سے تجاوز کرو۔

اور تم نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو اور گناہ اور تعدی میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت پاداش والا ہے۔ (المائدہ۔ آیت 2)

قل یاھل الکتب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم اَلا نعبد اِلا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون o

کہہ دو اے اہل کتاب اس چیز کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں مشترک ہے' یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی

www.KitaboSunnat.com

کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب ٹھہرائے اگر وہ اس چیز سے اعراض کریں تو کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو مسلم ہیں۔ (آل عمران۔ آیت 64)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس آیت کے الفاظ تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم کا ترجمہ پکتھل نے "اس معاہدے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے" کیا ہے۔ یہ ترجمہ درست نہیں' کیونکہ اس آیت میں کسی معاہدے کا تذکرہ نہیں بلکہ ایسی چیز کا ذکر کیا گیا جو دونوں میں یکساں مشترک ہے۔ تاہم مولانا فتح محمد کا اردو ترجمہ بالکل صحیح ہے اور اوپر دیئے ہوئے ترجمہ میں اسی کی عکاسی کی گئی ہے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن کا استدلال یہ ہے کہ جو امر قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین مستحسن اور مشترک ہو اس میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ وہ دونوں کے درمیان کلمة سواء ہے۔ کلمۂ سواء کی تفسیر کے لیے انہوں نے مدارک التنزیل جلد اول صفحہ 222 کا حوالہ دیا کہ کلمۂ سواء یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان ایک یکساں مشترک امر جس کے بارے میں قرآن' تورات اور انجیل میں اختلاف موجود نہیں ہے۔ اور کلمۃ کی تفسیر خود یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں)۔ امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ "کلمۂ سواء سے مراد صرف خدائے واحد کی عبادت کرنا ہے کیونکہ یہ تمام انبیاء کی مشترک دعوت تھی۔" (تفسیر ابن کثیر اردو جلد اول صفحہ 67)

امام سیوطی کی الدرالمنثور (جلد 2 صفحہ 40) میں ہے کہ "کلمۂ سواء سے مراد لا اله الا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) ہے۔" مفتی محمد شفیع کلمۂ سواء کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس پر لوگوں کو مل جانا چاہیے۔ اس سے مسٹر مجیب الرحمٰن نے یہ استنباط کیا ہے کہ ایسے امر کو قابل سزا جرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

قرآن پاک کی سورہ نمبر 41 کی آیت نمبر 33 میں ارشاد ہوا ہے:

ومن احسن قولاً ممن دعا الی الله وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین٥

اور اس سے بڑھ کر اچھی بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (حم سجدہ۔ آیت 33)

کلبی کے مطابق اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب موذن اذان پڑھتا اور مسلمان نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تو یہودی ان پر طنز کرتے اور موذن کے بارے میں نازیبا کلمات بولتے تھے۔ اس لیے آیت میں اذان کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسن قول (بہترین بات یا سب سے اچھی بات) فرمایا گیا۔ (قرطبی جلد 6 صفحات 224-225)

یہ امر پہلے واضح ہو چکا ہے کہ کسی غیر مسلم کی اذان' اذان شمار نہیں ہوگی اور اس لیے اس پر "بہترین بات" کا اطلاق نہیں ہوگا۔ اس آیت میں ایک مومن یا مسلم کی تعریف کی گئی ہے جس سے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ اذان "احسن قول" (بہترین بات) صرف اس وقت شمار ہوگی جب اسے کوئی مسلمان پڑھے کیونکہ اس کا صحیح حق یہی ہے کہ اسے ایسا شخص پڑھے جو عمل صالح اور مسلمانوں کے عقیدے کا حامل ہو۔

عدالت کے سامنے قرآن کریم کی آیت نمبر 2:5 کے شان نزول کے بارے میں اختلاف کا اظہار کیا گیا تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا اس آیت میں شعائر اللہ سے مراد مشرکین کے امتیازی نشانات یا خصوصیات ہیں یا مسلمانوں کی۔ مسٹر مجیب الرحمٰن نے مفسرین کی آراء سے اس نقطہ نظر کی تائید میں حوالے پیش کیے کہ اس آیت میں شعائر سے مراد مشرکین کے امتیازی نشانات ہیں جبکہ مسٹر ریاض الحسن گیلانی نے ان کے مخالف آراء کا سہارا لیا۔ پیر محمد کرم شاہ' جواب سپریم کورٹ کے شریعت بنچ کے جج ہیں' اپنی معروف تفسیر ضیاء القرآن میں مسٹر مجیب الرحمٰن کی رائے کی تائید کرتے ہیں۔

کچھ آراء ایسی بھی ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے۔ مسٹر مجیب الرحمٰن نے دلیل دی کہ آیت کا یہ حصہ **لا تحلوا شعائر الله** ہرگز منسوخ نہیں ہوا۔

اس اختلاف میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس آیت کا تعلق حج کے موقع پر قربانیاں لانے اور انہیں منیٰ میں ذبح کرنے سے متعلق غیر مسلموں کے شعائر سے بھی ہو تو آیت نمبر 28:9 میں ایک مختلف حکم دیا گیا تھا۔ یہ آیت کریمہ حسب ذیل ہے:

o **یا ایها الذین امنوا انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا. وان خفتم عيلة فسوف يغنيكم الله من فضله ان شاء ان الله عليم حكيم.**

اے ایمان والو! یہ مشرکین بالکل نجس ہیں تو یہ اپنے اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ پھٹکنے پائیں۔ اور اگر تمہیں غربت کا اندیشہ ہو تو اللہ اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے تم کو مستغنی کر دے گا۔ بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ (التوبہ۔ آیت 28)

مشرکین کو کعبہ کے قریب پھٹکنے سے روک دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ اس حکم الٰہی کے نفاذ کے لیے رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ حکم دے کر مکہ روانہ کیا کہ آئندہ غیر مسلموں کو حج سے منع کر دیا جائے۔

اس حکم میں مشرکین کو کعبے میں اپنے شعائر کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انہیں حج اور زیارت کے شعائر سے منع کر دیا گیا۔

(دیکھئے تفہیم القرآن' جلد 2' صفحہ 186 حاشیہ 25)۔

اس سے یہ بدیہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ کسی غیر مسلم کو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ شعائر اسلام کو اختیار کرے کیونکہ شعائر کا مفہوم یہ ہے کہ امت کی ایسی خصوصیات یا امتیازی نشانات جن سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر کوئی اسلامی ریاست برسر اقتدار ہونے کے باوجود غیر مسلموں کو ایسے شعائر اسلام اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے جن سے امت مسلمہ کی امتیازی حیثیت متاثر ہوتی ہے' تو یہ اس ریاست کی غفلت اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکامی شمار ہوگی۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو شعائر اسلام اختیار کرنے کی کھلی اجازت دے دینا شعائر اسلام سے غیر قانونی سلوک کے مترادف ہے' اس لیے ان کی ممانعت کر دینا اشد ضروری ہے۔ مندرجہ بالا آیت نمبر 28:9 اور اس کے نتیجے میں آنحضرت ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کے قانون سازی کے اختیارات میں غیر مسلموں کو شعائر اسلام اختیار کرنے کی ممانعت کر دینا شامل ہے اور یہ بھی اسلامی ریاست کے تشریعی اختیارات میں شامل ہے کہ وہ ایسے غیر مسلموں کو سزا دے جو شعائر اسلام اختیار کرنے سے باز نہیں رہتے۔ زیر بحث آرڈیننس میں یہی سزا دی گئی ہے۔ اس سے مسٹر مجیب الرحمٰن کے تعزیر کے بارے میں دلائل کا احاطہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں مسٹر مجیب الرحمٰن نے درج ذیل نکات پیش کیے:

1۔ اگر اذان شعائر اسلام ہے اور یہی شعائر غیر مسلموں میں مشترک ہو تو کیا غیر مسلموں کو اس سے روک دیا جائے گا؟

2۔ کیا کلمۃ سواء کے بارے میں حکم کے مطابق یہ لازمی نہیں ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم اس میں اکٹھے شریک رہیں؟

3۔ کیا احسن قول (بہترین بات) کو پڑھنا قابل سزا جرم قرار دیا جا سکتا ہے؟

ان سوالات کے جوابات پہلے دیئے جا چکے ہیں اور اب ان کا خلاصہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ آیت نمبر 28:9 اور اس سے اخذ کردہ قوانین کی روشنی میں غیر مسلموں کو ایسے شعائر کی ادائیگی کی ممانعت کی جا سکتی ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں مشترک ہوں۔ کلمۃ سواء مختلف معاملات کے لیے استعمال ہوا ہے لیکن پہلے سوال کے جواب کی وجہ سے دوسرا سوال غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ تاہم اس امر پر زور دیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ کفار بھی طواف کرتے تھے لیکن جب مسلمانوں نے خانہ کعبہ کا انتظام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنبھال لیا تو انہیں اس سے روک دیا گیا۔ یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ کسی غیر مسلم کی اذان پر احسن قول کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور اگر پہلے سوال کے جواب کی رُو سے کسی شخص پر ایسے شعائر کی ادائیگی کی پابندی لگائی جا سکتی ہے تو اسے اس پابندی کی خلاف ورزی کرنے پر سزا دینے کا حکم بھی دیا جا سکتا ہے۔

جب قادیانی قادیان میں تھے اور وہاں ان کی اکثریت تھی اور انہیں کافی قوت حاصل تھی تو ان کا اپنا طرز عمل بہت ملتا جلتا ہے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو خود ان کی اپنی مساجد میں اذان دینے سے روک دیا تھا۔ احرار نے قادیان میں مسلمانوں کی مساجد میں اذان کہنے کے لیے کچھ رضا کار بھیجے لیکن قادیانیوں نے ان پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا اور ان سب کو کوئی زخم لگائے اور وہ ہسپتالوں میں بستروں پر پڑے رہے۔ (تحریک ختم نبوت 1974ء از شورش کاشمیری صفحہ 78) یہ انگریز سرکار کے دور میں وحشیانہ قوت کے بل بوتے پر ہوا ہو گا۔ یہ اس امر کی مثال ہے کہ جس چیز کو وہ اپنا شعار (امتیازی نشان) خیال کرتے تھے اسے انہوں نے مسلمانوں کے لیے عملاً غیر قانونی قرار دے دیا تھا۔ اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ برسر اقتدار اکثریت کی جانب سے ایسی پابندی قانونی ہو گی۔

ان کی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے پر پابندی کے خلاف مسٹر مجیب الرحمٰن کی دلیل یہ تھی کہ قرآن کریم کی رو سے مسجد کا لفظ صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ یہ ایسے لوگوں کی عبادت گاہوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے جو اب غیر مسلم ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا گزشتہ 1400 سال میں کبھی بھی غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دیا گیا ہے' تو ان کا جواب نفی میں تھا لیکن چند دن کے بعد انہوں نے بتایا کہ وہ کم از کم کراچی میں یہودیوں کی ایک ایسی عبادت گاہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس پر مسجد بنی اسرائیل' کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس تحریر کی تصویریں پیش کیں' جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ یہودیوں کا معبد ہے اس کا ترجمہ کسی نے مسجد بنی اسرائیل' کر دیا ہے۔ ایسا نام یہودیوں میں عام طور پر رائج نہیں ہے۔

یہ مسئلہ کہ قرآن میں آنحضرت ﷺ کے پیروکاروں کے علاوہ دوسروں کی عبادت گاہ کو مسجد کہا گیا ہے' نکتے سے غیر متعلق ہے۔ ابتدا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے ہی اسلام دین الٰہی چلا آ رہا ہے۔ اگر کسی اور نبی کی امت کے لوگوں' جو اس وقت کے دین اسلام کے پیروکار تھے' کی عبادت گاہوں کے لیے مسجد کا لفظ استعمال ہوا ہے تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو بھی مسجد ہی کا نام دیا جائے گا۔ نکتہ یہ ہے کہ گزشتہ 1400 سال میں یہ نام صرف مسلمانوں ہی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت گاہوں کے لیے مخصوص رہا ہے اور یہ رواج صرف مسلمانوں ہی میں رہا ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کا نام دیتے ہیں۔

قرآن کریم میں مساجد کا لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے لیکن اب یہی لفظ صرف مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے فنی مفہوم میں سمجھا جاتا ہے۔(دیکھئے العلاقات الدولیتہ فی الاسلام صفحہ 202)اس کی روشنی میں تو عیدگاہ بھی مسجد نہیں ہے۔

قرآن پاک کی آیت نمبر 40:22 کا حوالہ دیا گیا ہے‘ جو یہ ہے:

o **الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوت و مسجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔**

وہ لوگ جو اپنے گھروں سے بے قصور محض اس بنا پر نکالے گئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کنیسے اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے‘ ڈھائے جا چکے ہوتے۔

o **ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیزo**

اور بے شک اللہ ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کے لیے اٹھیں گے۔بے شک اللہ قوی اور غالب ہے۔(الحج۔ آیت 40)

استدلال کیا گیا تھا کہ تمام ادیان کی عبادت گاہوں کو حاصل تقدس کی بناء پر کسی شخص کو اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے سے نہیں روکا جا سکتا۔تاہم قرطبی نے واضح کیا ہے کہ عبادت گاہوں کے مذکورہ ناموں میں سے خانقاہوں‘ گرجوں‘ کنیسوں کا تعلق غیر مسلموں کی عبادت گاہوں اور استھانوں سے ہے‘ جبکہ مساجد کا لفظ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے تذکرے کے لیے استعمال ہوا ہے۔(احکام القرآن جلد 12 ‘ صفحہ 72) لیکن اگر یہ فرض کرلیں کہ مسجد کا لفظ ان لوگوں کی عبادت گاہ کے لیے بھی استعمال ہوا ہے جو حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد غیر مسلموں کے زمرے میں آتے ہیں تو پھر بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسجد کا لفظ ایسے لوگوں کی عبادت گاہ کے لیے استعمال ہوا ہے کہ جو اس وقت مسلمان ہی تھے۔

اس حدیث کی روشنی میں جس کا ذکر پہلے اذان کی بحث میں کیا جا چکا ہے‘ مسجد کو بھی اسلام کا شعار قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں مسجد پائی جائے وہاں قتل کرنے سے منع کر دیا گیا' کیونکہ مسجد اسلام کا امتیازی نشان یا شعار ہے۔ جو شخص اس میں نماز پڑھتا ہے وہ مسلمان قرار پائے گا' الا یہ کہ اس کے خلاف ثبوت مل جائے۔

سورہ توبہ کی آیات 17 اور 18 اس مسئلے کا حل پیش کرتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

o ماکان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ شاھدین علی انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خلدون o

مشرکین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مساجد کا انتظام کریں درآنحالیکہ وہ خود اپنے کفر کے گواہ ہیں۔ ان لوگوں کے سارے اعمال برباد ہو گئے اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے تو یہی ہیں۔

o انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلٰوۃ واٰتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولئک ان یکونوا من المھتدین o

اللہ کی مساجد کا انتظام کرنے والے تو صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز قائم کرتے ہوں اور زکوۃ دیتے ہوں۔ یہ لوگ توقع ہے کہ ہدایت یافتہ بنیں۔ (التوبہ۔ آیت 18:17)

اس مسئلے میں اختلافِ رائے موجود ہے کہ کیا غیر مسلم یا مشرکین مسجد تعمیر کر سکتے ہیں یا اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ تعمیر کے بارے میں مسلمہ اصول یہ ہے کہ مسجد خواہ غیر مسلم نے تعمیر کی ہو' اسے مسلمانوں کی عبادت گاہ کے طور پر ہی استعمال ہونا چاہیے۔ البتہ داخل ہونے کے بارے میں اختلافِ رائے ہے۔ مالکی اور حنبلی ان کے مسجد میں داخلے کے خلاف ہیں۔ شافعیہ کے نزدیک مسجد الحرام کے سوا باقی مساجد میں انتظامیہ کی اجازت کے ساتھ جائز ہے۔ حنفیہ کے ہاں وہ مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے منافقین کو مسجد سے نکال دیا تھا۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' تو آپ نے چند اشخاص جو نماز کے لیے جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے' کا نام لے کر انہیں مسجد سے باہر نکل جانے کا حکم دیا کیونکہ وہ منافق تھے۔ (روح المعانی آلوسی' جلد 2 صفحہ 10)

اس بحث کو معروف احمدی سر ظفر اللہ خان کی رائے پر ختم کیا جاتا ہے۔

"اگر احمدی غیر مسلم ہیں تو پھر ان کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔" (تحدیث نعمت صفحہ 162)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے مسئلے کو بالکل درست پیش کیا ہے لیکن آرڈیننس قادیانیوں کو صرف اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام رکھنے یا پکارنے سے روکتا ہے۔ شریعت کی نگاہ میں یہ قابل اعتراض امر نہیں ہے بلکہ اس سے شریعت کے مقصد کو فروغ ملتا ہے۔

ارتداد کے اصول کی موجودگی میں اسلامی ریاست میں دیگر مذاہب کی اشاعت کا حق غیر محدود نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا من یرتدمنکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکٰفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیمo

اے ایمان والو! جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں وہ جلد ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔ وہ مسلمانوں کے لیے نرم مزاج اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں گے' اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے بخشے گا اور اللہ بڑی وسعت رکھنے والا اور علم والا ہے۔ (المائدہ۔ آیت 54)

o ومن یرتددمنکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ واولئک اصحب النار ھم فیھا خلدونo

اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا اور حالت کفر میں مر جائے گا تو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے اور یہی لوگ دوزخ میں پڑنے والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرۃ۔ آیت 217)

اس مسئلے کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ تمام مذاہب کی یہ مسلمہ روایت رہی ہے کہ کسی شخص کی ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیلی اس کے ہم مذہب افراد کی نگاہوں میں دشمنی سے کم شمار نہیں ہوتی۔ اس کی مناسب مثال اچھوتوں کے اجتماعی قبول اسلام پر ان سے ہندوؤں' جن میں نام نہاد سیکولر ریاست کے حکمران شامل ہیں' کی عداوت ومخاصمت ہے۔

ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں ایسی تبدیلی غالباً اس مذہبی جماعت کے لیے باعث انتشار ہوتی ہو۔ قادیانی لٹریچر میں بھی اگر کوئی مسلمان قادیانی ہو جائے اور پھر دوبارہ اسلام قبول کرے تو وہ مرتد شمار ہوتا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک غیر مسلم ہی کی طرح عذاب جہنم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ان حالات میں یہ قرار دینا مشکل ہے کہ اسلام غیر مسلموں کو یہ بنیادی حق دیتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں اپنے مذہب کی غیر مشروط تبلیغ کرتے رہیں۔

تاریخ اسلام میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ خلیفہ یا بادشاہ کے دربار میں کسی مذہب کی برتری پر مباحثے منعقد ہوتے تھے جن میں مسلمان اور غیر مسلم علمائے دین برابر شرکت کرتے۔لیکن ان واقعات کو اس امر کی موثر دلیل نہیں قرار دیا جاسکتا کہ یہ کسی کا مسلمہ حق ہے کہ وہ مسلمانوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر کے انہیں غیر مسلم بناتا رہے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ اسلام غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق دیتا ہے' قرآن کریم کی کسی آیت' حدیث نبوی یا کسی فقیہ کے قول سے براہِ راست استدلال نہیں کیا۔

انہوں نے کہا کہ قرآن کی رُو سے تبلیغ ایک فریضہ ہے اور اس فریضے کی تکمیل اس سے ہوتی ہے کہ کافر کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہو۔انہوں نے قرآن کریم کی آیت 2:170 کا حوالہ دیا:

o **واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباء نا اولو کان اباء ھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدون**o

اور جب اُن کو دعوت دی جاتی ہے کہ خدا کی اتاری ہوئی چیز کی پیروی کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔کیا اس صورت میں بھی جب کہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے رہے ہوں اور نہ راہِ ہدایت پر رہے ہوں۔ (البقرۃ۔آیت 170)

اور کہا کہ یہ آیت آباء و اجداد کی اندھی پیروی کی مذمت کرتی ہے۔انہوں نے آیات نمبر 2:112' 5:105' 71:26 تا 75 اور 21:43 کا بھی حوالہ دیا اور کہا: ان آیات کے یکجا مطالعے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جب حضورؐ کفار کو سچے پیغام کی تبلیغ فرماتے تو ان کا یہی جواب ہوتا کہ ہمارے لیے ہمارے آباء و اجداد ہی کافی ہیں' خواہ ان کے آباء و اجداد عقل و ہدایت سے یکسر عاری تھے۔اسلام کا منشا یہ ہے کہ ہر دو قسم کے دلائل یعنی آفاقی اور انفسی کو اختیار کرتے ہوئے نظریہ تقلید پر اس زور کو ختم کر دیا جائے۔آفاقی دلائل کا تعلق نظام قدرت' ارض و سماء کی تخلیق اور دن رات کی گردش وغیرہ ان مظاہر قدرت سے ہے جن کا تذکرہ قرآن کریم نے کر دیا ہے۔انہیں اس نظام کے حسن و جمال اور عمدہ نظم پر متوجہ کرتے ہوئے قائل کیا جائے کہ دو خداؤں کی موجودگی میں یہ نا ممکن ہوتا۔انفسی دلائل کا مفہوم یہ ہے کہ وہ زندگی کے مختلف مراحل کی تخلیق میں تامل وتدبر کریں گے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حقیقت کو پالیں گے کہ انسان کی تخلیق صرف ایک خدا کا عمل ہے۔یہی وہ انداز ہے جسے اختیار کرتے ہوئے قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هی احسن۔

اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان کے ساتھ اس طریقہ سے بحث کرو جو پسندیدہ ہے۔(النحل۔آیت 125)

انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ اصل چیز حجت ہے:

ولکن لیقضی الله امرا کان مفعولا لیهلک من هلک عن بینة و یحیی من حی عن بینة۔

اور تا کہ اللہ اس امر کا فیصلہ فرمادے جس کا ہونا طے ہو چکا تھا تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے‘ حجت دیکھ کر ہلاک ہو اور جسے زندگی حاصل کرنی ہے وہ حجت دیکھ کر زندگی حاصل کرے۔ (الانفال۔آیت 42)

آخر میں انہوں نے آیات نمبر 148:6‘ 75:28‘ 156:37-----157‘ 64:27‘ 24:21‘ اور 111:2 کا حوالہ دیا۔ان آیات کے متعلقہ حصے یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

قل هل عندکم من علم فتخرجوه لنا۔

پوچھو تمہارے پاس ہے اس کا کوئی علم کہ تم اس کو ہمارے سامنے پیش کرسکو۔ (الانعام۔آیت 148)

امر لکم سلطن مبین٥ فاتوا بکتبکم ان کنتم صدقین٥

کیا تمہارے پاس کوئی واضح حجت ہے پس پیش کرو تم اپنی کتاب اگر تم سچے ہو۔ (الصٰفٰت. آیات 157:156)

فقلنا هاتوا برهانکم۔ پس ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو۔(القصص۔آیت 75)

قل هاتوا برهانکم۔ ان سے کہو کہ اپنی دلیل پیش کرو۔(الانبیاء۔آیت 24)

قل هاتوا برهانکم کہو کہ تم اپنی دلیل لاؤ!(النحل۔آیت 64)

قل هاتوا برهانکم۔ تم کہو کہ اپنی دلیل پیش کرو!(البقرۃ۔آیت 111)

انہوں نے ان آیات کی توضیح کے لیے متعدد تفاسیر کے حوالے پیش کیے۔انہیں یہاں نقل کرنے کی اس لیے ضرورت نہیں کہ ان آیات کے معانی بالکل واضح ہیں کہ مسلمان مشرکین اور غیر مسلموں سے ان کے پختہ عقائد کے بارے میں حجت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب کر سکتے ہیں۔

لیکن مسٹر مجیب الرحمٰن کا استدلال یہ ہے کہ اس سے غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کر کے انہیں مرتد بنانے کا حق ملتا ہے۔

ہم ادنیٰ سے ادنیٰ امکان کی حد تک بھی اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

یہ تمام آیات اسلام کی دعوت و تبلیغ کے اصولوں اور اس کے اسلوب اور طریقہ کار سے متعلق ہیں۔ اصول یہ ہے کہ کسی غیر مسلم سے اسلام کی دعوت پر گفتگو کرتے ہوئے مسلمان کو نہایت شائستہ اور نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے اور نہ صرف اسلام کے تمام اچھے نکات کو معقول اور مدلل طریقے سے پیش کرنا چاہیے بلکہ غیر مسلم کو یہ موقع دینا چاہیے کہ وہ بھی اپنے دین کے اچھے پہلوؤں کے بارے میں اس کے سامنے اپنی رائے کا اظہار کرے۔ یہ ضروری ہے کہ غیر مسلم کو اپنے دین کے بارے میں اپنا موقف کھل کر بیان کرنے دیا جائے تا کہ مسلمان اس کی تردید کر سکے اور دیگر مذاہب کے تخیلاتی فلسفے پر اسلام کی برتری کو ثابت کر سکے۔ درحقیقت قرآن دو افراد کے درمیان اس قسم کی آزادانہ بحث ہی کی اجازت نہیں دیتا بلکہ وہ' جیسا کہ ھاتوا برھانکم (اپنی دلیل پیش کرو) سے ظاہر ہے' مسلمان سے کہتا ہے کہ غیر مسلم کو چیلنج دو کہ وہ اپنے عقیدے کی صداقت کے دلائل سامنے لائے۔ درحقیقت یہ اس امر کا اشارہ ہے کہ غیر مسلم ایسے دلائل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

(دیکھئے المراغی جلد 1) کہا گیا ہے فھو فی عرف التخاطب تکذیب خطاب کے عرف میں یہ انہیں جھوٹا قرار دینے کی ایک شکل ہے۔ یہ قطعی بات ہے کہ قرآن کریم کے دلائل ناقابل تردید ہیں۔ کفر کی تائید میں کوئی دلیل پیش کرنا ممکن نہیں ہے۔

اس سے اس امکان کی نفی ہو جاتی ہے کہ مسلمان' غیر مسلم کے اپنے مذہب کے حق میں دلائل سے متاثر ہو کر مرتد ہو جائے گا۔ یہ آیات تبلیغ کی صرف اس صورت پر چسپاں ہوتی ہیں' جو غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے کی جائے۔ ان آیات کا رخ موڑ کر انہیں غیر مسلموں کے اس دعوے کی تائید میں پیش نہیں کیا جا سکتا کہ انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان گزر چکا ہے قرآن کریم' سنت رسول ﷺ یا ان کی تفاسیر و شروح میں ایسی کوئی دلیل موجود نہیں جس میں غیر مسلموں کے حق کو تسلیم کیا گیا ہو کہ وہ مسلمانوں میں اپنے مذہب کی تشہیر و تبلیغ کریں۔ یہ آیات اور ان کی تفسیریں اس دعوے کی تائید نہیں کرتیں کہ غیر مسلموں کو یہ بنیادی حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں میں اپنے مذہب کی تشہیر و تبلیغ کریں۔ اس کے باوجود اسلامی ریاست کو یہ اختیار ہے کہ وہ غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دے' جیسا کہ آئین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دفعہ 20 میں دی گئی ہے۔تا ہم یہ اجازت صرف اس صورت میں دی جا سکتی ہے جبکہ غیر مسلم غیر مسلم کی حیثیت سے تبلیغ کریں نہ کہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے۔ یہ مقننہ کا کام ہے کہ وہ دیگر شرائط وضع کرے۔

مولانا مودودی نے اپنی کتاب ''اسلامی ریاست'' کے صفحات 582 تا 602 پر اقلیتوں کے حقوق پر مفصل بحث کی ہے اور ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنے کے لیے مواد چھاپنے کے حق میں بھی بیان کیا ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اس امر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ کسی مسلمان کو انفرادی طور پر کسی دوسرے مذہب کی تبلیغ کی جائے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنا دین بدلنے کا مجاز نہ ہو گا۔

مسٹر مجیب الرحمٰن نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اس اعلان سے بھی حوالے پیش کیے جو 1948ء میں منظور ہوا تھا' جس دفعہ کا انہوں نے ذکر کیا تھا وہ یوں ہے:

> ''دفعہ 18۔ ہر شخص کو سوچ' ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں اپنا مذہب یا عقیدہ بدلنے کی آزادی اور خواہ انفرادی طور پر یا برادری میں دوسروں کے ہمراہ یا عوام میں یا نجی طور پر اپنے مذہب یا عقیدے کو تعلیم' عمل' عبادات اور رسوم میں ظاہر کرنے کی آزادی شامل ہے۔''

اس چارٹر میں کسی ملک کے شہریوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کا حق دینے کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔

آخر میں اسلامک کونسل کے شائع کردہ دو رسالوں کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ پہلا ''انسانی حقوق کا منشور'' ہے اور دوسرا ''مثالی اسلامی آئین'' ہے۔ ان دونوں رسالوں میں قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ کے احکام کی روشنی میں وضع کردہ انسانی حقوق میں عموماً وہ انسانی حقوق شامل ہیں جو اقوام متحدہ نے منظور کیے۔ تا ہم کئی حقوق زیادہ ہیں مثلاً انصاف کا حق' طاقت کے غلط استعمال کے خلاف تحفظ کا حق' پناہ کا حق۔ اقلیتوں کے یہ حقوق کہ ان کے شخصی معاملات ان کے اپنے شخصی قوانین کے مطابق طے کیے جائیں گے' عوامی امور کے نظم و انتظام میں شرکت کے حقوق و فرائض' کارکنوں کے مرتبے' وقار اور سماجی تحفظ کے حقوق وغیرہ۔

رسالہ ''انسانی حقوق کا عالمی اسلامی منشور'' کے پیراگراف 12 اور 13 عقیدے' سوچ اور تقریر کی آزادی کے حق اور مذہب کی آزادی کے حق سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں یہاں درج کیا جاتا ہے۔

11۔ (الف) ہر شخص کو اس وقت تک اپنے خیالات اور عقائد کے اظہار کا حق حاصل ہے جب تک وہ قانون میں بیان کردہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود میں رہا ہے۔تاہم کوئی بھی شخص اس بات کا مجاز نہیں کہ وہ جھوٹ کی اشاعت کرے یا ایسی اطلاعات پھیلائے جو عوامی مذاق کو مشتعل کریں یا تہمت تراشی کرے یا دوسرے لوگوں پر طعن و تشنیع کرے یا ان پر ہتک آمیز الزامات لگائے۔

(ب)علم کی جستجو اور حق کی تلاش ہر مسلمان کا نہ صرف حق ہے بلکہ فرض ہے۔

(ج) یہ ہر مسلمان کا حق اور فرض ہے کہ وہ ظلم کے خلاف (قانون کی طے کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے) احتجاج اور جدوجہد کرے‘ خواہ اس میں ریاست کے حاکم اعلیٰ کو چیلنج کرنا شامل ہو۔

(د) اطلاعات کی اشاعت پر کوئی پابندی نہیں ہوگی بشرطیکہ اس سے معاشرے یا ریاست کی سلامتی کو خطرہ لاحق نہ ہو اور یہ قانون کی طرف سے عائد کردہ حدود کے اندر محدود ہو۔

(ھ) کوئی شخص دوسروں کے مذہبی عقائد کی توہین یا تضحیک نہیں کرے گا یا ان کے خلاف عوام میں عداوت نہیں پھیلائے گا۔دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے۔

13۔ ہر شخص کو ضمیر اور اپنے مذہبی عقائد کے مطابق عبادت کی آزادی کا حق حاصل ہے۔اسی طرح رسالہ "مثالی اسلامی آئین" کی دفعات 8اور 16اقلیتوں کے مذہبی حقوق سے متعلق ہیں۔وہ درج ذیل ہیں:

"8۔ ہر شخص کو اپنے خیالات‘ آراء اور عقائد کا حق حاصل ہے اور اسے ان کے اظہار کا حق اس وقت تک حاصل ہے جب تک وہ قانون کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتا ہے۔"

14۔ (الف)مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔

(ب) غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق ہے۔

(ج) شخصی قوانین کے معاملات میں اقلیتوں پر ان کے اپنے قوانین اور روایات نافذ ہوں گی‘ الا یہ کہ وہ خود یہ پسند کریں کہ ان پر شریعت نافذ ہو۔فریقوں کے درمیان تنازعہ میں شریعت نافذ ہوگی۔"

قابل توجہ امر یہ ہے کہ کسی کے مذہب کی تبلیغ کے حق کو اقلیتوں کے انسانی حقوق میں شامل نہیں کیا گیا۔یہ اس بیان کے عین مطابق ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

آئین کی دفعہ 20پاکستان کے تمام شہریوں کو اپنے مذہب کو ماننے‘ عمل کرنے اور اشاعت کرنے کا حق دیتی ہے لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حق قانون' امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔اس کا بیان یوں ہوا ہے:

''قانون' امن عامہ اور اخلاق کے مطابق

(الف) ہر شہری کو اپنا مذہب ماننے' اس پر عمل کرنے اور اس کی اشاعت کا حق حاصل ہوگا۔

(ب) ہر مذہبی جماعت اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہب کے ادارے قائم کرنے' دیکھ بھال کرنے اور چلانے کا حق ہوگا۔''

جیند رکشور کے مقدمے پی ایل ڈی 1957ء ایس سی صفحہ 9 میں سپریم کورٹ کو 1956ء کے آئین کی دفعہ 18 کی اسی نوع کی عبارت کی تشریح کرنے کا موقع ملا تھا۔یہ قرار دیا گیا تھا کہ قانون کے مطابق' کے الفاظ مقننہ کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ جو آئین نے ایک ہاتھ سے دیا ہے' وہ اسے دوسرے ہاتھ سے واپس لے لے اور اس حق کو صرف نظام کے تحت لایا جاسکتا ہے لیکن چھینا نہیں جاسکتا۔ جناب جسٹس محمد منیر چیف جسٹس (ریٹائرڈ) نے اس بارے میں یہ رائے دی:

''جب امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو تو قانون کے ذریعے سے منضبط کرنے کی گنجائش کو اس قدر تنگ نہیں کیا جاسکتا۔''

دفعہ 20 بھی قانون اور امن عامہ کے تابع ہے اور تبلیغ کا حق اسی کے تابع ہے۔

مرزا قادیانی کے دعووں اور ان کے ارتقائی رجحان کے تاریخی تجزیے میں یہ امر پہلے واضح ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی کے مجدد اور مامور من اللہ ہونے کے دعوے کے فوراً بعد ہی برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں میں بے چینی کے جذبات پیدا ہو گئے تھے اور انہوں نے بالکل درست اپنے خدشات کا اظہار کر دیا تھا کہ یہ نبوت کی طرف پہلا قدم ہے۔مرزا صاحب نے اس کی تردید کرنے میں ہوشیاری دکھائی اور دعویٰ کیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور ان کی رائے میں کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کفر سے کم نہیں ہے۔

اور جب 1890ء میں مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا گیا' تو مسلمانوں کی بے چینی' غم و غصے اور عداوت میں اضافہ ہوا۔یہ مرزا صاحب کی کتابوں اور دوسرے قادیانی لٹریچر سے واضح ہوتا ہے کہ جب وہ مختلف شہروں میں جاتے تو مسلمان ان کی قیام گاہ کے گرد جمع ہوجاتے تھے۔علماء بھی سخت مشتعل تھے۔1901ء میں مرزا صاحب کے صاف دعویٰ نبوت کی وجہ سے یہ اشتعال اپنے عروج پر پہنچ گیا۔

قیام پاکستان کے بعد اس مسئلے پر ایسا احتجاج ہوا کہ اس کو دبانے کے لیے 1953ء کا مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔تاہم یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے اس مطالبے کو خاموش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا' جسے علماء نے اپنے 22 نکاتی پروگرام میں آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اور اقلیتی حیثیت دینے کے لیے پیش کیا تھا۔

مارشل لاء کے نفاذ کے علی الرغم احتجاج جاری رہا۔ یہاں تک کہ پارلیمنٹ اور قومی اسمبلی میں مسلمان عوام کے نمائندوں کو' قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد تک قادیانیوں کی مکمل سماعت کرنے کے بعد (دوسرا ترمیمی) آئینی ایکٹ مجریہ 1974ء منظور کرنا پڑا' اور 1973ء کے آئین کی دفعہ 260 میں ایک تعریف کا اضافہ کرنا پڑا' جس کی رو سے دونوں معروف گروہوں کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا اور دفعہ 106 میں ایک ترمیم کے ذریعے انہیں پاکستان کی دوسری اقلیتوں مثلاً عیسائیوں' پارسیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے مساوی مقام دے دیا گیا۔

اس اعلان کے نتیجے میں' جو مسلمانوں کے متفقہ مطالبے پر منظور ہوا تھا' قادیانیوں کے لیے روا نہ تھا کہ وہ خود کو مسلمان کہتے یا اپنے تصور کے اسلام کی' حقیقی اسلام کے طور پر' اشاعت کرتے۔ لیکن انہوں نے آئینی ترمیم کا بالکل احترام نہیں کیا اور اپنے عقیدے کو پہلے کی طرح اسلام قرار دیتے رہے۔ وہ اپنی کتابوں اور رسالوں وغیرہ کی اشاعت کے ذریعے نیز انفرادی طور پر مسلمانوں کے اندر اپنے مذہب کی آزادانہ تبلیغ کرتے ہوئے غیظ وغضب کا باعث بنتے رہے۔ اس سے لازماً اور واضح طور پر امن وامان کی صورت حال پیدا ہو جاتی۔ یہ سلسلہ موجودہ آرڈیننس کے پاس اور نافذ ہونے تک جاری رہا۔ ان حالات میں یہ آرڈیننس' دفعہ 20 کے قانون اور امن وامان کے تحفظ کے تابع ہونے کے استثناء میں شامل دکھائی دیتا ہے۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر ان دونوں پٹیشنز میں کوئی وزن نہیں ہے اور انہیں خارج کیا جاتا ہے۔

اس فیصلے کو ختم کرنے سے پہلے ہم مسٹر مجیب الرحمٰن پٹیشنر اور مسٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ برائے وفاقی حکومت کی جانب سے دی گئی معاونت کے لیے اپنی گہری قدر دانی کو ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں۔ مسٹر گیلانی کی مقدمے کی تیاری اور پیشکش قابل تعریف تھی۔

چیف جسٹس

جج نمبر 2 | جج نمبر 3 | جج نمبر 4

اسلام آباد۔ 29 اکتوبر 1984ء

(PLD 1985 FSC 8)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ کا

فیصلہ

جس نے قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے
تاریخی اور یادگار فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کر دی!

- جناب جسٹس محمد افضل ظلّہ ------ چیف جسٹس
- جناب جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ
- جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
- جناب جسٹس شفیع الرحمان
- جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس ترمیم نے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں' غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری' پارلیمانی نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرارداد میں (جس کے محرکین میں دوسروں کے علاوہ وہ واحد رکن بھی شامل تھا' جس نے بعد میں واک آؤٹ کیا تھا) یہ تصریح بھی موجود تھی کہ: ''احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔'' اور یہ کہ:

''اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے 140 وفود نے شرکت کی تھی' بالاتفاق قرار دیا تھا کہ'' قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔''

(مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ جلد 4' 1974ء)''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل کی بات

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

امتناع قادیانیت آرڈیننس کو قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کرتے ہوئے اسے قرآن وسنت کی تعلیمات اور بنیادی حقوق کے منافی قرار دینے کی درخواست کی۔فاضل عدالت کے پانچ جج صاحبان نے اپنے مفصل اور متفقہ فیصلہ کے ذریعے قادیانیوں کی اپیلوں کو خارج کر دیا اور آرڈیننس کو قرآن وسنت اور بنیادی حقوق کے مطابق قرار دیا۔

قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے وفاقی شرعی اپیل بنچ میں کالعدم قرار دینے کی اپیل کی۔ سپریم کورٹ کے 5 رکنی بنچ نے اس کی سماعت کی۔جناب جسٹس محمد افضل ظلہ اس کے چیئرمین تھے۔اراکین میں جسٹس نسیم حسن شاہ' جسٹس شفیع الرحمٰن' جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری' جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی شامل تھے' سماعت کے لیے جونہی کوئی تاریخ نکلتی' قادیانی درخواست دے کر سماعت رکوا دیتے۔اڑھائی سال تک اسی طرح ہوتا رہا۔بالآخر 10 جنوری 1988ء کو اس کی راولپنڈی سپریم کورٹ میں سماعت شروع ہوئی۔قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں نے پھر روائتی دجل سے کام لیا' عدالت کے کام میں روڑے اٹکائے۔غیر ضروری طوالت دینے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال میں لائے اور بالآخر ایک درخواست کے ذریعہ عدالت سے اپنی اپیلوں کو واپس لینے کی استدعا کی۔قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کی واپسی اپیلوں کی درخواست پر سپریم کورٹ آف پاکستان کے پانچوں جج صاحبان نے متفقہ فیصلہ تحریر فرمایا۔یہ فیصلہ مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ نے' جو اس وقت اپیل بنچ کے چیئرمین تھے اور بعد میں چیف جسٹس آف پاکستان بنے' نے تحریر فرمایا اور باقی جج صاحبان نے اس سے اتفاق کیا۔فیصلہ میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے وفاقی شرعی عدالت اپیل بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو بحال رکھا۔حق تعالیٰ شانہ نے امت محمدؐ یہ کی ایک دفعہ پھر دستگیری فرمائی۔قادیانی ایک اور ذلت سے دوچار ہوئے۔فیصلہ پڑھیے اور آگے بڑھیے۔رحمت حق' شفاعت پیغمبرؐ آپ کے شامل حال ہو۔

دعا گو

امین بحرمۃ النبی الامی الکریم

عزیز الرحمٰن جالندھری

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(صدر دفتر ملتان' پاکستان)

www.KitaboSunnat.com

سپریم کورٹ آف پاکستان میں

(شرعی مرافعہ کا دائرہ کار)

سماعت کنندہ بنچ

- جناب جسٹس محمد افضل ظلہ چیف جسٹس
- جناب جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ
- جناب جسٹس شفیع الرحمٰن
- جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ
- جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

شرعی مرافعہ نمبر 24 برائے 1984ء

شرعی مرافعہ نمبر 25 برائے 1984ء

(شریعت پٹیشن نمبر 17 آئی 1984ء 2 ایل 1984ء 17 ایل 1984ء اور 21 ایل 1984ء میں وفاقی شرعی عدالت لاہور کے فیصلے/احکامات مجریہ 12/8/1984 کے خلاف اپیل)

کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالواجد

اور ایک دوسرا (ایس اے 1984/24ء)

اپیل کنندگان

مجیب الرحمٰن اور تین دیگر

(ایس اے 1984/25ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنام

وفاقی حکومت پاکستان

مدعی علیہ

بتوسط اٹارنی جنرل آف پاکستان

برائے اپیل کنندہ نمبر 1 مسٹر منظور الٰہی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ

(ایس اے 24/1984ء

اپیل کنندہ نمبر 2 شخصی طور پر

(ایس اے 24/1984ء)

برائے اپیل کنندگان مسٹر مجیب الرحمٰن شخصی طور پر

(ایس اے 25/1984ء) مسٹر حمید اسلم قریشی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ

اور دیگران شخصی طور پر

برائے مدعی علیہ ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی

(دونوں معاملات میں) ڈپٹی اٹارنی جنرل

چوہدری اختر علی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ

تاریخ سماعت برائے 1988 / 1 / 10ء راولپنڈی

(ایس اے نمبر 24/1984ء) 1988/ 11/1ء راولپنڈی

تاریخ سماعت برائے 1988/ 1/ 10ء راولپنڈی

(ایس اے 25/1984ء)

تاریخ فیصلہ: 11 جنوری 1988ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ

محمد افضل ظلہ، چیف جسٹس

اپیل نمبر 24 اور 25 میں جو علی الترتیب دو اور چار اپیل کنندگان کی جانب سے مشترکہ طور پر دائر کی گئیں، وفاقی شرعی عدالت کے ایک فیصلے کو چیلنج کیا گیا ہے جو دستور کی دفعہ 203۔ڈی کے تحت دیا گیا تھا۔ انہیں دفعہ 203۔الیف کے تحت داخل کیا گیا اور چونکہ اب انہیں واپس لے لیا گیا، اس لیے انہیں خارج کر دیا گیا ہے۔

متنازعہ فیصلہ اپیل کنندگان کی ان دو درخواستوں پر دیا گیا تھا، جنہیں انہوں نے الگ الگ پیش کیا اور ان میں ایک قانون "قادیانی گروہ، لاہوری گروہ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں (کی ممانعت اور سزا) کے آرڈیننس مجریہ 1984ء" کو چیلنج کرتے ہوئے اسے دفعہ 203۔ڈی کے مطابق "احکام اسلام" کی رُو سے کالعدم قرار دینے کی درخواست کی تھی۔ عدالت نے اس دفعہ کی ذیلی شق (2) (الف) کے مطابق مفصل وجوہ (جو 200 سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں) بیان کرتے ہوئے دادرسی سے انکار کر دیا تھا۔

اپیل نمبر 24 / 1984ء احمدیوں کے لاہوری گروہ اور اپیل نمبر 25 / 1984ء ان کے قادیانی گروہ کی طرف سے دائر کی گئی ہیں، جیسا کہ انہیں آرٹیکل 106 اور آرٹیکل 260 کی ذیلی شق (3) میں قرار دیا گیا ہے۔ دراصل ان دفعات کا اضافہ، بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہونے والے ان انتخابات میں، جنہیں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تسلیم کیا گیا، باقاعدہ منتخب ہونے والی پارلیمنٹ نے 1974ء کی دوسری آئینی ترمیم کو منظور کرتے ہوئے کیا تھا۔ اس عدالت نے بھی، ملک کے دو حصوں میں تقسیم ہونے کے بعد، اسے آئین سازی کے اہل تسلیم کیا تھا۔ اس نے یہ ترمیم اس مقصد کے لیے صرف ووٹوں کی مطلوبہ لازمی اکثریت سے نہیں بلکہ دونوں ایوانوں میں اتفاق رائے سے پاس کی تھی، جبکہ اس کے خلاف کوئی ووٹ نہ تھا۔ اس کے اصل محرکین میں سے ایک کا صرف ایک رکنی واک آؤٹ بھی، جیسا کہ سرکاری ریکارڈ / کارروائی سے واضح ہے، محض اس بنا پر تھا کہ یہ ترمیم ناکافی ہے۔

اس ترمیم نے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو، جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں، غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری، پارلیمانی نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرارداد میں (جس کے محرکین میں دوسروں کے علاوہ وہ واحد رکن بھی شامل تھا' جس نے بعد میں واک آؤٹ کیا تھا) یہ تصریح بھی موجود تھی کہ:

''احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔''

اور یہ کہ:

''اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس [1] نے جس میں دنیا بھر سے 140 وفود نے شرکت کی تھی' بالاتفاق قرار دیا تھا کہ ''قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔'' (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ' جلد 4' 1974ء)

ان وجوہ کی بنا پر ترمیم کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔اس خاص کمیٹی نے اپنی طویل سماعت اور مفصل کارروائی (جو ریکارڈ کا حصہ ہے) مکمل کرنے کے بعد اتفاق رائے سے درجِ ذیل قرارداد منظور کی:

(الف) پاکستان کے دستور میں درج ذیل ترمیم کی جائے:

(1) آرٹیکل 106(3) میں قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر شامل کیا جائے۔

(2) آرٹیکل 260 میں ایک نئی شق کا اضافہ کر کے اس میں غیر مسلم کی تعریف کر دی جائے۔

ان سفارشات کو عملی شکل دینے کے لیے خاص کمیٹی کا متفقہ طور پر منظور کردہ ایک مسودہ منسلک ہے۔

(ب) تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295 (الف) میں درج ذیل توضیح کا اضافہ کیا جائے:

توضیح: ''جو مسلمان دستور کے آرٹیکل 260 کی شق (3) میں درج کردہ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف اظہار کرے گا' عمل کرے گا یا تبلیغ کرے گا' وہ اس دفعہ کے تحت سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔''

(گزٹ آف پاکستان کا غیر معمولی شمارہ مجریہ 14/ 11/ 1974ء پی پی 1205 اور 1206)

کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ مسودہ وہی تھا' جسے بالآخر پارلیمنٹ نے منظور کرلیا۔

(متن کے لیے دیکھئے: مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ' جلد 5' 1974ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ امر ملحوظ رہے کہ اس خاص کمیٹی نے مجموعہ تعزیرات میں بھی ترمیم کرنے کی سفارش کی تھی۔اس امر کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ان اقدامات کا مقصد احمدیوں (جو اپیل نمبر 1984/24ء کے تحت پیش کردہ ضمیمہ مورخہ 15/ 1/ 1985ء میں درج وجہ نمبر 10 میں اپیل کنندگان (قادیانیوں) کے اپنے بیان کے مطابق ان مسلمانوں کے مقابلے میں ''خورد بینی اقلیت'' ہیں' جو (مسلمان) نہ صرف یہ کہ پاکستان میں ''وسیع اکثریت'' میں ہیں' بلکہ عالم اسلام کی سطح پر تو ان (قادیانیوں) کی حیثیت اور بھی کم ہو جاتی ہے)' کی حیثیت کے بارے میں اس طویل نزاع کو حل کرنا ہے جو تقریباً پون صدی سے ملک میں چلا آ رہا ہے۔ماضی میں اس نزاع پر خون ریزی' مارشل لاء کا نفاذ' عدالتی تحقیقات' مداخلت اور کارروائیاں اور احتجاج بھی ہوتے رہے ہیں۔اس سے قبل یہ تمام حل آزمائے جا چکے تھے۔اس بار دستوری اور پارلیمانی طریقہ کار اپنایا گیا تھا۔جس قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا' وہ بھی متذکرہ بالا صورتِ حال کا حاصل اور بدیہی نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔اور اس سے مقصود بھی یہی ہے کہ احمدیوں کی کچھان سرگرمیوں کو روکا جائے جو ان سنگین نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہیں۔

اب جہاں تک ان اپیلوں کا تعلق ہے تو جیسا کہ اوپر بیان ہوا' اپیل کنندگان نے مذکورہ قانون کو احکام اسلام کی کسوٹی پر وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا تھا۔اسے دستور کے آرٹیکل 203۔ڈی کی رو سے یہ خصوصی اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے احکام اسلام کے منافی قرار دے دے' جیسا کہ دوسری اعلیٰ عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی قانون کو اس بنا پر کالعدم قرار دے سکتی ہیں کہ وہ دستور کے تحت دیے ہوئے بنیادی حقوق کے منافی ہے۔چونکہ وفاقی شرعی عدالت نے یہ قرار دینے سے انکار کر دیا کہ متذکرہ قانون احکام اسلام کے منافی ہے تو انہوں اس عدالت کے شریعت مرافعہ بنچ میں اپیلیں دائر کر دیں۔سپریم کورٹ کا یہ شریعت مرافعہ بنچ دستور کے باب 3۔الف کے تحت تشکیل دیا گیا ہے اور اسے وفاقی شرعی عدالت کے آرٹیکل 203۔ڈی کے تحت دیے ہوئے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کا کلی اختیار حاصل ہے۔یہ بنچ عدالت کے تین مستقل ججوں اور دو علماء ججوں پر مشتمل ہے۔اس بنچ کے مستقل جج' سپریم کورٹ کے تین ایسے سینئر جج ہیں جو تقریباً بیس سال سے اعلیٰ عدلیہ کے ارکان چلے آ رہے ہیں' جبکہ علماء جج' عالمی شہرت کے حامل ایسے سکالرز ہیں جو نمایاں دینی اداروں کے منتظم اور سربراہ ہیں اور مختلف علوم میں اعلیٰ درجے کی صلاحیت کے مالک ہیں۔وہ شریعت مرافعہ بنچ میں تقرری سے قبل وفاقی شرعی عدالت میں خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

ان اپیلوں کی سماعت 22/ 5/ 1985ء کے لیے مقرر ہوئی تھی لیکن اپیل کنندگان کی جانب سے ایک درخواست پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتوی ہوگئی۔(اپیل نمبر 24/ 1984ء کے اپیل کنندہ نمبر 1 نے اپنی علالت کی بنا پر چند ماہ کے لیے التوا کی استدعا کی۔اپیل نمبر 25/ 1984ء کے اپیل کنندگان کے ایڈووکیٹ آن ریکارڈ نے بھی التواء کی درخواست کی تائید کی)۔اڑھائی سال کے بعد ایک دفعہ پھر یہ فل بنچ کے سامنے سماعت کے لیے آئیں۔ہمارے معمول کے مطابق اس نوع کے مقدمات کی سماعت کم از کم پانچ ججوں پر مشتمل بنچ ہی کرتے ہیں اور دونوں علماء جج ایسے بنچ کا لازمی حصہ ہوتے ہیں۔

اس پس منظر میں ہمیں توقع تھی کہ اس بار ان اپیلوں کی سماعت ضرور ہوگی' لیکن ہم یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے کہ دوبارہ اسی اپیل کنندہ نے مزید ایک سال کے لیے التوا کی درخواست بھیج دی ہے۔اب کی بار اس بنا پر کہ اگرچہ وہ بیماری سے شفایاب ہو چکا ہے لیکن اس کا حافظہ ابھی تک پوری طرح بحال نہیں ہوا' اس نے کوئی وکیل نہیں کیا۔اس نے اصرار کیا کہ اگر سماعت ملتوی کر دی جائے تو وہ اپنے مقدمے پر خود بحث کرے گا۔

اس درخواست کے اپنے حقیقی ثبوت اور اپیل میں اس کے شریک ساتھی سے' جو ایڈووکیٹ ہے' کچھ استفسارات سے واضح ہوا کہ یہ سب عذر لنگ ہے' اس لیے ہم نے طویل التوا کو مسترد کرتے ہوئے حکم دیا کہ درخواست گزار/اپیل کنندہ اگلے روز لازماً پیش ہو کر اپنے مقدمے پر بحث کرے۔

جب دوسری اپیل (نمبر 25/ 1984ء) سامنے آئی تو اسے پیش کرنے والے اپیل کنندگان اس سے بھی بڑی حیرت کا ذریعہ بنے۔وہ بھی مقدمے پر بحث کرنے کے لیے آمادہ نہ تھے۔دو سال پیشتر بھی دو درخواستوں پر جو ریکارڈ پر موجود ہیں' اسی طرح کی کوششیں کی گئی تھیں۔اپیل کنندگان کو اس امر کا بخوبی علم تھا کہ ان درخواستوں میں کی گئی استدعا کی نوعیت ایسی ہے کہ عدالت میں کم از کم ان کی سماعت کی تاریخ کے تعین کے احکام حاصل کیے جا سکتے تھے۔ان کا تعلق وفاقی شرعی عدالت کے سامنے مقدمے کی کارروائی کے ٹیپ ریکارڈز طلب کرنے اور اپیل کی سماعت سے قبل ہی زیر بحث فیصلے کے ایک حصے کو قلم زد کرنے سے تھا۔

شاید ایسا ہی ہو کہ پہلی درخواست کا مقصد' جیسا کہ عدالت میں وضاحت کی گئی تھی' وفاقی شرعی عدالت کے روبرو ان دلائل کی نوعیت کے بارے میں نزاع کو رفع کرنا تھا' جن کا زیر بحث فیصلے کے صفحات 9 تا 152 میں تذکرہ کیا گیا ہے اور جنہیں دوسری درخواست میں قلم زد کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔اس درخواست کے اختتام پر عدالت کو بتایا گیا کہ وہ ''اپیل کی سماعت شروع کرنے سے قبل ہی'' اس نکتے کا فیصلہ کرے' ورنہ اپیل کنندگان کی ''اس اپیل میں کوئی دلچسپی باقی نہ رہے گی۔'' یوں اپیل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کومزید ایک طویل مدت کے لیے ملتوی کرانے کی سنجیدہ کوشش کی گئی۔

کچھ بحث کے بعد ہم نے اس مرحلے پر ٹیپ ریکارڈز طلب کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ امر غیر ضروری التواء کا موجب ہوگا۔ تاہم، ہم نے اس وقت اپیل کنندگان کو یقین دلایا کہ اگر وہ اپنی اپیلوں پر بحث کریں گے اور ان کی سماعت کے دوران اگر ہم نے ٹیپ ریکارڈ طلب کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم ازخود ایسا ضرور کریں گے۔

اس مرحلے پر پہلی درخواست پر مزید زور دینے کی اور کوئی گنجائش نہ پا کر دوسری درخواست پر زور دیا گیا۔ ان حالات میں یہ بھی غیر معمولی نوعیت کی درخواست تھی۔ درحقیقت ہمیں یہ بتایا جا رہا تھا کہ زیر بحث فیصلے کے تقریباً دو تہائی حصے کو غیر ضروری، غیر متعلق اور اپیل کنندگان کے مذہبی حقوق کے لیے اشتعال انگیز ہونے کی بنا پر ''قلم زد'' کر دیا جائے۔ وہ یہ بھول رہے تھے کہ دستور کے آرٹیکل 203۔ڈی کے تحت نئی تقسیم کے دائرہ کار کے حقائق اور پہلو بھی بنیادی اور لازمی طور پر دین اسلام ہی سے متعلق ہیں۔ ان سے مطالبہ یہ تھا کہ وہ یہ ثابت کریں کہ زیر بحث قانون دین اسلام کے احکام کے منافی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جن امور کا فیصلے کے صفحہ 8، پیراگراف 13 اور 14 میں تذکرہ کیا گیا ہے (اور جنہیں قلم زد کرنے کی استدعا نہیں کی گئی) وہ ثابت کرتے ہیں کہ چند رسمی بیانات کے سوا جو غالباً فیصلہ اپیل کنندگان کے خلاف ہونے کی صورت میں موقف بدلنے کے لیے دیے گئے تھے، وہ ''اصرار'' اور ''زور'' سے دلائل دیتے رہے کہ وہ غیر مسلم نہیں ہیں اور جب انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ریکارڈ درست نہیں ہے تو فاضل ڈپٹی اٹارنی جنرل نے جو خود وفاقی شرعی عدالت میں موجود تھے، ان کی تردید کی۔ خود ہم نے بھی محسوس کیا کہ اپیل کنندگان نے اپیل نمبر 24/ 1984ء کے ضمیمے کے پیراگراف نمبر 1 میں زیر بحث فیصلے کے صفحہ 9 کے ابتدائی حصے میں تحریر کردہ حقائق کی صحت کا انکار نہیں کیا ہے، البتہ اس کے دائرۂ کار کے پہلو پر اعتراض کیا گیا ہے۔

قلم زد کرنے کے سوال کی سماعت کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ اپیل نمبر 25/ 1984ء میں کی گئی استدعا کو اپیل کی سماعت سے قبل بطور ابتدائی دادرسی منظور نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں البتہ اپیلوں کی باقاعدہ سماعت کے دوران اگر ضرورت پڑی تو قلم زد کرنے کے لیے متعلقہ نکات اور اجزاء کو آخری فیصلے کے احکام میں یقیناً ملحوظ رکھا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے کسی قانون کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ مرافعاتی دائرۂ کار میں ایسا کرنا مناسب اور قانونی طریقہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اس امر کا بھی جائزہ لیا جاتا کہ آیا آرٹیکل 203۔الف کے تحت دیے گئے خصوصی اختیار کی گنجائش کی رو سے زیر بحث فیصلے کی صحت اور ''وجوہ'' کی بنیاد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اس کے کسی متنازعہ حصے یا حکم کو قلم زد کرنا' منسوخ کرنا یا بحال رکھنا ہمارے لیے قانونی طریقہ ہے' جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ چونکہ اپیل کنندگان خود پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے (کہ اگر ان کی استدعا منظور نہ کی گئی تو انہیں اپیل سے کوئی دلچسپی نہ رہے گی) اس لیے انہوں نے موضوع کے اس پہلو پر' جس سے زیر بحث فیصلے کی قطعیت طے ہوتا تھی' بحث کرنے میں سرے سے کوئی دلچسپی نہیں لی۔

اگلی درخواست کو جو ان دونوں اپیلوں میں چوتھی ہے' لینے سے قبل اس امر کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے اس فیصلے کی تحریر کے دوران اپیل کنندگان کی جانب سے اس عدالت کو اور وفاقی شرعی عدالت کو پیش کی گئی بحثوں اور یادداشتوں میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اس نکتے پر یقیناً استدلال کیا ہے کہ وہ غیر مسلم نہیں ہیں۔ اگر اپیل کنندگان اپنی اپیلوں پر بحث کرتے تو ہم لازماً ان سب امور پر دستوری نقطہ نگاہ سے غور کرتے' نیز ہمارے سامنے اور وفاقی شرعی عدالت میں ان کے بیانات زیر غور آتے۔ بعد ازاں اس قانونی نکتے کا ضرور جائزہ لیا جاتا کہ اگر اپیل کنندگان اس نکتے پر بحث کریں اور عدالت سے اس پر فیصلہ دینے کی درخواست کریں اور یہ فیصلہ ان کے خلاف ہو جائے تو کیا وہ آرٹیکل 203۔ ایف کے تحت اپنی اپیل میں ایسے استدلال پر مبنی فیصلے کو درخواست میں بیان کردہ اسباب کی بنا پر قلم زد کرا سکتے ہیں؟ یا یہ کہ وفاقی شرعی عدالت کو اس معاملے میں کوئی اختیار نہ تھا۔

اپیل نمبر 25/ 1984ء میں اپیل کنندگان کی آخری درخواست (اپیل نمبر 24/ 1984ء میں ایسی کوئی درخواست نہیں کی گئی ہے) میں اس بنچ سے تعصب کی بنا پر دونوں علماء ججوں کو خارج کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے ہمارے سامنے پیش کردہ اپیلوں میں زیر بحث قانون جیسے ایک قانون کے وضع کرنے کے حق میں رائے دی تھی۔ اس بارے میں تحریری مواد بھی ریکارڈ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے جائزے کے بعد ہم نے محسوس کیا ہے کہ یہ سرسری انداز میں رائے کے اظہار کا مسئلہ ہے اور وہ بھی پورے دلائل سنے بغیر' جیسا کہ حکم امتناعی کی درخواستوں یا باقاعدہ مقدمات کو منظور کرنے کے لیے ابتدائی دلائل کی سماعت کے وقت یا اس مقصد کے لیے اس عدالت میں بھی اپیلوں کو منظور کرتے ہوئے جج اکثر کرتے ہیں۔ اسے کبھی بھی حقیقی طور پر نہیں لیا جاتا کہ اسے کسی طرح کا تعصب' طرفداری یا ممانعت قرار دیا جا سکے۔ علاوہ ازیں' جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے' دوسروں کے مقابلے میں علماء جج سورۃ النساء کی آیت 135 کے حکم کے زیادہ پابند اور فکرمند رہتے ہیں۔

یہ آیت مع ترجمہ درج ذیل ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰايها الذين امنوا كونوا قومين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم او الوالدين و الاقربين ان يكن غنيا او فقيرا فالله اولى بهما فلا تتبعوا الهوى ان تعدلوا وان تلوا اوتعرضوا فان الله كان بما تعملون خبيرا ہ

''اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو۔ خواہ وہ تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ فریق خواہ مالدار ہو یا نادار اللہ ان کا زیادہ خیر خواہ ہے۔ پس تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرنا کہ حق سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر تم ہیر پھیر کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو یہ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو' اللہ اس سے باخبر ہے۔'' (سورۃ النساء' آیت 135)

قرآن کریم اور سنت نبوی میں ایسے احکام بکثرت موجود ہیں' جن میں بے لاگ عدل پر زور دیا گیا ہے۔ مغربی تصورِ قانون کے مقابلے میں ہمارے نظام سیاست میں اس کی اہمیت زیادہ واضح ہے۔ توحید اور رسالت کے بعد یہ تقویٰ کی طرح بنیادی اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ پھر عدل کے بارے میں اسلام کا نظریاتی پہلو مغربی نظریات سے زیادہ وسیع ہے۔ اسلامی تصور میں یہاں تک موجود ہے کہ وہ انسان کو ایسے مقدمے اور فیصلے کی سماعت سے بھی نہیں روکتا جو خود اس کے خلاف ہو۔ قرآن کریم اسے ناممکن قرار نہیں دیتا' اگرچہ ایسا انتہائی معاملہ صرف شاذونادر ہی واقع ہوتا ہے۔

وفاقی شرعی عدالت نے ''وفاقِ پاکستان بنام حضور بخش اور دو دیگر'' (پی۔ ایل۔ ڈی 1983ء ایف۔ ایس۔ سی 255' صفحہ 281 اور 302) میں اسی طرح کے ایک اعتراض کو نمٹایا تھا جو قطعی ہے۔ اس میں مس عاصمہ جیلانی بنام حکومت پنجاب اور دیگر (پی۔ ایل۔ ڈی 1972ء ایس۔ سی 139' صفحہ 178)' ذوالفقار علی بھٹو بنام سٹیٹ (پی۔ ایل۔ ڈی 178 ایس۔ سی 125' صفحہ 132) اور میکسویل کی تعبیر قوانین (ایڈیشن 12) صفحہ 50-51 اور انگریزی قانون کے ایک مقدمے ری میو (1862ء) 31 ایل۔ جے۔ بی۔ کے 87' کا حوالہ دیا گیا تھا۔

جن آراء کا اپیل کنندگان نے سہارا لیا ہے اگر انہیں عدالتی مفہوم میں سنجیدگی سے بھی لیا جائے' حالانکہ بات ایسی نہیں ہے تو پھر بھی یہاں اسلام میں رجوع کا اصول لاگو ہوگا۔ عدالت میں جو کچھ ہوا' اسے مدنظر رکھتے ہوئے اس پہلو پر زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دونوں علماء ججوں نے بتایا ہے کہ ان کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر دلائل کی سماعت کے بعد انہوں نے اپنی کسی سابقہ رائے سے رجوع کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ایسا ضرور کریں گے۔ اب یہ دریافت ہوا ہے کہ دونوں فاضل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء جج کئی اہم معاملات پر ایسا کر چکے ہیں؛ مثلاً ایک مسئلہ کسی تعزیری جرم میں سزائے موت دینے کا ہے۔ ایک اور مسئلہ دارالحرب میں کسی مسلمان کے سود لینے سے متعلق ہے۔ اس نکتے کے بارے میں وہ دونوں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کے پیروکار ہیں۔ اس کے لیے دیکھئے: حیات امام ابوحنیفہ از محمد ابوزہرہؒ کا اردو ترجمہ، شائع کردہ: ملک سنز۔ اس میں ان کا یہ قول منقول ہے:

وكان الامام ابوحنيفة يقول حرام على من لم يعرف دليلي ان يفتي بكلامي، وكان اذا افتى يقول: هذا راى ابي حنيفة وهو احسن ما قدرنا عليه، فمن جاء باحسن منه فهو اولى بالصواب، وكان يقول: اياكم و راء الرجال. (المیزان للشعرانی۔ جلد 1، صفحہ 63، طبع مصر)

''امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: جو شخص میری دلیل سے ناواقف ہے، اسے میرے کلام سے فتویٰ دینا حرام ہے۔ آپ فتویٰ صادر کرتے وقت ارشاد فرماتے کہ یہ ابوحنیفہ کی رائے ہے جو ہماری بساط کی حد تک سب سے بہتر ہے، اگر کسی کو اس سے زیادہ عمدہ قول مل سکے تو وہ زیادہ قرین صحت ہوگا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کی آراء سے بچو۔''

صرف یہی نہیں ہم نے اعتماد و یقین کی ضامن اس کارروائی کے علاوہ ایک اسی طرح کی صورت پاکستان بنام عبدالولی خان (پی ایل ڈی 1976ء ایس سی 57 صفحہ 188۔ پاکستان سپریم کورٹ رپورٹس 1975) میں اس عدالت کے طے کردہ ایک اصول کو سامنے رکھا ہے۔ جب اس مقدمے کی سماعت کرنے والے بنچ میں دو ججوں کی شمولیت پر اعتراض کیا گیا تو اس رپورٹ کے صفحہ 214 پر درج حسب ذیل رائے دی گئی:

''جہاں تک بنچ کی تشکیل پر اعتراض کا تعلق ہے تو فاضل وکیل کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ مقدمے کے کسی بھی فریق کو یہ دعویٰ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں کہ اس کا مقدمہ اس کی اپنی پسند کا مخصوص جج سماعت کرے۔ اعلیٰ عدالتوں کے معاملے میں یہ صرف متعلقہ جج یا ججوں کی اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ وہ کسی مخصوص مقدمے میں بیٹھیں گے یا نہیں بیٹھیں گے۔ مسٹر ولی خان کو بتا دیا گیا ہے کہ جن دونوں فاضل ججوں کے خلاف اعتراض کیا گیا ہے، انہوں نے یادداشت قلمبند کی ہے جو اب اس مقدمے کے ریکارڈ کا حصہ بن چکی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ انہیں اس مقدمے کی سماعت کے لیے بیٹھنے سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اس اعتراض کی بنیاد محض ظن و تخمین پر رکھی گئی ہے۔ اس لیے یہ ہماری رائے میں بے جواز ہے۔ متعلقہ جج اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ اس ریفرنس کی سماعت کے لیے بیٹھنے کے اہل نہیں ہیں۔اس لیے اس اعتراض کو مسترد کیا جاتا ہے۔"

اس مقدمے میں متعلقہ اصولوں پر بحث کر دی گئی تھی' اس لیے مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔اپیل کنندگان نے اس مقدمے کا حوالے دینے سے پہلو تہی کرتے ہوئے ایک دوسرے مقدمے چیئر مین فیڈرل لینڈ کمیشن اور دیگر بنام سردار عاشق محمد خان مزاری و 37 دیگرافراد (1985 ایس۔سی۔ایم۔آر 317) کا حوالہ دینے پر اصرار کیا' جو معلوم ہوتا ہے' رپورٹنگ کے لیے منظور نہیں کیا گیا تھا۔تاہم جب رپورٹ کے اختتام پر بنچ کے دونوں ججوں کی رائے سے معترض کو آگاہ کیا گیا تو اس مقدمے پر مزید زور نہیں دیا گیا۔تاہم ولی خان کے مقدمے کو نمایاں کرنے کی پھر کوشش کی گئی۔ہم نے اس نکتے پر اتفاق نہیں کیا' پھر دونوں علماء ججوں سے استفسار کیا گیا کہ آیا وہ اس بنچ میں بیٹھنے میں کسی طرح کی کوئی پریشانی محسوس کریں گے؟ دونوں نے نفی میں جواب دیا۔یہ ساری کارروائی ایسے متین انداز میں جاری تھی کہ ہمیں حقیقتاً محسوس ہو رہا تھا کہ اپیل نمبر 25/ 1984ء کی سماعت شروع ہو جائے گی۔لیکن یکا یک اپیل میں شریک اپنے دوسرے ساتھیوں سے مشورہ کیے یا ایڈووکیٹ آن ریکارڈ کو اطلاع دیے بغیر اپیل کنندہ نمبر 1 نے' جو اس وقت عدالت میں کھڑا تھا' اعلان کر دیا کہ وہ اپیل واپس لیتا ہے۔ہم نے اسے بتایا کہ اس نے دوسروں سے مشورہ نہیں کیا۔اس پر اس نے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ ان کا بھی یہی موقف ہے۔پھر عدالت میں حاضر دوسرے اپیل کنندگان اور ایڈووکیٹ آن ریکارڈ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپیل واپس لے لی۔نتیجتاً ہم نے اسے خارج کرنے کا حکم دے دیا۔

اس بات پر ہمیں مزید حیرت ہوئی کہ اپیل نمبر 24/ 1984ء جو جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا' اگلے دن پھر ملتوی ہو گئی تھی۔اس میں شریک دوسرا اپیل کنندہ بھی اٹھا اور اس نے کوئی دلیل دیے یا وجہ بتائے بغیر اپیل واپس لے لی۔اس امر پر زور دیا جاتا ہے کہ اپیل نمبر 24/ 1984ء میں ایسی کوئی درخواستیں شامل نہ تھیں جیسی کہ اپیل کنندگان نے اپیل نمبر 25/1984ء میں دائر کی تھیں۔تب اسے اپیل میں شریک دوسرے ساتھی کے رویے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ اس سے اس مقصد کے لیے رابطہ قائم کیا جائے گا۔اگلے دن اس اپیل میں کوئی شخص حاضر نہ ہوا۔ہم نے کافی دیر انتظار کیا اور پھر مجبوراً اسے اگلی تاریخ پر ملتوی کرنے کا حکم جاری کر دیا۔اگرچہ حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ضرورت ہوتی تو ایک مقدمے بی۔زیڈ کیکاؤس بنام وفاقی حکومت پاکستان و دیگران (پی۔ایل۔ڈی 1982ء ایس۔سی 409) کی طرح دستبرداری کا فیصلہ بھی دیا جا سکتا تھا۔ہم نے غیر حاضر فریق کے مفاد میں ایسا کرنے سے احتراز کیا۔کچھ دیر بعد مسٹر منظور الٰہی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے وکالت نامہ اور دوسری دستاویزات سمیت اپیل کنندہ نمبر 1 کی جانب سے بھی ایک درخواست دائر کی اور اپیل نمبر 24/ 1984ء واپس لے لی۔ واپس لیے جانے کی وجہ سے ہم نے اسے خارج کردیا۔

اختتام سے قبل اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ مقدمے کے ان حالات میں معقولیت کی خاطر ہم نے اپیل کنندگان کے رویے کے پس پردہ نیت اور محرک کا جائزہ لینے یا دریافت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ دوسری باتوں کے علاوہ یہاں کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ اگر وہ اس بارے میں سنجیدہ تھے تو انہوں نے اپیل کی باقاعدہ سماعت سے قبل ہی پہلی دو درخواستوں خصوصاً زیر بحث فیصلے کے بڑے حصے کو قلم زد کردینے کی درخواست کا فیصلہ کرنے کی استدعا کیوں کی؟ اس عمل سے اسی بنچ کی جانب سے مقدمے کی حقیقت کا جائزہ لینے کا مسئلہ پیش آتا' جس کی تشکیل پر انہوں نے تیسری درخواست میں اعتراض کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت تک انہیں یہ خدشہ نہیں تھا کہ اس اہم نکتے پر ان سے انصاف نہیں ہوگا اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا' وہ پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے کہ اگر دوسری درخواست نامنظور ہوگئی تو وہ اپیل پر زور نہیں دیں گے۔ اگر انہوں نے اسی وجہ سے اپیل واپس لینا تھی تو پھر ایسا اس مرحلے پر کیوں نہیں کیا گیا' جب ہم نے ان کی سب سے زیادہ غیر معمولی استدعا کو مسترد کردیا' اور یہ بے بنیاد اعتراض اٹھایا گیا کہ عدالت کے کچھ ارکان متعصب ہیں' حالانکہ وہ اپیل پر زور نہ دینے کا فیصلہ پہلے ہی کر چکے تھے۔

مذکورہ بالا حقائق اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں شریعت اپیلیں نمبر 24 اور 25 برائے 1984ء واپس لیے جانے کی وجہ سے خارج کی جاتی ہیں اور قرار دیا جاتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا زیر بحث فیصلہ ملک میں نافذ العمل رہے گا۔ خرچ کا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔

دستخط

مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ چیف جسٹس

جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ جج — جسٹس پیر محمد کرم شاہ جج

جسٹس شفیع الرحمٰن جج — جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی جج

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُہر سپریم کورٹ آف پاکستان

راولپنڈی

10-1-1998

11-1-1998

(PLD 1988 SC 167)

حاشیہ:

(1) اسلامی تنظیموں کی عالمی کانفرنس(موتمر المنظمات الاسلامیۃ فی العالم) کی طرف اشارہ ہے' جو 14 تا 18 ربیع الاول 1394ھ (اپریل 1974ء) رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ سعودی عرب میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور حکومتوں کے 140 نمائندہ وفود شریک ہوئے تھے۔ اس کانفرنس نے قادیانیوں کے بارے میں جو قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی تھی' وہ یہ ہے:

''قادیانیت یا احمدیت'' یہ ایک ایسا تخریبی گروہ ہے جو اپنے ناپاک مقاصد کو چھپانے کے لیے اسلام کا نام استعمال کرتا ہے۔ اس کے اسلامی تعلیمات کے منافی بنیادی امور یہ ہیں:

(1) اس کے بانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

(2) یہ قرآن کریم کی آیات میں تحریف کرتے ہیں۔

(3) یہ جہاد کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

قادیانیت' برطانوی سامراج کی پروردہ ہے اور یہ اسی کی حمایت اور سرپرستی میں ترقی کر رہی ہے۔ یہ امت مسلمہ کے مسائل اور معاملات میں خیانت کرتی رہی ہے اور سامراج اور صیہونیت کی وفادار ہے۔ قادیانیت' اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کرتے ہوئے اسلامی عقائد اور تعلیمات کو مسخ کرنے اور ان میں تحریف کرنے کے لیے ان کے آلہ کار کے طور پر کام کرتی ہے۔ ان مقاصد کے لیے قادیانیت یہ ذرائع اختیار کرتی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) اسلام دشمن عناصر اور طاقتوں کی امداد سے ایسی عبادت گاہوں کا قیام، جن میں گمراہ کن قادیانی افکار کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب) سکول، ادارے اور یتیم خانے قائم کر کے لوگوں کو قادیانیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی تعلیم دینا۔ علاوہ ازیں قادیانی مختلف عالمی اور مقامی زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ تراجم کی اشاعت کرتے ہیں۔

ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے کانفرنس سفارش کرتی ہے کہ:

(1) تمام اسلامی تنظیمیں اس امر کا اہتمام کریں کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو ان کے سکولوں، اداروں اور یتیم خانوں کے اندر محدود کیا جائے۔ نیز مسلمانان عالم کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچانے کے لیے عالم اسلام کو ان کی حقیقت اور سیاسی سرگرمیوں سے آگاہ کیا جائے۔

(2) اس گروہ کے کافر اور اسلام سے خارج ہونے کا اعلان کیا جائے اور اسی وجہ سے مقدس مقامات میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

(3) مسلمان، قادیانیوں یا احمدیوں کے ساتھ کوئی لین دین نہ کریں، نیز ان کا معاشی، سماجی اور تعلیمی بائیکاٹ کیا جائے، نہ ان سے شادی بیاہ کیا جائے اور نہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ان سے ہر طرح، کافروں جیسا برتاؤ کیا جائے۔

(4) تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ نبوت کے مدعی مرزا قادیانی کے پیروکاروں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکیں اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور انہیں حکومت کی کلیدی اسامیوں پر تعینات نہ کریں۔

(5) قرآن کریم میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں اور ان کے تراجم کا شمار کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے۔ نیز ان تراجم کی نشر و اشاعت کو روکا جائے۔

(6) اسلام سے منحرف ہونے والے تمام گروہوں سے قادیانیوں جیسا سلوک کیا جائے۔

❁ ❁ ❁

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ پر لاہور ہائی کورٹ کا

تاریخی فیصلہ

قادیانیوں کی طرف سے شانِ رسالت ﷺ
میں کی گئی گستاخیوں سے پردہ اُٹھتا ہے!

جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خاں
جناب جسٹس میاں نذیر اختر
جناب جسٹس ایس ایم زبیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295۔سی کے احکام نے یہ بات ممکن بنا دی ہے کہ ملزموں کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جا سکے اور معاشرہ میں رجحان پیدا کر دیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔ تعزیرات پاکستان کی محولہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصۂ حیات میسر آ جاتا ہے۔ اس امر کے پورے موقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزا یابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل، نگرانی وغیرہ جیسی دادرسی کا فائدہ اٹھائے۔ کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ من مانی کا سدباب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295۔سی کے احکام کی تنسیخ کر دی جائے یا انہیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہو جائے گا۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بات

مورخہ 25 اپریل 1994ء کو توہینِ رسالت کے ایک مقدمہ میں لاہور ہائیکورٹ کے فل بنچ نے درخواست ضمانت پر اٹھائے گئے بعض نکات میں ایک یادگار فیصلہ سناتے ہوئے قرار دیا کہ توہینِ رسالت کا قانون آئین کے منافی نہیں ہے اور یہ کہ اسلام' دوسرے مذاہب کا احترام دیگر تمام مذاہب سے زیادہ کرتا ہے۔

جسٹس خلیل الرحمٰن خان' جسٹس ایس ایم زبیر اور جسٹس میاں نذیر اختر پر مشتمل بنچ نے تھانہ پپلاں ضلع میانوالی کے ریاض احمد وغیرہ کی طرف سے داخل کی گئی درخواست ضمانت کے دوران فیصلہ سنایا کہ اسلام کسی بھی مذہب سے زیادہ دوسرے مذاہب کا احترام سکھاتا ہے۔ فاضل بنچ نے مزید قرار دیا کہ مسلمانوں کو' جو ملک کی کل آبادی کا 97 فیصد ہیں' دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے عقائد کا احترام کرنا چاہیے۔ درخواست کی سماعت کے دوران بعض عیسائی تنظیموں کی طرف سے استدعا کی گئی کہ توہینِ رسالتؐ کے قانون کا دائرہ اثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت تمام انبیائے کرام تک بڑھایا جائے اور ان کی توہین کرنے والوں کو وہی سزا (سزائے موت) دی جائے جو رسول اکرمؐ کی اہانت کرنے کی پاداش میں دی جاتی ہے۔ عدالت نے قرار دیا کہ یہ معاملہ پہلے ہی پاکستان لاء کمیشن اور اسلامی نظریاتی کونسل کے زیرِغور ہے اور مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295 (سی) میں جلد ہی ضروری ترمیم ہونے کی توقع ہے۔ اس لیے وہ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ نہیں کرے گی۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 (سی) کے بارے میں بنچ کے فاضل رکن جسٹس میاں نذیر اختر نے اپنے مختصر توضیحی نوٹ میں قرار دیا کہ یہ دفعہ آئینِ پاکستان سے متصادم نہیں ہے بلکہ یہ دفعہ ملزم کی زندگی کو تحفظ اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اسی دفعہ کے تحت ملزم کا مواخذہ کرنا ممکن ہے' تاکہ معاشرہ میں امن قائم رہے۔ اگر اس دفعہ میں ترمیم کر دی جائے' یا اسے آئین سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں پرانا دَور پھر سے لوَٹ آئے گا اور لوگ ملزموں سے جائے واردات پر ہی نمٹنے لگیں گے۔

مزید برآں درخواست ضمانت کے سلسلہ میں سنگل بنچ نے قادیانیوں کی طرف سے توہینِ رسالتؐ کے ضمن میں ایک تاریخ ساز فیصلہ صادر فرمایا' جس میں عزت مآب جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے قادیانیوں کی طرف سے نبی

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کی شان اقدس میں کی گئی گستاخیوں کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور قرار دیا کہ قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں میں توہینِ رسالت ﷺ کا ارتکاب پایا جاتا ہے اور قادیانی اپنے نبی مرزا قادیانی کی تحریروں کو مقدس وحی کا درجہ دیتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ لہذا جب کوئی قادیانی' مرزا قادیانی کی تحریروں کو پڑھتا ہے' تو وہ توہینِ رسالت' کا مرتکب ہوتا ہے۔

ذیل میں لاہور ہائیکورٹ کے فل بنچ (جسٹس خلیل الرحمٰن خان' جسٹس میاں نذیر اختر' جسٹس ایس ایم زبیر) اور سنگل بنچ (جسٹس میاں نذیر اختر) کے تاریخی فیصلوں کے مکمل متن کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اس تاریخی مقدمہ میں ماسٹر محمد خان صاحب' چودھری بشیر احمد' عبدالحمید' عبدالقدیر' نصر اللہ' ملک غلام حیدر' ملک محمد نواز اسٹر' ملک محمد سرخورا سٹر اور بالخصوص غلام بشیر جوئیہ ایم۔ پی اے اور چودھری محمد نواز چک نمبر 15 ڈی۔ بی نے بے حد معاونت اور مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ اللہ رب العزت ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

طالب دعا

ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری

لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور ہائی کورٹ لاہور

(ابتدائی معلومات)

مقدمہ نمبر:

متفرق فوجداری درخواست نمبر 140۔بی لغایت 1994

فریقین:

ریاض احمد و 3 دیگران ---------- درخواست گزار

بنام

سرکار

سماعت کنندہ فل بنچ:

- جسٹس خلیل الرحمٰن خاں
- جسٹس ایس ایم زبیر
- جسٹس میاں نذیر اختر

منجانب سائلان:

- خواجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ

منجانب سرکار:

- نذیر احمد غازی' اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل (پنجاب)

رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ نے پاکستان کرسچین پارٹی اور پاکستان مسیحی کاشتکار پارٹی کی وکالت کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ہائے سماعت:

10و11-اپریل 1994ء۔

تاریخ فیصلہ:

9جون 1994ء۔

فیصلہ

جسٹس خلیل الرحمٰن خاں

1- فاضل چیف جسٹس نے فل بنچ ان سوالات کا جائزہ لینے کی غرض سے تشکیل دیا' جو فاضل سنگل بنچ نے ریاض احمد و 3 دیگران کی طرف سے زیر دفعہ 295۔سی مجموعہ تعزیرات پاکستان مورخہ 20- نومبر 93ء کو تھانہ پپلاں ضلع میانوالی میں ابتدائی رپورٹ (ایف آئی آر نمبر 160) کے بموجب درج کردہ مقدمہ میں ضمانت کے لیے داخل کی گئی درخواست میں اٹھائے تھے۔سوالات درج ذیل تھے:

(الف) آیا پولیس کسی فوجداری مقدمہ میں شکایت وصول کرنے کے بعد روزنامچہ میں باضابطہ ابتدائی رپورٹ درج کیے بغیر تفتیش کرسکتی ہے؟

(ب) آیا مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295- سی کے تحت آنے والے حساس معاملات میں' مقدمہ کے اندراج میں' پولیس کی طرف سے افسرانِ بالا سے اجازت لینے کے باعث جو تاخیر کردی جاتی ہے' اسے کوئی وزن دیا جاسکتا ہے؟

(ج) آیا ملزمان کی طرف سے استعمال کی گئی زبان (جیسا کہ ابتدائی رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے) جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی تعلیمات کے عین مطابق ہے' حضرت محمد ﷺ کی توہین کے زمرہ میں آتی ہے؟ اور اس سے زیر دفعہ 295- سی ت پ جرم تشکیل پاتا ہے؟

(د) آیا مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295- سی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے کسی آرٹیکل سے متصادم ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- خواجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ نے ملزمان/سائلان کی پیروی کی' جبکہ مسٹر نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل (پنجاب) حکومت کی طرف سے پیش ہوئے۔ مسٹر رشید مرتضٰی قریشی ایڈووکیٹ نے مستغیث کے ساتھ ساتھ پاکستان کرسچین پارٹی اور مسیحی کاشتکار پارٹی کی نمائندگی کی۔

3- سائلان کے فاضل وکیل کا استدلال یہ تھا کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 154' جب اسے دفعہ 156 اور 157 کے ساتھ پڑھا جائے' کی رُو سے پولیس افسر کے لیے لازم ہے کہ شکایت موصول ہونے پر اس کا روزنامچہ میں اندراج کرے اور تفتیش شروع کردے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بالعموم باضابطہ ابتدائی رپورٹ درج کیے بغیر کوئی تفتیش شروع نہیں کی جاتی' نیز یہ کہ پولیس افسر ابتدائی رپورٹ درج کرنے سے پہلے اور دورانِ تفتیش بھی افسرانِ بالا سے ہدایات و رہنمائی حاصل کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ تیسرے سوال کے متعلق فاضل وکیل نے کہا کہ اس معاملہ میں ہمیں اظہارِ رائے سے گریز کرنا چاہیے' کیونکہ حتمی فیصلہ تو کجا' ہماری رائے سے ہی' مقدمہ میں' ملزمان متاثر ہوں گے۔ چوتھے سوال کے بارے میں انہوں نے یہ پوزیشن اختیار کی کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295- سی دستور کے کسی آرٹیکل سے متصادم نہیں ہے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ فاضل سنگل جج کے روبروان کی طرف سے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا تھا' اس لیے جس فاضل وکیل نے یہ سوال اٹھایا ہے' انہیں دلائل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ دفعہ 295- سی ت پ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے کونسے احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

4- مسٹر نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کا استدلال تھا کہ قابلِ دست اندازی پولیس جرم سے متعلق شکایت موصول ہونے پولیس کی طرف سے تفتیش شروع کرنے سے پہلے اس کا خلاصہ روزنامچہ میں درج کیا جاتا ہے اور اگر روزنامچہ میں اندراج نہ کیا جائے تب بھی اشتباہ جرم کی صورت میں پولیس افسر شکایت کے درست یا غلط ہونے کے بارے میں چھان بین کرتا ہے' تو ایسی تفتیش/انکوائری بے قاعدگی کے ضمن میں آسکتی ہے' تاہم اس سے تفتیش یا سماعتِ مقدمہ باطل نہیں ہو جاتی۔ اس سلسلے میں تاج محمد عرف تاجو بنام سرکار (1991 پی۔ کریمنل لاء جرنل 2167) کا حوالہ دیا گیا۔ انہوں نے ہرسان بنام سرکار (پی ایل جے 1989 کریمنل۔ سی کراچی- 809) کا حوالہ بھی دیا' جس میں درج دو مقدمات انور بنام سرکار (1975۔ پی۔ کریمنل لا جرنل 750) اور محمد حنیف بنام سرکار (پی ایل ڈی 1977 لاہور' 1253) میں اس رائے کا اظہار کیا گیا تھا کہ ایف آئی آر سے وابستہ تیقن اس وقت ختم ہو جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جب پولیس پہلے جائے واردات کا معائنہ کرے اور اس کے بعد ابتدائی رپورٹ کا اندراج کرے۔فاضل ججوں نے نذیر احمد بنام سرکار (1976 پی ۔کریمنل لاء جرنل 993) میں ظاہر کی گئی حسب ذیل آراء پر بھی انحصار کیا:

''اگر ابتدائی رپورٹ جائے وقوعہ پر ہی ریکارڈ کر لی گئی ہو تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا' اگرچہ یہ پسندیدہ معمول نہیں ہے۔ابتدائی رپورٹ شہادت کا اہم جز نہیں ہوتی' جائے وقوعہ پر اس کے ریکارڈ کر لینے کا مطلب یہ نہیں کہ استغاثہ کے پورے کیس کو اٹھا کر ایک سمت پھینک دیا جائے۔''

فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے گل نواز لون ایس ایچ او و دیگر کے کیس (پی ایل ڈی 1990 لاہور -428) کا حوالہ بھی دیا تا کہ یہ ثابت کر سکیں کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 154 کے تحت ملنے والی اطلاع کو بھی پہلے تھانہ کے روزنامچہ میں درج کیا جاتا ہے' اگر انچارج پولیس سٹیشن ایسا گمان کرنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ کسی قابلِ دست اندازی پولیس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اس اطلاع کو ابتدائی رپورٹ کے رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں چوہدری شاہ محمد بنام ایس ایچ او رحیم یار خاں (1977 پی ۔کریمنل لا جرنل 2) نامی مقدمہ پر بھی انحصار کیا گیا تا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ اگر پولیس کو یہ گمان ہو کہ ابتدائی رپورٹ درج کرنے یا تفتیش کرنے کی معقول وجہ موجود نہیں ہے تو وہ ایسے معاملہ میں کارروائی کرنے سے انکار کر سکتی ہے اور اس کے اس اقدام کو خلافِ قانون نہیں کہا جا سکتا۔

5- مسٹر رشید مرتضٰی قریشی ایڈووکیٹ نے اپنی معروضات آخری سوال تک محدود رکھیں۔ان کا کہنا تھا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔(سی) دستور کے آرٹیکل 2-الف اور 3 میں دیئے گئے حق سے متصادم ہے' کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے مقدس نام کی توہین و بےحرمتی کرنے کی سزا موت ہے اور کمتر سزا عمر قید' احکام الٰہی کے خلاف ہے۔دوسرے یہ دفعہ تعلیماتِ اسلام کے مطابق اس بات کا احاطہ کرنے میں ناکام رہی ہے کہ دیگر انبیائے کرام (علیہ السلام) کے ناموں کی بےحرمتی کرنا بھی جرم ہے' جس کے لیے وہی سزا (سزائے موت) ہونی چاہیے۔انہوں نے استدعا کی کہ عدالت ہذا کو ان معاملات کے بارے میں ضروری فیصلہ صادر کرنا چاہیے۔

6- مسیحی پارٹیوں کی نمائندگی کرنے والے فاضل وکیل نے عرض کیا کہ عیسائی تمام الہامی مذاہب اور ان کے بانی پیغمبروں کا احترام کرتے ہیں اور یہ کہ دفعہ 295-(سی) ت پ کا مقصد پیغمبر اسلام کے اسم گرامی کے تقدس کو برقرار رکھ کر معاشرہ میں امن و سلامتی قائم رکھنا ہے' اس لیے نام نہاد انسانی حقوق کے منافی نہیں ہے' البتہ اس دفعہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موزوں طریقے سے ایسی ترمیم کی جا سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو برا بھلا کہنے کی روک تھام ہو سکے اور ان کی بے حرمتی کرنے والوں کو بھی سزا دی جا سکے۔ انہوں نے اپنی معروضات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ایسی ترمیم تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-الف (جس کا اضافہ 1927 میں کیا گیا) کے عین مطابق ہو گی۔ اس دفعہ کے تحت ایسے افعال کو' جو جان بوجھ کر اور ارادتاً مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کر کے اس کے مذہبی جذبات مشتعل کرنے کی غرض سے کیے جائیں' قابل سزا قرار دیا گیا ہے۔

فاضل وکیل نے مزید کہا کہ مسئول الیہ عیسائی پارٹیوں کی یہ بھی رائے ہے کہ انسانی حقوق کی وہ نام نہاد تنظیمیں عوام کی نمائندہ نہیں ہیں' جو یہ کہتی ہیں کہ رسول اکرمؐ کے نام کی بے حرمتی کو قابلِ تعزیر جرم قرار دینا انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ ایسی صورت میں انہیں سب سے پہلے عیسائی ممالک میں آواز اٹھانی چاہیے' جہاں قانون عامہ کی رو سے کسی مذہب کی توہین کرنے کی صورت میں صرف عیسائیت پر حملہ کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے۔ فاضل وکیل نے اس سلسلے میں ہالسبری کی کتاب "Laws of England" (چوتھا ایڈیشن' جلد 11' پیرا 1009) کا حوالہ دیا' جس میں لکھا ہے کہ:

''دین کی تکفیر قانونِ عامہ کے تحت قابل مواخذہ جرم ہے' جو صرف عیسائیوں کے مذہب پر حملہ کرنے والے الفاظ کی اشاعت پر مبنی ہو۔ عیسائیت کے علاوہ کسی مذہب پر حملہ کرنا تکفیرِ دین نہیں ہے۔''

فاضل وکیل کے مطابق یہ تنظیمیں پاکستان کے مخالفین کے ایماء پر محض مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین بدامنی و بے چینی پھیلانے کی غرض سے ایسے نعرے لگا رہی ہیں' جبکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام اور عیسائیت دونوں الہامی مذاہب ہیں اور دونوں انسانوں کے مابین انس و محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ فاضل وکیل نے استدعا کی کہ عدالت کو معاشرہ میں قیام امن اور دوستی و ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے قرار دینا چاہیے کہ اسلامی احکام کے مطابق حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نام کی بے حرمتی بھی قابلِ تعزیر جرم ہے اور یہ کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-(سی) اس سلسلے میں ناکافی ہے' اس لیے اس سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں دی گئی تدبیر کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

7- ہم نے فریقین کے وکلاء کی طرف سے پیش کیے گئے دعاوی اور دلائل پر سنجیدگی سے غور کیا۔ سب سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات قابل غور ہے کہ ہمارے سامنے جو سوالات اٹھائے گئے ہیں' ان کے سیاق و سباق میں ہمارے لیے یہ ضروری نہیں کہ حقوق انسانی کی بعض تنظیموں کے اغراض و مقاصد کے بارے میں یا تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-(سی) کے احکام کو ہدف تنقید بنانے والی عیسائی پارٹیوں کے رویہ پر کوئی رائے ظاہر کریں۔اس سلسلہ میں صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ معاشرہ میں امن و امان قائم رکھنا سب سے اہم کام ہے۔پارلیمنٹ' انتظامیہ' عدلیہ سمیت ہر متعلقہ ادارے اور جملہ طبقات فکر و مذاہب کے شہریوں پر لازم ہے کہ معاشرہ میں اتحاد و یگانگت' افہام و تفہیم اور صلح و آشتی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔یہ کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ اسلام جملہ الہامی ادیان اور دوسروں کے عقائد کا دیگر تمام مذاہب سے بڑھ کر احترام کرتا ہے۔اسلام محض وعظ پر یقین نہیں رکھتا بلکہ عملی اقدامات پر زور دیتا ہے۔سورۂ انعام کی آیت 108 میں شامل احکام کی پابندی' ہر مسلمان کے لیے لازم ہے' جس میں کہا گیا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢبِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ص ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

''اور (اے مسلمانو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں' انہیں گالیاں نہ دو' کہیں ایسا نہ ہو یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔ہم نے تو اسی طرح ہر گروہ کے لیے اس کے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے۔پھر انہیں اپنے رب ہی کی طرف پلٹ کر آنا ہے۔اس وقت وہ انہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔''(الانعام ...... 108)

پاکستان کے مسلم شہری' جو اس کی آبادی کا 97 فیصد ہیں' دوسروں کے عقائد کا احترام کر کے نیز رواداری' بردباری اور شریفانہ رویہ کا مظاہرہ کر کے شرپسندوں کی مذموم سرگرمیوں اور ناپاک عزائم کو ناکام بنا سکتے ہیں اور یوں معاشرہ میں امن و امان قائم کر سکتے ہیں۔جہاں تک ان اعلانات کا تعلق ہے' جن کی استدعا مسٹر رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ نے کی ہے' اس سلسلے میں محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ بنام پاکستان معرفت سیکرٹری وزارت قانون و پارلیمانی امور' حکومت پاکستان' اسلام آباد (پی ایل ڈی 1991 ایف ایس سی 8) میں وفاقی شرعی عدالت کے صادر کردہ فیصلہ کا حوالہ دینا غیر متعلق نہیں ہوگا کیونکہ اس فیصلہ میں قرار دیا گیا تھا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 (سی) میں استعمال شدہ الفاظ ''یا عمر قید'' 30-اپریل 1991ء کے بعد سے موثر نہیں رہیں گے۔عدالت نے مزید کہا تھا کہ دفعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

295 (سی) میں ایک شق کا اضافہ کیا جائے تا کہ ایسے افعال یا باتوں کو جب وہ دوسرے انبیاء کے بارے میں کیے جائیں یا کہی جائیں تو اسی طرح قابل تعزیر قرار پائیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ نئی شق کے اضافہ کا کام پاکستان لاء کمیشن اور اسلامی نظریاتی کونسل میں زیرِ غور ہے۔ سائلان کے فاضل وکیل اور اے اے جی کی معروضات کے مطابق دفعہ 295 (سی) دستور کے آرٹیکل سے متصادم نہیں ہے۔ مستغیث اور کرسچین پارٹیوں کے نمائندہ مسٹر رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ بھی کوئی عدم مطابقت یا تصادم ثابت نہیں کر سکے۔ چوتھے سوال کے بارے میں ہمارا جواب یہ ہے کہ ''ایسی کسی چیز کی نشان دہی نہیں کی جا سکی' جو ثابت کرتی کہ دفعہ 295 (سی) کے احکام آئین کے کسی آرٹیکل سے متصادم ہیں۔''

8- جہاں تک تیسرے سوال کا تعلق ہے' فریقین کے فاضل وکلا کی رائے تھی کہ اس سوال کو طے کرنے کے لیے فل بنچ کے روبرو پیش نہیں کیا جانا چاہیے تھا کہ ایسا کرنا ملزمان کے خلاف نچلی عدالت میں زیرِ سماعت مقدمہ کے لیے نقصان دہ ہوگا۔ بہر حال چونکہ اس سوال کا تعلق مقدمے کے حسن و قبح سے ہے' جو عمومی اطلاق کے کسی قانونی مسئلے کے فیصلے پر منتج نہیں ہوگا۔ پس ہم فاضل وکیل سے متفق ہیں۔ یہ سوال مبنی بر واقعات ہے' جنہیں ثابت کرنے کے لیے شہادتوں کا قلمبند کرنا ضروری ہوگا۔ یہ بھی درست ہے کہ اس سوال کے تعین کرنے سے ملزمان کے زیرِ سماعت مقدمہ کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے۔ پس منسوب بیانات' استعمال کیے گئے یا شائع شدہ الفاظ اور ان کے اثرات کا ہر انفرادی مقدمہ میں جائزہ لینا ہوگا۔ عمومی اطلاق کا کوئی قانونی اصول وضع نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہم' جیسا کہ استدعا کی گئی ہے' اس سوال کا جائزہ لینے سے اجتناب کرتے ہیں۔

9- فریقین کے فاضل وکلا نے دوسرے سوال کے بارے میں تفصیلی دلائل پیش نہیں کیے کیونکہ ان کا موقف یہ تھا کہ پولیس افسر سنجیدہ اور حساس فوجداری مقدمات میں نیز مقدمات کے اندراج اور تفتیشی امور میں بجا طور پر اپنے سینئر حکام سے مشورہ کر سکتا ہے اور ان سے رہنمائی لے سکتا ہے۔ یہ سوال کہ آیا فوجداری مقدمہ کے اندراج خصوصاً حساس معاملات میں واقع ہونے والی تاخیر کو کوئی وزن دیا جا سکتا ہے یا نہیں' اس کا جواب کوئی فارمولا پیش کر کے یا کوئی قطعی اصول بنا کر نہیں دیا جا سکتا۔ یہ معاملہ بلاشبہ مقدمہ کی سماعت کرنے والی عدالت کے لیے چھوڑنا پڑے گا تا کہ وہ زیرِ بحث مقدمہ میں ریکارڈ پر موجود مجموعی شہادتوں کی بنیاد پر اس کا جائزہ لے سکے۔ دوسرے سوال کے تصفیہ کے لیے اس قدر اظہارِ رائے کافی ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم پہلے سوال کی طرف آتے ہیں' جو اس طرح ہے:

''آیا پولیس شکایت موصول ہونے کے بعد اور روزنامچہ میں باقاعدہ ابتدائی رپورٹ درج کیے بغیر کسی فوجداری کیس میں تفتیش کر سکتی ہے؟''

اس سوال سے متعلقہ احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات 154 تا 157 پولیس ایکٹ کی دفعہ 44' نیز پولیس رولز کے قاعدہ 1-24 و 2-24 میں شامل ہیں۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 154 کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی قابلِ دست اندازی پولیس جرم کے ارتکاب کے بارے میں پہنچنے والی ہر اطلاع ضبط تحریر میں لائی جائے گی اور اس کا خلاصہ ایسے رجسٹر میں درج کیا جائے گا' جو صوبائی حکومت کے مقرر کردہ نمونہ کے مطابق پولیس افسر کے پاس ہوگا۔

ضابطہ کی دفعہ 155 میں کہا گیا ہے کہ جب کسی تھانہ کے افسر انچارج کو اس کے دائرۂ اختیار میں ہونے والے کسی ناقابلِ دست اندازی پولیس جرم کے سرزد ہونے کی اطلاع موصول ہو تو وہ اس کا اندراج مذکورہ بالا طریقہ سے مرتب کردہ رجسٹر میں کرے گا اور اطلاع دہندہ کو ہدایت کرے گا کہ وہ اپنا استغاثہ مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر کرے۔

اور یہ کہ کوئی پولیس افسر بلاحکم مجسٹریٹ درجہ اول یا دوم کے' جو اس مقدمہ کی سماعت کرنے کا اختیار رکھتا ہو یا اسے سماعت کے لیے سیشن کورٹ کو بھیج سکتا ہو' کسی ناقابلِ دست اندازی پولیس کیس کی تفتیش نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد دفعہ 156 میں کہا گیا ہے کہ تھانہ کا افسر انچارج بلاحکم مجسٹریٹ کسی ایسے قابلِ دست اندازی پولیس مقدمہ کی تفتیش کر سکتا ہے جس کے بارے میں باب نمبر (15) میں درج احکام کی رو سے تجویز یا سماعت کرنے کا اختیار علاقہ کی عدالت مجاز کو حاصل ہو اور یہ کہ پولیس افسر کی کارروائی کو کسی بھی مرحلہ پر اس بناء پر چیلنج نہیں کیا جا سکے گا کہ یہ وہ مقدمہ ہے' جس کی بابت دفعہ ہذا کے تحت اس افسر کو تفتیش کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 497 یا 498 کے تحت آنے والے جرائم کی تفتیش کسی عورت کے شوہر کی طرف سے یا اس کی عدم موجودگی میں کسی اور شخص کی طرف سے' جو اس عورت کی دیکھ بھال کرتا ہو' ارتکابِ جرم کی بابت شکایت موصول ہونے کے بعد کی جائے گی۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 157 کی ذیلی دفعات (1) و (2) حوالہ کے لیے ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"157-(1):

اگر بصورتِ دیگر اطلاع موصول ہونے پر تھانہ کا افسر انچارج یہ گمان کرنے کی وجہ رکھتا ہو کہ ایسے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے' جس کی تفتیش کرنے کا زیر دفعہ 156 وہ مجاز ہے' تو وہ اس کی رپورٹ فوراً اس مجسٹریٹ کو بھیجے گا' جسے پولیس رپورٹ پر اس جرم کی سماعت کا اختیار حاصل ہو۔ نیز افسر انچارج خود موقع پر جائے گا یا کسی ماتحت عہدیدار کو' جو صوبائی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ عہدہ کے افسر سے کمتر نہ ہو' نامزد کرے گا کہ وہ موقع پر جائے' وقوعہ کے حقائق وحالات کی چھان بین کرے اور اگر ضروری ہو تو مجرم کی تلاش اور گرفتاری کے واسطے اقدامات عمل میں لائے۔

تاہم شرط یہ ہے کہ:

(الف) جب جرم کے ارتکاب کی اطلاع کسی شخص کا نام لے کر دی جائے اور معاملہ سنگین نوعیت کا نہ ہو تو تھانہ کے افسر انچارج کے لیے ضروری نہیں ہوگا کہ تفتیش کے لیے خود موقع پر جائے یا اپنے کسی ماتحت کو بھیجے۔

(ب) اگر تھانہ کے افسر انچارج کو محسوس ہو کہ تفتیش کرنے کے لیے معقول اور کافی وجہ موجود نہیں ہے' تو وہ معاملہ کی تفتیش نہیں کرے گا۔

(2) ضمنی دفعہ (1) سے منسلک شرطیہ جملے کی شق (الف) و (ب) میں مذکور صورتوں میں تھانہ کے افسر انچارج کے لیے لازم ہوگا کہ وہ اپنی رپورٹ میں اس امر کی وجوہات لکھے کہ وہ ضمنی دفعہ میں مذکور تقاضے کیوں پورے نہیں کر سکا اور شق (ب) میں مذکور معاملہ کی صورت میں افسر مذکور اطلاع دہندہ کو' اگر کوئی ہو' ایسے طریقہ کے مطابق' جو صوبائی حکومت مقرر کرے' اس امر کی اطلاع دے گا کہ وہ اس معاملہ کی تفتیش نہیں کرے گا' نہ ہی کسی سے کرائے گا۔"

پولیس ایکٹ کی دفعہ 44 کی عبارت اس طرح ہے:

"44-پولیس افسران ڈائری مرتب کریں گے:

ہر تھانہ کے افسر انچارج کا فرض ہوگا کہ وہ ایسے نمونہ کے مطابق' جو صوبائی حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً مقرر کیا جائے' ایک روزنامچہ مرتب کرے گا اور اس میں جملہ شکایات والزامات گرفتار شدگان کے نام' شکایت کنندگان کے نام' ان پر لگائے گئے الزامات کی نوعیت' ملزمان سے برآمد کردہ یا بصورت دیگر قبضہ میں لیے گئے ہتھیار یا مال اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہوں کے نام درج کرے گا' جن پر جرح کرنی ہوگی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی مرضی پر منحصر ہوگا کہ وہ جب چاہے اس روزنامچہ کو طلب کر کے اس کا معائنہ کرے۔''

اس مرحلہ پر پنجاب پولیس رولز 1934 کے باب نمبر 24 میں شامل پولیس قواعد کا حوالہ دینا بھی مناسب ہوگا۔

قاعدہ نمبر 4-24 کے مطابق:

''اگر مبیّنہ قابلِ دست اندازی پولیس جرم کے بارے میں اطلاع یا دیگر رپورٹ اس نوعیت کی ہو کہ تھانہ کا افسر انچارج یہ گمان کرنے کی وجہ رکھتا ہو کہ ویسے جرم کا ارتکاب نہیں کیا گیا ہے' تو وہ موصولہ اطلاع یا رپورٹ کا خلاصہ تھانہ کے روزنامچہ میں درج کرے گا' نیز عدم ارتکاب کے بارے میں اپنے گمان کی وجوہات بھی قلمبند کرے گا۔ نیز اطلاع دہندہ کو' اگر کوئی ہو' اس امر کی اطلاع دے گا کہ وہ معاملہ کی تفتیش نہیں کرے گا' نہ کسی سے کرائے گا''۔

قاعدہ 4-24 کے ذیلی قاعدہ 3 میں مزید کہا گیا ہے کہ جب ایسا جرم سرزد ہونے کے بارے میں معقول گمان پایا جائے تو متعلقہ تھانہ میں ابتدائی رپورٹ درج کی جائے گی اور مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 157 کے تحت تفتیش کی جائے گی۔

پنجاب پولیس قواعد کا قاعدہ 1-24 بھی اسی طرح کا ہے۔ یہ قواعد مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات 154 و 157 سے منسلک استثنائی جملوں کے عین مطابق ہیں۔ ان استثنائی جملوں کی بناء پر شاہ محمد کیس (جس کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے) میں فاضل جج نے اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ اگر پولیس یہ گمان کرنے کی وجوہ رکھنے کی بناء پر کہ ابتدائی رپورٹ درج کرنے یا تفتیش کرنے کا معقول سبب موجود نہیں ہے' معاملہ میں مزید کارروائی کرنے سے انکار کر دے تو اس کے اس اقدام کو قانونی اختیار کے بغیر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

10- یہ سوال کہ آیا ابتدائی رپورٹ درج کیے بغیر فوجداری تفتیش کا شروع کرنا خلافِ قانون ہے اور جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ گرفتاری و سماعتِ مقدمہ باطل ہو جاتی ہے' عدالتوں میں پہلے بھی زیرِ غور آ چکا ہے۔ ایمپرر بنام خواجہ نذیر احمد نامی مقدمہ (اے آئی آر (1945) پریوی کونسل 18) میں حسبِ ذیل رائے کا اظہار کیا گیا تھا:

''قابلِ دست اندازی پولیس جرائم کی صورت میں تفتیش شروع کرنے کے لیے اطلاع کی موصولی اور ابتدائی رپورٹ کا اندراج پیشگی شرط نہیں ہے۔ بلاشبہ مقدمات کی بھاری تعداد میں فوجداری استغاثے اطلاع موصول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے اور ابتدائی رپورٹ درج ہونے کے نتیجہ میں شروع کیے جاتے ہیں' تاہم ایسی کوئی وجہ نہیں کہ اگر پولیس یہ یقین کرنے کی وجہ رکھتی ہو' خواہ اپنے علم کی بنیاد پر یا رسمی انٹیلی جنس کے قابل اعتماد ذریعہ کی بدولت' کہ کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے' ایسی صورت میں اسے خود اپنی تحریک پر مبیّنہ معاملات کی سچائی کی بابت کیوں تفتیش نہیں کرنی چاہیے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 157 میں جہاں ہدایت کی گئی ہے کہ جب کسی پولیس افسر کو اطلاع موصول ہونے پر یا بصورتِ دیگر یہ گمان گزرے کہ ایسا جرم سرزد ہوا ہے' جس کی تفتیش کا وہ زیر دفعہ 156 مجاز ہے تو وہ وقوعہ کے حقائق اور حالات کی تفتیش شروع کر دے گا۔ اس نقطۂ نظر کی حمایت کرتی ہے۔''

11- علاوہ ازیں پر بھو بنام ایمپرر (اے آئی آر 1944 پریوی کونسل 73) میں ملزم کی یہ دلیل کہ اس کی گرفتاری جند کے علاقہ میں ایک برٹش انڈین افسر کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی' جو کہ غیر قانونی تھی اور یہ کہ اس کی غیر قانونی گرفتاری نے بعد کی ساری کارروائی کو باطل کر دیا' یہ قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا گیا کہ جب ملزم کو روہتک میں پیش کیا گیا' جند کے حکام نے اسے جائز طور پر عدالت کے حوالے کر دیا تھا اور جہاں تک عدالت کا تعلق تھا' عدالت میں ہونے والی کارروائی باضابطہ تھی اور سماعت کے جواز اور ملزم کی سزایابی پر اس کی گرفتاری میں واقع ہونے والی کسی بے قاعدگی سے متاثر نہیں ہوئی تھی۔ فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے جس فیصلہ کا حوالہ دیا ہے' وہ مقدمات کی اس قسم کو ظاہر کرتا ہے جن کے بارے میں یہ اصول طے کیا گیا ہے کہ ابتدائی رپورٹ شہادت کا اہم جزو نہیں ہوتی' اسے درج کرنے میں پولیس سے کوئی بے قاعدگی سرزد ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں استغاثہ کے پورے کیس کو کالعدم نہیں ٹھہرایا جاتا۔ ہر کیس میں بے ضابطگی' نوٹس میں آنے کے بعد ریکارڈ پر موجود مجموعی شہادت کی روشنی میں زیر غور آنی چاہیے۔ ابتدائی رپورٹ درج کرنے میں کوئی تاخیر واقع ہو جائے' تو ریکارڈ پر موجود شہادت کا جائزہ لیتے وقت اس تاخیر کا سبب' اس کے واقع ہونے کے حالات' فریقین کی پوزیشن' جرم کی نوعیت' فریقین کی اثر پذیری' ان کے معاشرتی حالات' پولیس اہلکاروں کا طرز عمل اور تمام متعلقہ عوامل پر غور کرنا ہوگا۔ ابتدائی رپورٹ درج کرنے میں تاخیر بظاہر غیر اہم ہوتی ہے' بشرطیکہ استغاثہ کا کیس معقول شبہ کے بغیر ثابت ہو جائے۔ ایسی صورتیں ہو سکتی ہیں' جن میں مخصوص حالات کے باعث ابتدائی رپورٹ واقعہ کے ظہور پذیر ہونے اور ملزم کی گرفتاری کے بعد درج کی گئی ہو۔ تاج محمد بنام سرکار نامی مقدمہ اسی قسم کی صورت حال کا مظہر ہے۔ یہی سوال ایم۔ بشیر سہگل و دیگر بنام سرکار و دیگر (پی ایل ڈی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1964 (مغربی پاکستان) لاہور-148) میں بھی زیر غور آیا تھا۔ جسٹس سردار محمد اقبال نے پیرا نمبر 6 میں خواجہ نذیر احمد کے کیس میں پریوی کونسل کے فیصلہ پر انحصار کرتے ہوئے رائے ظاہر کی تھی:

''میں اصولی طور پر اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں کہ ابتدائی رپورٹ میں تمام ملزمان یا کسی ایک ملزم کو نامزد کیا جائے تاکہ تفتیش کرنے والی ایجنسی اپنی کارروائی شروع کر سکے۔ دراصل ابتدائی رپورٹ کا اندراج کوئی پیشگی شرط نہیں' اور پولیس ایسی قابلِ اعتبار اطلاع ملنے پر کہ کسی قابل دست اندازی پولیس کا ارتکاب کیا گیا ہے' مجموعہ ضابطہ فوجداری یا کسی دیگر ضابطہ یا قانون کے تحت' جو اس معاملہ میں اسے اختیار دیتا ہو' ابتدائی رپورٹ درج یا رسمی طور پر مرتب کیے بغیر تفتیش شروع کر سکتی ہے۔''

علاوہ ازیں رحمان و دیگران بنام سرکار (پی ایل ڈی 1968 لاہور 464) میں خواجہ نذیر احمد کے مقدمہ میں پریوی کونسل کے فیصلہ کی اور بشیر سہگل و دیگران کے مقدمہ میں فل بنچ کے فیصلہ کی پیروی کرتے ہوئے ڈویژن بنچ نے رائے ظاہر کی تھی کہ

''کوئی بھی شخص مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعہ 154 کے تحت کسی وقوعہ کی اطلاع دے کر فوجداری قانون کو حرکت میں لا سکتا ہے۔ اس طرح جو اطلاع دی جائے' وہ ''ابتدائی اطلاع'' کہلاتی ہے۔ اسی کی بنیاد پر مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حصہ پنجم' باب نمبر 14 کے تحت تفتیش شروع کی جاتی ہے۔ تاہم اطلاع کی موصولی اور ابتدائی رپورٹ کا اندراج تفتیش شروع کرنے کے لیے پیشگی شرط نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ ابتدائی رپورٹ کی عدم موجودگی ملزم کو پہلے اطلاع دہندہ پر جرح کرنے کے حق سے محروم کر دیتی ہے۔ بہرحال یہ حقیقت کہ ابتدائی رپورٹ درج نہیں کی گئی تھی یا سماعت کے دوران ثابت نہیں ہوئی' اثباتِ جرم کو باطل نہیں ٹھہرا سکتی۔''

اسی نقطۂ نظر کا اظہار شکیل احمد بنام سرکار (پی ایل ڈی 1972 لاہور 374 نامی مقدمہ میں کیا گیا تھا۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی غلام محمد بنام سرکار (پی ایل ڈی 1981 ایف ایس سی 120) نامی مقدمہ میں عدالت ہذا کے نقطۂ نظر کی پیروی کی تھی۔ ان مقدمات میں شروع کی گئی تفتیش یا سماعت کے جواز کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات 154' 156 اور 157 کی خلاف ورزی کرنے کی بنیاد پر چیلنج کیا گیا تھا۔ عدالتوں کی طرف سے صادر کردہ فیصلوں میں کہا گیا تھا کہ اطلاع کا موصول ہونا یا ابتدائی رپورٹ کا اندراج فوجداری تفتیش کے لیے پیشگی شرط نہیں ہے اور اس سلسلے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرزد ہونے والی کسی بے قاعدگی سے گرفتاری یا مقدمہ کی سماعت باطل نہیں ٹھہرتی ۔ یہ معاملے کا ایک پہلو ہے۔

12- دوسرے پہلو کی نمائندگی دوسری قسم کے مقدمات سے ہوتی ہے' جن میں اعلیٰ عدالتوں نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات 154 تا 157 کے تحت پولیس افسر پر عائد ہونے والے فرض کی نشان دہی کی ہے ۔اس نقطۂ نظر کے سلسلہ میں ایم ۔انور بیرسٹرایٹ لاء بنام افسر انچارج تھانہ سول لائنز لاہور و دیگر (پی ایل ڈی 1972 لاہور 493) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے ۔جسٹس سردار محمد اقبال' جو کہ اس مقدمہ کی سماعت کرنے والے فل بنچ کے ایک رکن تھے' وہ بشیر سہگل و دیگر بنام سرکار و دیگر (پی ایل ڈی 1964 (مغربی پاکستان) لاہور-148) نامی مقدمہ سننے والے بنچ میں بھی شامل رہ چکے تھے ۔فل بنچ کی نمائندگی کرتے ہوئے انہوں نے حسب ذیل رائے ظاہر کی تھی:

''فیصلہ کو ختم کرنے سے پہلے ہم یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں کہ اگر قابل دست اندازی پولیس جرم کے ارتکاب سے متعلق اطلاع موصول ہو تو وہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 154 کے تحت آتی ہے اور پولیس افسر کا قانونی فرض ہے کہ مقررہ رجسٹر میں اس کا اندراج کرے ۔اس پیشگی شرط کے دو پہلو ہیں: اولاً اس کا اطلاع ہونا لازم ہے' دوسرے اس کا کسی قابلِ دست اندازی پولیس جرم سے متعلق ہونا ضروری ہے' جس کی بنیاد پر جرم تشکیل پاتا ہو' بعد کے واقعات کی بناء پر نہیں ۔پولیس افسر کا فرض ہے کہ جب اس سے کوئی شکایت کی جائے تو اسے وصول کرے یا جب اسے کسی جرم کے ارتکاب کی زبانی اطلاع دی جائے تو اس کا فرض ہے کہ اسے ضبط تحریر میں لائے ۔اگر وہ دی گئی اطلاع کو رجسٹر میں درج نہیں کرتا' تو وہ سرکاری ملازم کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کرنے میں ناکام رہتا ہے اور اس امر کا مستحق ہے کہ حکام بالا فرض سے غفلت برتنے پر اس کے خلاف کارروائی کریں ۔گویا اس بات کا انحصار محض پولیس افسر کی من مرضی پر نہیں کہ وہ چاہے تو رپورٹ کا اندراج کرے' چاہے تو نہ کرے ۔مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 154 میں جس اطلاع کا ذکر ہے' ہمارے نزدیک اس کی نوعیت شکایت الزام یا کسی جرم کے بارے میں اطلاع کی ہوتی ہے' جو اس غرض سے دی جاتی ہے کہ اس کی تفتیش کے لیے پولیس کو حرکت میں لایا جائے ۔ابتدائی اطلاع کی صورت میں قانون کا یہ تقاضا نہیں کہ پولیس افسر اسے محض تحریری صورت میں ہونے پر وصول کرے گا اور صرف اس صورت میں درج کرے گا جبکہ اس کی رائے میں وہ درست ہو ۔اس سوال کا انحصار کہ آیا وہ اطلاع درست ہے یا نہیں' تفتیش پر ہوتا ہے' جو پولیس افسر کو زیر دفعہ 157 ضابطہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجداری کرنی ہوتی ہے۔ابتدائی اطلاع کے درست ہونے کی ضمانت مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 182 میں دی گئی ہے' جس کے تحت اگر کوئی شخص پولیس افسر کو ابتدائی اطلاع کے بارے میں بیان دے' جسے زیر دفعہ 154 ضبط تحریر میں لایا جائے' اور اگر آخر میں وہ بیان جھوٹا ثابت ہو تو اطلاع دہندہ کو اتنی مدت کے لیے قید کی سزا دی جائے گی' جس کی میعاد 6 ماہ تک ہو سکتی ہے یا اسے جرمانہ کی سزا دی جائے گی' جو ایک ہزار روپے تک ہو سکتا ہے' یا وہ دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔"

13- پس یہ فیصلہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ سرکاری ملازم کی حیثیت سے پولیس افسر اپنی قانونی ڈیوٹی بجا لائے اور اس فرض کی ادائیگی میں' جو زیر دفعہ 154-155 ضابطہ فوجداری' اس پر عائد ہوتا ہے' ناکام رہنے والا اس امر کا مستحق ہے کہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔یہ احکام ایک طرف پولیس افسر کی من مانیوں کا سدباب کرتے ہیں' دوسری طرف شہری کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ کسی اطلاع کو ریکارڈ پر لانے کی غرض سے پولیس کے علم میں لائے۔شہریوں کے لیے نقل و حرکت اور شخصی آزادی کا تحفظ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ پولیس افسر کو ابتدائی اطلاع یا کم از کم اس کا خلاصہ روزنامچہ میں درج کرنے کا پابند کیا جائے۔اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ کسی جرم میں تفتیش شروع کرنے کے لیے ابتدائی اطلاع کا اندراج پیشگی شرط نہیں ہے۔کسی پولیس افسر کی طرف سے اس کا فرض ادا نہ کرنے کا کیا نتیجہ نکلے گا' یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے' زیر نظر مقدمہ کے فریقین کو اس پر بحث کرنی ہے اور اس کا فیصلہ سماعت کنندہ عدالت کو کرنا ہے۔پس ہماری طرف سے یہی پہلے سوال کا جواب ہے۔

14- اب ضمانت کی درخواستیں عزت مآب چیف جسٹس کی طرف سے احکام صادر ہونے کے بعد پیش کی جائیں گی۔

دستخط

(جسٹس خلیل الرحمٰن خاں)

میں اتفاق کرتا ہوں

(جسٹس ایس ایم زبیر)

تاریخ فیصلہ مورخہ 25 اپریل 1994ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب جسٹس میاں نذیر اختر کا اضافی نوٹ

1- مجھے اپنے فاضل بھائی جسٹس خلیل الرحمٰن خاں کے لکھے ہوئے فیصلہ کو پڑھنے کا موقع ملا' جو وہ اس مقدمہ میں صادر کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے زیر بحث سوالوں کے جو جواب دیئے ہیں اور ان کا فیصلہ جن دلائل پر مبنی ہے' میں ان سے مکمل اتفاق کرتا ہوں' تاہم سوال نمبر 4 کے سلسلہ میں چند سطروں کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

2- مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295- سی کے احکام نے یہ بات ممکن بنادی ہے کہ ملزموں کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جا سکے اور معاشرہ میں یہ رجحان پیدا کر دیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔ تعزیراتِ پاکستان کی محولہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصہ حیات میسر آ جاتا ہے۔ اس امر کے پورے موقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزایابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل' نگرانی وغیرہ جیسی دادرسی کا فائدہ اٹھائے۔ کوئی بھی شخص' کجا ایک مسلمان' ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کرسکتا' کیونکہ یہ من مانی کا سدباب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295- سی کے احکام کی تنسیخ کردی جائے یا اُنہیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہو جائے گا۔ معاملہ کے اس پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان کرسچین پارٹی اور مسیحی کاشتکار پارٹی کے فاضل وکیل نے استدعا کی ہے کہ ان احکام کو زیادہ جامع بنایا جائے اور اس کے دائرہ اثر کو دوسرے پیغمبروں کی توہین تک پھیلا دیا جائے تاکہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سمیت تمام انبیائے کرام کی توہین کرنے والے کو اسی طرح موت کی سزا دی جائے' جس طرح حضرت محمد ﷺ کی توہین کرنے والوں کو دی جاتی ہے۔ چونکہ یہ معاملہ پہلے ہی حکومت کے زیر غور ہے' اس لیے توقع کی جاتی ہے کہ امر مطلوبہ مستقبل قریب میں پورا ہو جائے گا۔

دستخط

(جسٹس میاں نذیر اختر)

(پی ایل ڈی 1994 لاہور 485)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور ہائی کورٹ لاہور

(ابتدائی کوائف)

متفرق فوجداری درخواست نمبر 140-بی-1994

درخواست دہندگان ریاض احمد وغیرہ

بنام

حکومت (مدعا علیہ)

تاریخ سماعت 25 مئی 1994ء

وکیلِ درخواست دہندگان خواجہ سرفراز احمد (ایڈووکیٹ)

وکیلِ سرکار مسٹر نذیر احمد غازی (اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب)

عبدالقیوم (اے ایس آئی) حاضر

فیصلہ

عزت مآب جناب جسٹس میاں نذیر اختر

سائلان ایک کیس میں ضمانت کی استدعا کرتے ہیں جو ان کے خلاف بمطابق رپورٹ ابتدائی نمبر 160 مورخہ 21-11-93 ' بجرم 295- سی' تعزیراتِ پاکستان تھانہ پپلاں' ڈسٹرکٹ میانوالی میں درج کیا گیا ہے۔ ریاض احمد سائل نمبر 1 'بشارت احمد سائلان نمبر 2 کا والد اور قمر احمد اور مشتاق احمد سائلان نمبر 3 اور 4 کا چچا ہے۔

2- یہ مقدمہ سائلان کے خلاف ایک تحریری درخواست مورخہ 17- نومبر 1993ء پر درج کیا گیا۔ مذکورہ درخواست محمد عبداللہ ولد محمد مظفر نے ایک وقوعہ کے سلسلے میں تھانہ پپلاں کے ایس ایچ او کو دی' جو 11- نومبر 1993ء کو رونما ہوا۔ ایف آئی آر کے مندرجات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''میں تحفظِ ختم نبوت کا کارکن ہوں۔ میں اپنے گاؤں کے قریب مورخہ 93-11-11 ٹائم 11 بجے دن تقریباً اپنے Cousin کے ساتھ سڑک پر کھڑا تھا کہ مسمی ریاض احمد ولد رستم خان' بشارت احمد ولد ریاض احمد' قمر احمد و مشتاق احمد پسران محمود احمد' جو کہ غیر مسلم (قادیانی) ہیں' ہمیں دیکھ کر ہماری طرف بڑھے اور طنزاً کہنے لگے کہ یہ سرکاری مسلمان ہیں اور ہمارے مذہبی جذبات مجروح کیے' لیکن ہم خاموش کھڑے رہے اور جواباً کچھ نہ کہا' لیکن اس کے باوجود الزام علیہان مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخانہ کلمات کہتے رہے اور یہ کہا کہ ہم مرزا قادیانی کو سچا نبی مانتے ہیں جو کہ حضور پاک ﷺ کی شان سے کم نہ ہیں اور ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کی بابت نا قابل برداشت کلمات کہتے ہوئے انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے نبی کے تین لاکھ معجزات ہیں' لیکن آپ کے نبیؐ کے تین ہزار معجزات تھے۔ اسی بحث کے دوران قمر احمد ولد محمد حسن' نذیر احمد ولد بابو خان ہمارے قریب آ گئے۔ انہوں نے بھی الزام علیہان کے بیان کردہ نازیبا کلمات اور گفتگو سنی اور وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے سچ بات کی شہادت دیں گے۔ اگر مذکورہ حالات کو مدنظر رکھ کر الزام علیہان کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو ہمارے علاقے کے مذہبی جذبات' جو کہ دبے ہوئے ہیں' جنگل کی آگ کی طرح بھڑک اٹھیں گے اور امن عامہ کے نقص کے علاوہ مذہبی اختلافات پورے ملک کو لپیٹ میں لے لیں گے' لہٰذا الزام علیہان کے خلاف مقدمہ درج فرما کر مشکور فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔''

3- سائلان نے فاضل سیشن جج میانوالی کی عدالت میں درخواست برائے ضمانت دائر کی' جنہوں نے مذکورہ درخواست بروئے حکم مورخہ 3 جنوری 1994ء مسترد کر دی۔ اس فیصلے کا متعلقہ حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

''اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے' بادی النظر میں حضرت محمد (ﷺ) کے مقدس اور بلند رتبہ نام کی بے حرمتی کے مترادف ہے کیونکہ اس انداز میں آپؐ کے رتبے کو گھٹا کر مرزا قادیانی کی سطح پر لایا گیا ہے' چنانچہ یہ یقین کرنے کی معقول وجوہ موجود ہیں کہ سائلان نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے' جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295- سی کے تحت آتا ہے اور جو سیکشن 497 کی ممنوعہ کلاز کے دائرے میں آتا ہے۔''

4- سائلان کے فاضل وکیل نے درج ذیل موقف اختیار کیا ہے:

(I) ہر سائل کے خلاف عداوت کا سنگین پس منظر موجود ہے۔ مورخہ 91-12-9 کو مستغیث کے والد مظفر نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے رُوبرو ایک درخواست پیش کی کہ ریاض احمد سائل نمبر 1 کو نمبردار کے عہدے سے برطرف کیا جائے کیونکہ وہ قادیانی فرقے سے تعلق رکھتا ہے اور علاقے کے باشندوں کی اکثریت اسے پسند نہیں کرتی۔ اس کی محولہ بالا درخواست بروئے حکم مورخہ 1993-6-6 منظور کر لی گئی۔ سائل نمبر 1 نے کمشنر سرگودھا ڈویژن کے پاس اپیل کی جو بروئے حکم مورخہ 1993-7-31 منظور کی گئی۔ مظفر' مستغیث کا والد' کمشنر سرگودھا ڈویژن کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کے لیے بورڈ آف ریونیو میں چلا گیا' جہاں یہ معاملہ تا حال زیر سماعت ہے۔

(II) مسمی غلام قادر ساکن چک نمبر 15 نے مورخہ 1993-6-4 کو نذیر احمد' اور عبداللہ مستغیث اور چند دیگران کے خلاف مداخلت بے جا' مجرمانہ تخویف اور دنگا فساد کے جرم کا ارتکاب کرنے پر پولیس کو رپورٹ دی۔ مناسب تحقیقات کے بعد پولیس اس نتیجے پر پہنچی کہ کیس جھوٹا ہے اور اس کی منسوخی کی سفارش کی۔ اس کے بعد اس نے علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک استغاثہ مورخہ 1993-8-16 کو دائر کر دیا۔ قمر اور مشتاق درخواست گزاران نمبر 3 اور 4 محولہ بالا استغاثہ میں گواہانِ استغاثہ کی حیثیت سے پیش ہوئے۔ ابتدائی شہادت کے بعد عدالت نے عبداللہ وغیرہ کو بروئے حکم مورخہ 1993-10-31 طلب کر لیا۔ (لف سی 4)

(III) سائلان کے خلاف مقدمہ من گھڑت ہے اور محولہ بالا عداوت کا نتیجہ ہے۔ مزید برآں رپورٹ چھ دن کی تاخیر سے درج کی گئی ہے جو استغاثے کی کہانی کو مشکوک بناتی ہے۔

(IV) احمدی ہونے کی بناء پر' سائلان احمدیہ فرقے کے بانی مرزا قادیانی کی تعلیمات کے پیروکار ہیں' جس نے کبھی بھی پیغمبر حضرت محمد (ﷺ) کے ہم رتبہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ درحقیقت کوئی شخص بھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب نے اعلانیہ کہا تھا کہ وہ حضرت محمد (ﷺ) کا تابع ہے۔ مزید برآں مرزا صاحب نے کبھی بھی براہ راست اپنا موازنہ رسول پاک (ﷺ) سے نہیں کیا۔ مرزا صاحب کی تحریریں رسول پاک حضرت محمد (ﷺ) کے لیے محبت اور گہرے احترام کی عکاسی کرتی ہیں' اس سلسلے میں ذیل کے حوالہ جات دیکھے جا سکتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحہ نمبر
-1	کشتی نوح	21-20
-2	آئینہ کمالات اسلام	224,164,160,15
-3	چشمۂ معرفت	302
-4	پیغام صلح	461,459
-5	تریاق القلوب	141
-6	لیکچر سیالکوٹ	206
-7	قادیان کے آریہ اور ہم	456
-8	براہین احمدیہ	104,101

(V) سائلان کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی فقط ''مہدی موعود'' یا ''مسیحِ موعود'' تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

(VI) فل بنچ نے اس بات کا فیصلہ ماتحت عدالت پر چھوڑ دیا ہے کہ آیا ملزمان نے جو زبان استعمال کی' وہ حضرت محمد (ﷺ) کے بارے میں باعث کسر شان ہے اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295- سی کے تحت جرم بنتی ہے' چنانچہ اس عدالت کو اس بات کی جانچ پڑتال نہیں کرنی چاہیے۔

(VII) بہر حال' اس بات کا فیصلہ کرتے ہوئے آیا' بادی النظر میں انہوں نے مبینہ جرم کا ارتکاب کیا ہے' سائلان کے عقیدے کو لازمی طور پر دیکھنا ہوگا۔ درخواست گزار کے فاضل وکیل نے خصوصاً کیس' ناصر احمد بنام سرکار (1993 SCMR 153) میں دیئے گئے فیصلے کے پیرا نمبر 5 پر انحصار کیا ہے' جو ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے:

''فریقین کے وکلا کی بحث قدرے تفصیل سے سننے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملہ میں سب سے اہم سوال جو غور طلب ہے' وہ یہ ہے کہ آیا ''توہین'' ظاہراً تحریر کردہ یا زبانی الفاظ سے ہوتی ہے یا ملزمان کے فعل سے یا اس مقصد کے لیے مجموعی پس منظر کو دیکھنا ضروری ہے' جس میں لازمی طور پر ان الفاظ کو استعمال کرنے والے کا عقیدہ' نیت' مقصد اور پس منظر شامل ہو۔ بادی النظر میں اور ظاہری طور پر ہمارا تاثر یہ ہے کہ ان کلمات کے استعمال سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مسلمان یا کسی بھی شخص کی دل آزاری' ناراضگی یا اشتعال انگیزی نہیں ہوتی اور نہ ہی ان سے حضور نبی کریم ﷺ یا مسلمانوں کی توہین ہوتی ہے۔ ہاں اگر ان کلمات کو پڑھنے یا سننے والا شخص ان الفاظ کو استعمال کرنے والے شخص کے پس منظر کی گہرائی تک جائے اور اس کے ایمان' عقیدے اور پوشیدہ مقصد کے بارے میں اپنے خصوصی علم کو بروئے کار لائے تو پھر مبینہ نتائج ظہور پذیر ہوسکتے ہیں۔''

5- دوسری جانب مسٹر نذیر احمد غازی فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے ذیل کی معروضات پیش کی ہیں:

(i) پولیس تحقیقات ظاہر کرتی ہے کہ وقوعہ فی الحقیقت رونما ہوا ہے۔

(ii) یہ سچ ہے کہ مظفر' مستغیث کے والد اور ریاض احمد سائل نمبر 1 کے مابین دیوانی مقدمے بازی چل رہی ہے' تاہم مذکورہ مقدمے بازی کے باوجود مظفر اور اس کے بیٹے عبداللہ نے ایسے الزامات پہلے کبھی نہیں لگائے۔ مزید برآں اگر وہ اسے جھوٹے کیس میں ملوث کرنا چاہتا تو تعزیرات پاکستان کی کسی بھی دوسری دفعہ کے تحت ملوث کرسکتا تھا اور غلط طور پر پیغمبر حضرت محمد (ﷺ) کا مقدس نام اس معاملے میں لانے کی حد تک نہ جاتا' جو کسی دوسرے مسلمان کی طرح اسے بھی دل و جان سے محبوب ہیں۔

(iii) اگر مستغیث اور ملزم پارٹی کے مابین کچھ عداوت موجود ہے' تب بھی ملزمان اور ان تین چشم دید گواہوں کے درمیان تو کوئی دشمنی یا عداوت موجود نہیں ہے۔ وہ غیر جانبدار ہیں اور انہوں نے تفتیش کے دوران مستغیث کے بیان کی بھر پور حمایت کی ہے۔

(iv) وقوعے کی اطلاع میں تاخیر' مقدمہ ہذا کے حالات کی روشنی میں' استغاثہ کے کیس پر کوئی برُا اثر مرتب نہیں کرتی۔ اگر مستغیث جھوٹا ہوتا تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ یہ کہہ سکتا تھا کہ وقوعہ 17- نومبر 1993ء ہی کو رونما ہوا تھا' جس دن کہ رپورٹ حقیقت میں درج کی گئی۔ پولیس ایف آئی آر کے رسمی اندراج سے بھی پہلے تحقیقات کرنے کی اہل ہے۔ اس کیس میں کوئی برآمدگی یا قرائنی شہادت مطلوب نہ ہے۔ لہذا تاخیر استغاثے کے کیس کی صداقت کو متاثر نہیں کرتی۔ کیس کا انحصار مکمل طور پر ان زبانی شہادتوں پر ہے' جو مستغیث اور تین چشم دید گواہوں نے دی ہیں۔ اگر گواہوں کا یقین کرلیا جائے تو پھر یہ کہنا ممکن نہیں کہ وقوعہ رونما نہیں ہوا۔ عام فوجداری مقدمات میں بھی تاخیر فی نفسہ کافی نہیں ہوتی کہ استغاثے کے کیس کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارج کر دیا جائے' بشرطیکہ ارتکاب جرم کے بارے میں معتبر شہادت موجود ہو۔ اس سلسلہ میں ذیل کے فیصلوں پر انحصار کیا گیا ہے:

(i) تاج محمد الیاس عرف تاجو بنام سرکار (1991 P.Cr. L.J.2167)

(ii) چودھری محمد بنام ایس ایچ او رحیم یار خان اور دو دیگران (1977 P.Cr.L.J.2)

(iii) ہرسان بنام سرکار (1989 Pcr. L. J 809)

(iv) گل نواز لون دیگر بنام ایس ایچ او (P.L.D1990 Lah.428)

(v) غلام صدیق بنام ایس ایچ او صدر ڈیرہ غازی خاں و 8 دیگران (P.L.D.1979 Cr. Cases. 263)

(vi) محمد حسن بنام ایس ایس پی فیصل آباد و 7 دیگران (1992 P.Cr.L.J.2307)

(vii) عالم شیر و 5 دیگران بنام سرکار (1975 P.Cr.L.J.1188)

(V) درخواست گزاران کے فاضل وکیل نے موقف اختیار کیا ہے کہ کوئی بھی شخص حضرت محمد (ﷺ) پر برتری یا ان سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور یہ کہ درخواست گزاران مرزا قادیانی کے پیروکار ہونے کی بناء پر ایسے الفاظ بولنے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے' جو ایف آئی آر میں ان سے منسوب کیے گئے ہیں' تاہم درخواست گزاران کے استعمال کردہ الفاظ محض ان کے اپنے ہی الفاظ نہیں ہیں' بلکہ مرزا قادیانی کی تعلیمات کا حصہ ہیں۔ اس ضمن میں کیس ظہیر الدین بنام حکومت (1993 SCMR 1718) میں دیئے گئے فیصلے کا پیرا نمبر 82 دیکھا جا سکتا ہے۔ ملزمان کی طرف سے استعمال کردہ زبان تقریباً وہی ہے جو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' جلد 5' باب 2 (نصرۃ الحق) صفحہ 56 اور ''حقیقت الوحی'' کے صفحہ 67 پر استعمال کی ہے۔ ملزمان کے بولے گئے الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق ہیں۔

(vi) بادی النظر میں' ملزمان کی استعمال کردہ زبان تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت جرم بنتی ہے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضابطہ فوجداری کے سیکشن 497 کی ممنوعہ کلاز کے دائرے میں آتا ہے۔ ملزمان حضرت محمد (ﷺ) کا رتبہ گھٹا کر مرزا قادیانی کی سطح پر لے آئے ہیں جو (یعنی مرزا قادیانی) دستور پاکستان کے آرٹیکل 260 (3) کی شق ''الف'' کی رو سے مسلمان نہیں ہے۔ مزید برآں مرزا قادیانی کو برطانوی سامراج کے مفادات کے تحفظ کے لیے لگایا گیا تھا اور جو کوئی بھی اسے نبی اکرمؐ کے ہم رتبہ قرار دیتا ہے' وہ اہانت رسول اقدس کا ارتکاب کرتا ہے۔

(vii) اس سوال کا فیصلہ کہ آیا سائلان جرم کے مرتکب ہوئے ہیں' بالاخر عدالت ماتحت ہی کرے گی' لیکن ضمانت کے مرحلے پر مواد کا عارضی اندازہ کیا جا سکتا ہے اور بادی النظر میں ارتکاب جرم کے بارے میں رائے قائم کی جا سکتی ہے۔

6- فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی اس دلیل میں خاصا وزن موجود ہے کہ اس معاملہ ہذا کی پولیس رپورٹ میں تاخیر' موجودہ کیس کے حالات وواقعات میں' استغاثے کے کیس کو مشکوک بنانے کے لیے کافی نہیں ہے۔ مقدمے سے کسی قرائنی شہادت یا برآمدگی کا تعلق نہ ہے' بلکہ اس کا انحصار زبانی شہادتوں پر ہے' جو مستغیث اور تین چشم دید گواہوں نے دی ہیں۔ عام فوجداری مقدمات میں ایف آئی آر کے اندراج میں عجلت پر اس لیے اصرار کیا جاتا ہے تاکہ پولیس کو اطلاع دینے سے پہلے سوچ بچار سے بچا جائے اور تفتیشی ایجنسی حقائق کے حصول کے لیے قرائنی شہادت محفوظ کر لے' جس سے مستغیث کے نقطۂ نظر کے درست یا غلط ہونے کا تعین کیا جا سکے۔ مزید برآں مستغیث کی طرف سے یہ کہنے میں کوئی امر مانع نہیں تھا کہ وقوعہ 17- نومبر 1993ء کو رونما ہوا (جب تحریری شکایت ایس ایچ او کے پاس داخل کی گئی۔)

جہاں تک ایف آئی آر کے رسمی اندراج سے پہلے' کی گئی تفتیش کا تعلق ہے' اس سلسلے میں یہ کہنا کافی ہے کہ معاملے کے اس پہلے کے متعلق اس عدالت کے فل بنچ نے اپنے حکم مورخہ 1994-4-25 میں قرار دیا تھا: ''فوجداری تفتیش کے آغاز کے لیے ایف آئی آر کا ملنا یا اندراج کوئی لازمی امر نہیں ہے اور اس سلسلے میں کی جانے والی غیر قانونی بات' فی نفسہ مقدمے یا گرفتاری کو متاثر نہیں کرتی۔'' میں اس بنیاد پر مستغیث کی صداقت پر شبہ کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوں کہ اس معاملہ میں پولیس کو رپورٹ کرنے میں تاخیر کی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7- سائلان کے فاضل وکیل کی جانب سے بیان کردہ حقائق سے سائلان اور مستغیث اور اس کے والد کے مابین مخاصمت کا پس منظر تو ثابت ہوتا ہے۔ کسی خاص کیس کے واقعات اور حقائق کے پیش نظر ضمانت کے مرحلے پر بھی یہ قرار دینا ممکن ہے کہ ملزم کو مستغیث پارٹی کے ساتھ عداوت اور ماضی کی دشمنی کی بناء پر مقدمے میں الجھا دیا گیا ہو' تاہم موجودہ کیس میں ذیل میں دی گئی وجوہ کی بناء پر میں ایسا قرار دینے کے حق میں نہیں ہوں:

(الف) مظفر مستغیث کے والد اور ملزم کے مابین عداوت کا آغاز 9-12-1991 کو ہوتا ہے' جب اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست دائر کی کہ ریاض احمد درخواست گزار نمبر 1 کو نمبردار کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔ اس وقت سے اس نے یا اس کے بیٹے نے ملزم کو کسی فوجداری مقدمے میں ملوث کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی' یا اس کی برطرفی کے لیے زمین تیار کرنے یا دوسری صورت میں اس سے انتقام لینے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

(ب) دیوانی اور فوجداری مقدمات کے باوجود فریقین کے مابین دسمبر 1991 سے لے کر موجودہ واقعے تک' جو کہ 11-11-1993 کو رونما ہوا' کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

(ج) کیس کی تائید تین دیگر چشم دید گواہان مسمی نذیر احمد ولد بابو خاں' محمد قمر ولد محمد حسن اور قدیر احمد ولد نذیر احمد نے بھی کی ہے' جن کا ایسا کوئی محرک نظر نہیں آتا کہ وہ ملزمان اور سائلان کے خلاف جھوٹی گواہی دیں۔

(د) تفتیشی افسر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ایف آئی آر میں درج واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔

8- لہٰذا میں سائلان کے فاضل وکیل سے اتفاق کرنے پر تیار نہیں ہوں کہ یہ کیس مستغیث پارٹی نے سائلان کے خلاف ماضی کی عداوت کی بناء پر گھڑا ہے' تاہم مذکورہ بالا نقطۂ نظر عارضی ہے اور ماتحت عدالت کو آزادی ہوگی کہ وہ بالآخر اس کا فیصلہ فریقین کی جانب سے پیش کردہ شہادتوں کی روشنی میں کرے۔ سائلان کے فاضل وکیل نے یہ استدلال نہیں کیا کہ آیا وہ زبان جو' کہا جاتا ہے کہ سائلان نے استعمال کی' کسی بھی انداز میں حضرت محمد (ﷺ) کی شان کے خلاف تھی اور اس سے آپؐ کے مقدس اور پاک نام کی بے حرمتی ہوتی تھی۔ انہوں نے خصوصاً اس بات پر زور دیا کہ استغاثے کا کیس جھوٹا اور دیرینہ عداوت کی پیداوار ہے۔ مزید برآں ان کی کوشش تھی کہ ضمانت کے مرحلے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اس عدالت کو اس سوال میں نہیں پڑنا چاہیے اور اس کا فیصلہ ماتحت عدالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ زیادہ اس لیے بھی کہ اس کیس میں اس عدالت کے فل بنچ نے بھی اسی طریقہ کار کو اپنے حکم مورخہ 94-4-25 میں ترجیح دی تھی۔

9- یہ ایک مسلّمہ قانون ہے کہ درخواست ضمانت کا فیصلہ کرنے کے لیے ریکارڈ پر موجود مواد کو عارضی طور پر جانچنا پڑتا ہے۔ اس ضمن میں' میں خالد جاوید گیلان بنام سرکار (PLD 1978 SC 256) کیس میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے کا حوالہ دے سکتا ہوں۔

10- ایف آئی آر میں لگائے گئے الزامات کی رُو سے سائلان نے کہا تھا کہ مرزا قادیانی سچا پیغمبر تھا اور کسی بھی حالت میں اس کی عظمت حضرت محمد (ﷺ) سے کم تر نہ تھی۔ حضرت محمد (ﷺ) کے ساتھ مرزا کا موازنہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت محمد (ﷺ) کے معجزات کی تعداد تین ہزار تھی' لیکن مرزا قادیانی کے معجزات تین لاکھ تھے۔

11- یہ غیر ممکن نہیں ہے کہ ایک قادیانی محولہ بالا الفاظ بولے کیونکہ یہی الفاظ مرزا قادیانی کی تحریروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے تین ہزار معجزوں کا ذکر مرزا قادیانی کی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' میں ہے جو کتاب ''روحانی خزائن'' جلد 17 ' صفحہ 153 میں شامل ہے۔ متعلقہ حصہ پڑھنے میں یوں آتا ہے:

''کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے' جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیش گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔''

12- جہاں تک اس کا اپنا تعلق ہے' ابتداءً مرزا قادیانی نے اپنے معجزوں کی تعداد تین ہزار سے زائد بتائی ہے اور بعد ازاں اپنی مختلف کتابوں میں اس سے زیادہ تعداد' یعنی ایک لاکھ' تین لاکھ اور دس لاکھ دی ہے۔ اس کی کتابوں کے متعلقہ حصے ذیل میں دیئے جاتے ہیں:

(الف) ''خدا کے عظیم الشان نشان بارش کی طرح میرے پر اتر رہے ہیں اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں۔ ہزارہا دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے۔''

(''تریاق القلوب'' مشمولہ ''روحانی خزائن' جلد 15 ' ص 140)

(ب) ''میں اس امر میں صاحب مشاہدہ ہوں۔ خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ پر اس نے نشان دکھلائے ہیں۔"

("ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام" صفحہ 341 'مصنف مولوی محمد علی' "چشمہ معرفت" حصہ دوم' صفحہ 60 'مصنف مرزا قادیانی)

(ج) "میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے' جو 16- جولائی 1906ء ہے' اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔" ("حقیقت الوحی" چوتھا ایڈیشن' صفحہ 67 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 70 از مرزا قادیانی)

(د) "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشانات ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

("تتمہ حقیقت الوحی" چوتھا ایڈیشن' صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 1502 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی تین لاکھ معجزات کے اپنے دعوے سے بھی مطمئن نہیں تھا اور ایک دوسری جگہ اس نے دعویٰ کیا کہ اس کی پیش گوئیوں کے سلسلے میں اللہ کے نشانات (معجزے) دس لاکھ سے متجاوز ہیں۔ اس کی کتاب "براہین احمدیہ" کا متعلقہ حصہ مندرجہ ذیل ہے:

- "ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں' وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارقِ عادت ہیں۔ سو ہم اوّل صفائی بیان کے لیے ان پیش گوئیوں کے اقسام بیان کرتے ہیں۔ بعد اس کے یہ ثبوت دیں گے کہ یہ پیش گوئیاں پوری ہو گئی ہیں۔ اور درحقیقت یہ خارقِ عادت نشان ہیں۔ اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے' تب بھی یہ نشان' جو ظاہر ہوئے' دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔"

("براہین احمدیہ" جلد پنجم' باب 2' صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 72 از مرزا قادیانی)

13- سائلان کے فاضل وکیل نے یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ درخواست گزاران کا محض یہ عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی' مسیح موعود اور مہدی موعود تھا اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ وہ حضرت محمد (ﷺ) کے تابع تھا اور رتبے میں رسول پاک (ﷺ) سے کم تر تھا۔ مسٹر نذیر احمد غازی فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے اسی شدت سے سائلان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فاضل وکیل کے مذکورہ بالا استدلال سے انکار کیا اور زور دے کر کہا کہ سائلان مسلمہ طور پر قادیانی ہیں' جن کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی نبی تھا اور اس نے یہ مرتبہ حضرت محمد (ﷺ) کی مہر کے ساتھ حاصل کیا تھا اور وہ پہلے تمام انبیاء' بشمول حضرت محمد ﷺ' کی تمام صفات رکھتا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے ایک پمفلٹ بعنوان ''ایک غلطی کا ازالہ'' تحریر کردہ مرزا قادیانی کا حوالہ دیا۔ پمفلٹ کے مندرجات واضح طور پر فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے استدلال کی تائید کرتے ہیں۔ انہوں نے مرزا قادیانی کی کتاب ''نزولِ مسیح'' سے ذیل کے اقتباس کا بھی حوالہ دیا:

❑ ''میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیتِ کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا' لیکن خدا نے ہر بات میں وجودِ محمدی میں مجھے داخل کر دیا۔''

(''نزولِ مسیح'' صفحہ 3 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 381 حاشیہ از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے متعدد قرآنی آیات کو خود سے منسوب کیا ہے' جو حضرت محمد (ﷺ) کی شان میں نازل ہوئیں۔ چند حوالے ذیل میں دیے جاتے ہیں:

(i) وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (''حقیقت الوحی'' صفحہ 82)

(ii) سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً (''حقیقت الوحی'' صفحہ 78------''تذکرہ'' صفحہ 635)

(iii) انّا اعطینک الکوثر O (''حقیقت الوحی'' صفحہ 102------''تذکرہ'' صفحہ 682,278)

(iv) انا فتحنا لک فتحا مبینا O (''حقیقت الوحی'' صفحہ 74------''تذکرہ'' صفحہ 631,278)

(v) فتدلی O فکان قاب قوسین او ادنٰی (''حقیقت الوحی'' صفحہ 86)

(vi) الرحمٰن O علّم القران O (''حقیقت الوحی'' صفحہ 72)

(vii) قل ان کنتم تحبّون الله فاتبعونی یحببکم الله (''تذکرہ'' صفحات 639,636,277)

(viii) یٰسٓ O انک لمن المرسلین (''حقیقت الوحی'' صفحہ 107)

(ix) هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره ' علی الدین کله (''تذکرہ'' صفحہ 638,609,607)

(x) مارمیت اذرمیت ولکن الله رمی (''تذکرہ'' صفحہ 617)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(xi) قل انما انا بشرٌ مثلکم یُوحیٰ الی انما الھکم الہ واحد (''تذکرہ''صفحہ 639)

مزید برآں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ ''درود وسلام'' کا مستحق ہے اور یہ کہ اس کے پیروکار جائز طور پر اس کے نام کے ساتھ ''علیہ الصلوۃ والسلام'' لکھ سکتے ہیں۔ (حوالے کے لیے دیکھئے ''اربعین'' نمبر 2' صفحہ 6) کتاب ''تذکرہ' میں' جو قادیانیوں کے مطابق مرزا قادیانی کے الہامات پر مشتمل ہے' صفحہ 794 طبع دوم پر یہ الہام ''صلّی اللہ علیک علی محمد'' موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقت الوحی'' باب 4' صفحہ 74' 75 روحانی خزائن ج 18 ص 78 میں درج ذیل وحی کا حوالہ بھی دیا ہے:

☐ اصحاب الصفة وما ادرک ما اصحاب الصفة - تری اعینھم تفیض من الدمع - یصلون علیک.

اس طرح یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کے دعووں کے مطابق وہ نبی تھا' اللہ کی جانب سے اس کا نام محمد اور احمد رکھا گیا تھا۔ اسے ''رحمۃ للعالمین'' بنا کر بھیجا گیا تھا' وہ محمد متشکل تھا اور حضرت محمد (ﷺ) اور ان کی نبوت کا کامل عکس تھا اور حضرت محمد (ﷺ) کی طرح درود وسلام کا حقدار تھا۔ چنانچہ سائلان کی جانب سے مرزا قادیانی کو حضرت محمد (ﷺ) کی حیثیت اور مرتبے سے کم تر نہ قرار دینا خلاف امکان نہیں۔ سائلان کے فاضل وکیل نے مرزا قادیانی کی متعدد کتابوں کا حوالہ دیا ہے' جس میں اس نے حضرت محمد (ﷺ) کے لیے محبت اور گہری عقیدت واحترام کا اظہار کیا ہے۔ چند حوالہ جات یہاں درج کیے جاتے ہیں:

(الف) نوعِ انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن' اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ (''کشتی نوح'' صفحہ 21)

(ب) بعد از خدا بعشق محمد مخمرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ج) ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے' جو خدا نما ہے۔ کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے ؎

محمد عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روحِ قدس جس کے در کی دربانی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں، پر کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

("چشمہ معرفت مشمولہ روحانی خزائن" جلد 23 'صفحہ 302)

(د) اسلام سے کچھ دن پہلے تمام مذاہب بگڑ چکے تھے اور روحانیت کھو چکے تھے۔ پس ہمارے نبی ﷺ اظہارِ سچائی کے لیے ایک مجدد اعظم تھے 'جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور میں بدل گئی۔ (لیکچر سیالکوٹ مشمولہ "روحانی خزائن" جلد 20 'صفحہ 206)

(ہ) مخالفین نے ہمارے رسول ﷺ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے بھی کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے ہنسی مذاق نے پہنچایا ہے 'جو وہ ہمارے رسولِ پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے 'جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں' میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیے جائیں اور خود میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کیے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔
(ترجمہ عربی عبارت "آئینہ کمالات اسلام" صفحہ 15)

اگر مرزا قادیانی کے پیروکاران کا عقیدہ اس کی محولہ بالا تحریروں تک محدود ہو 'جن میں پیغمبر ﷺ کے لیے محبت اور احترام کا اظہار کیا گیا ہے تو کوئی بھی مسلمان ان کے خلاف کسی قسم کی رنجش نہیں رکھ سکتا' لیکن بدقسمتی سے مرزا قادیانی کی دیگر ایسی تحریریں ہیں 'جن میں اس نے نہ صرف حضرت محمد (ﷺ) کے ساتھ کامل مطابقت اور ہمسری کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوے کی جسارت کی ہے بلکہ آپ ﷺ کی شانِ مبارک میں بے ادبی کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ معاملے کے اس پہلو پر معزز عدالت عظمیٰ نے ظہیر الدین کیس میں غور کیا ہے (جس پر فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے انحصار کیا ہے) عدالت نے اپنے فیصلے کے پیرا 82 میں یوں اظہارِ خیال کیا ''نہ صرف یہ کہ مرزا صاحب نے اپنی تحریروں میں حضرت محمد (ﷺ) کی شان اور عظمت کو کم کرنے کی کوشش کی' بلکہ اس نے گاہے گاہے ان کی تضحیک بھی کی''۔ اس ضمن میں معزز عدالت عظمیٰ نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے درج ذیل اقتباسات کا حوالہ دیا:

(i) ''پیغمبر ﷺ تبلیغ اسلام کے کام کی تکمیل نہ کر سکے اور میں اسے مکمل کرتا ہوں۔'' (حاشیہ ''تحفہ گولڑویہ'' صفحہ 165 روحانی خزائن ج 17 ص 263)

(ii) ''پیغمبر ﷺ کچھ وحیوں کو سمجھ نہ سکے اور انہوں نے بہت سی غلطیاں کیں۔'' (ازالہ اوہام' ص 346 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 472' 473)

(iii) ''پیغمبر ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے''۔ (''تحفہ گولڑویہ'' صفحہ 67' روحانی خزائن ج 17 ص 153)

(iv) ''میرے دس لاکھ نشانات ہیں''۔ (''براہین احمدیہ ج 5 صفحہ 56 روحانی خزائن ج 21 ص 72)

معزز عدالت عظمیٰ کے نوٹس میں مزید یہ آیا کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی (نعوذ باللہ) شکل محمدی لیے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں عدالت نے مرزا صاحب کی کتاب ''خطبہ الہامیہ'' سے ذیل کے اقتباس کا حوالہ دیا:

''جو مجھ میں اور محمد (ﷺ) میں امتیاز روا رکھتا ہے' اس نے نہ ہی مجھے دیکھا ہے اور نہ ہی مجھے جانا ہے۔''

چونکہ قادیانی مرزا قادیانی کی جمیع تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں' بشمول اس کے اس دعوے کے کہ وہ حضرت محمد (ﷺ) کی تمام خوبیوں اور تعظیمی القابات کا حامل ہے' اس لیے وہ یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ مرزا قادیانی نبی تھا جو محمد (ﷺ) سے عزت' مرتبے اور حیثیت میں کمتر نہیں تھا۔ فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے اصرار کیا ہے کہ ایسا اعلان' حضرت محمد (ﷺ) کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار دستور پاکستان کے آرٹیکل 260 (3) کی شق ''الف'' اور ''ب'' کی رو سے غیر مسلم ہیں اور پوری دنیا میں مسلم اُمہ انہیں غیر مسلم ہی سمجھتی ہے۔ انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ اللہ کے عظیم ترین پیغمبر کا درجہ (نعوذ باللہ) ایک دغا باز اور غیر مسلم کی سطح پر کیسے لایا جا سکتا ہے جسے فی الحقیقت برطانوی سامراج کے مفادات کے تحفظ کے لیے پلانٹ کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا۔ فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے اپنے اس استدلال کی تائید میں مرزا قادیانی کی درج ذیل تحریروں کا حوالہ دیا ہے:

(الف) میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے بڑے پانچ اصول ہیں: اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ' لاشریک اور ہر ایک منفعت' موت' بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا ہے اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت' جس کے ہم زیر سایہ یعنی گورنمنٹ انگلش' کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوصِ دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلح کاری کا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔ (''کتاب البریہ'' صفحہ 348 روحانی خزائن ج 13 ص 348 ازمرزا قادیانی)

(ب) سو میرا مذہب' جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں' یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں: ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں' دوسری اس سلطنت کی' جس نے امن قائم کیا ہو' جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلافِ مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے' جو انہوں نے پسند کی ہیں لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کرو' اس کے شکرگزار اور فرماں بردار بنے رہو۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسولؐ سے سرکشی کرتے ہیں۔ (''شہادۃ القرآن'' ازمرزا قادیانی مشمولہ ''روحانی خزائن'' جلد 6' صفحہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(380-381

14- آگے بڑھنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ ہم تعزیراتِ پاکستان کے سیکشن 295 سی کے مندرجات کا جائزہ لیں' جو اس طرح ہیں:

سیکشن 295-C:

''جو کوئی تحریری یا زبانی الفاظ سے' یا مرئی شبیہ یا اظہار سے' یا کسی بھی بہتان' مخفی توہین' یا درپردہ الزام سے بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کا ارتکاب کرتا ہے' تو اسے سزائے موت یا سزائے عمر قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔''

محمد اسماعیل قریشی بنام پاکستان بوسیلہ سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور کیس میں (PLD 1991 FSC 10) وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-C کے الفاظ ''یا سزائے عمر قید'' اپنی تاثیر کھو بیٹھے ہیں' لہٰذا اب اس جرم کی سزا صرف موت ہے۔

15- لفظ "Defile" کے معانی ہیں پاکیزگی یا کملیت' خوبی کو خراب کرنا' وقار گھٹانا' ظاہری طور پر داغ دار بنانا' آلودہ کرنا' میلا کرنا' بے عزتی کرنا' بے حرمتی کرنا وغیرہ (بلیک کی انگریزی لغت' پانچواں ایڈیشن' صفحہ 380)

''تقدس اور بزرگی کی بے حرمتی کرنا' بے ادبی کرنا' تحقیر کرنا' عزت کو داغدار کرنا' بے آبرو کرنا۔'' (آکسفورڈ انگلش ڈکشنری' جلد 3' صفحہ 136)

16- قانون کی مندرجہ بالا دفعہ کے سرسری مطالعے سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کسی بھی تحریری یا زبانی لفظ یا مرئی شبیہ یا اظہار' یا کسی بہتان' جس سے حضرت (ﷺ) کے مقدس نام پر حرف آتا ہو' بالواسطہ یا بلاواسطہ یا کسی بھی رمز کنائے سے مثلاً مخفی ہتک ایسا جرم ہے جو تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-C کے تحت آتا ہے۔ سائلان نے ایک طرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ مرزا قادیانی کا مقام اور مرتبہ حضرت محمد (ﷺ) سے کمتر نہیں اور دوسری طرف کہا ہے کہ مرزا قادیانی کے معجزوں کی تعداد تین لاکھ تھی جبکہ پیغمبر حضرت محمد (ﷺ) کے معجزے تین ہزار تھے۔ فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کا یہ استدلال کافی وزن رکھتا ہے کہ سائلان نے حضرت محمد ﷺ کے مقام کو پست کر کے' مرزا قادیانی کے برابر کر کے' نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے کیونکہ مرزا قادیانی دستور پاکستان کے آرٹیکل 260

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(3) کی شق "الف" کی رُو سے مسلمان نہیں اور مسلم اُمہ کے اٹل عقیدے کے مطابق وہ نبوت کا جھوٹا دعویدار تھا۔ بادی النظر میں سائلان نے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ محض یہ حقیقت کہ مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں (جن کا حوالہ سائلان کے فاضل وکیل نے دیا ہے) حضرت محمد (ﷺ) کے لیے گہری محبت اور عقیدت و احترام کا اظہار کیا ہے' سائلان کی بریت کے لیے کافی نہیں۔ انہوں نے ایف آئی آر کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کے بارے میں گستاخانہ کلمات استعمال کیے ہیں اور یہ کہنے کی جسارت کی ہے کہ مرزا قادیانی عظمت اور مرتبے میں حضرت محمد (ﷺ) سے کم تر نہیں تھا۔ یہ جرم' موت کی سزا کا مستوجب ہونے کی بناء پر ضابطہ فوجداری کی دفعہ 497 کے امتناع میں آتا ہے۔

17- سائلان کے فاضل وکیل نے بہ شدت ناصر احمد بنام سرکار کیس (1993 SCMR 153) میں دیئے گئے فیصلے پر انحصار کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ اس سوال کا فیصلہ کہ آیا سائلان نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے' ماتحت عدالت پر چھوڑ دیا جائے اور اس مرحلے پر سائلان کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے۔ یقیناً ارتکابِ جرم کے بارے میں آخری فیصلہ ماتحت عدالت ہی کو کرنا ہے' لیکن اس مرحلے پر موجود مواد کی بنیاد پر ایک ابتدائی رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ مزید برآں نظری مقدمہ کے حقائق بالکل مختلف ہیں۔ مذکورہ کیس میں قادیانیوں نے شادی کے دعوتی کارڈ میں چند شعائر اسلام کا استعمال کیا تھا۔ (جس پر) یہ محسوس کیا گیا کہ ملزم کے عقیدے اور ارادے کے بارے میں گہری تحقیق کی ضرورت ہے۔ اور اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ کسی بھی فرد کی طرف سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' السلام علیکم' انشاء اللہ کے استعمال سے بادی النظر میں تکلیف' ایذا اور اشتعال وغیرہ کے جذبات پیدا نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ حضرت محمد (ﷺ) کی شان کے خلاف ہیں۔ مزید برآں' یہ رائے بھی دی گئی کہ "یہ صرف اسی وقت ہوتا ہے جب انہیں پڑھنے اور سننے والا شخص ان کلمات کو استعمال کرنے والے شخص کے پس منظر کو بنظر عمیق دیکھتا ہے اور ایسے ملزم کے عقیدے' ایمان اور پنہاں ارادوں کے بارے میں اپنا خصوصی علم لاتا ہے تو مبینہ نتائج کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔" بایں وجہ معانی یہ ہوئے کہ مسلمانوں کے لیے اشتعال اور رنج کے مبینہ نتائج یا حضرت محمد (ﷺ) کے پاک نام کی بے ادبی کا امکان اس کے بعد ہی پیدا ہوتا ہے کہ ملزم کے ایمان' عقیدے اور باطنی ارادوں کے پس منظر کو بنظر عمیق دیکھا جائے۔ چنانچہ مقدمے کے مخصوص حالات میں معزز عدالت عظمیٰ نے

www.KitaboSunnat.com

معاملے کا فیصلہ ماتحت عدالت پر چھوڑ دیا اور ملزمان کی ضمانت منظور کر لی۔ موجودہ کیس کے حقائق سراسر مختلف ہیں۔ سائلان نے' جو کہ قادیانی ہیں' مبینہ طور پر حضرت محمد (ﷺ) کے بارے میں گستاخانہ زبان استعمال کی اور سرعام اعلان کیا کہ مرزا قادیانی' اپنے مرتبہ و مقام میں رسول پاک ﷺ سے کم تر نہ تھا۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے معجزوں کی تعداد بھی زیادہ بتائی اور صاف طور پر اسے بلند روحانی درجے پر رکھا لہٰذا اس کیس میں سائلان نے بادی النظر میں تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

18- مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں' اس مرحلے پر میں سائلان کی ضمانت منظور کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوں۔ نتیجتاً ان کی درخواست ضمانت مسترد کی جاتی ہے۔ تاہم' سماعت مقدمہ میں تاخیر کے باعث' سائلان کو (متوقع) نقصان سے بچانے کے لیے' عدالت ماتحت کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کیس کو دیگر مقدمات پر ترجیح دی جائے اور اس مقدمے کا فیصلہ جلد از جلد' ترجیحاً تین ماہ کے اندر' کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

19- یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ ماتحت عدالت فریقین کی پیش کردہ شہادتوں اور مواد کی روشنی میں مذکورہ بالا آراء سے متاثر ہوئے بغیر مقدمے کا فیصلہ آزادانہ طور پر کرے گی۔

دستخط 9-6-1994 کو سنایا گیا۔

جسٹس میاں نذیر اختر

(پی ایل ڈی 1994ء لاہور 485)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

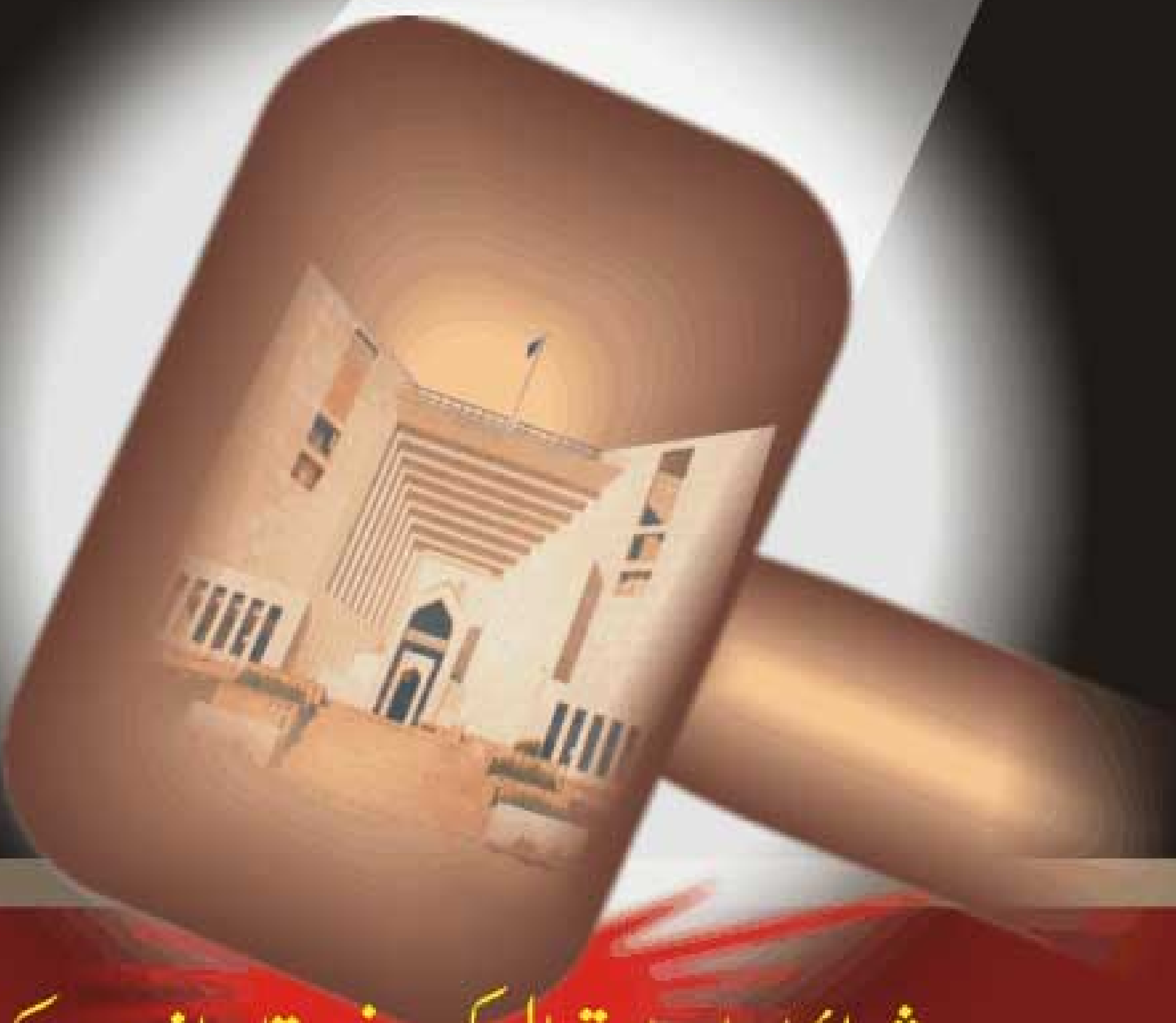

شعائرِ اسلام استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف
سپریم کورٹ آف پاکستان کا

تاریخ ساز فیصلہ

”جس نے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی“

☼ جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری

☼ جناب جسٹس ولی محمد خان

☼ جناب جسٹس محمد افضل لون

☼ جناب جسٹس سلیم اختر

☼ جسٹس شفیع الرحمٰن

232

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان' مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے؟ اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں' حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔ (تفصیلات کے لیے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی بلے کارڈ' بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں پر یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسولِ اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے' جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے' جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔" ......ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات' مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب' القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ. اما بعد

آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے انا حظکم من الانبیاء وانتم حظی من الامم. او کما قال.

''نبیوں میں سے' میں (آنحضرت ﷺ) تمہارا حصہ ہوں اور امتوں میں سے' تم (امت محمدیہؐ) میرا حصہ ہو۔''

رحمت عالم ﷺ نے اپنے اس ارشادگرامی میں امت محمدیہؐ کو کتنے بڑے اعزاز سے نوازا ہے۔ یہ وہ اعزاز ہے جس کے حصول کی گزشتہ انبیاء علیہم السلام تمنائیں کیا کرتے تھے۔ کتنے ہی دکھ' افسوس' صدمہ اور شرم' کی بات ہے ان لوگوں کے لیے' جو آنحضرت ﷺ کے حصہ سے نکل کر کسی اور شخص کے حصہ میں داخل ہونے کی مردود کوشش کرتے ہیں۔ قادیانی طبقہ ایسا محروم القسمت طبقہ ہے' جو آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی بجائے مردودِ ازلی مرزا غلام قادیانی کی نام نہاد امت میں شامل ہونا چاہتا ہے۔

مرزا قادیانی نے 23 مارچ 1889ء کو دعویٰ ماموریت کیا اور لدھیانہ میں بیعت لی۔ بعد میں دعویٰ مسیحیت و نبوت اور نہ معلوم کیا کیا گل کھلائے۔ مرزا کے الحادو زندقہ کے خلاف علمائے لدھیانہ نے پہلا فتویٰ جاری کیا۔ بعد میں متحدہ ہندوستان کے تمام مکاتب فکر' درس گاہوں کے شیوخ اور خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات نے متفقہ فتویٰ کی رُو سے اسے اور اس کے ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔ 1935ء میں بہاولپور کی عدالت نے اور بعد میں دوسری عدالتوں نے قادیانیت کے کفر کو طشت از بام کیا۔ 1973ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے ریٹائرڈ میجر محمد ایوب صاحب کی پیش کردہ قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا' جبکہ اس سے قبل عرب ممالک' شام' مصر وغیرہ میں قادیانیت کے کفر پر سرکاری مُہر لگ چکی تھی۔ 6 سے 10 اپریل 1974ء تک رابطہ عالم اسلامی کے منعقدہ اجلاس مکہ مکرمہ مرکز اسلام میں' دنیائے اسلام کی 144 تنظیموں کے نمائندگان نے ان کے کفر کا اعلان کیا۔

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو' ان دنوں پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ مارشل لا دور حکومت میں' جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے 26 اپریل 1984ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ قادیانیوں نے صریحاً قانون کی خلاف ورزی کی اور آئین شکنی پر اتر آئے۔ سول عدالتوں سے معاملہ ہائیکورٹ تک پہنچا۔ قادیانیوں کے کفر پر ہائی کورٹ نے بھی مُہر تصدیق ثبت کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانیوں نے ہائی کورٹ کے ان فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیلیں دائر کیں۔ جوں جوں فیصلے ان کے خلاف ہوتے گئے' وہ سپریم کورٹ سے رجوع کرتے رہے۔ 1988ء سے 1992ء تک کل اپیلوں یا رٹ پٹیشنز کی تعداد آٹھ ہوگئی۔

آج سے سالہا سال قبل کراچی میں سپریم کورٹ میں سماعت شروع ہوئی تو قادیانیوں نے آئیں بائیں شائیں کی۔ سپریم کورٹ کے بنچ کے معزز جج صاحبان نے مقدمات' چیف جسٹس صاحب کو بھجوا دیئے کہ ان کی سماعت کے لیے بڑا بنچ تشکیل دیا جائے۔ ان دنوں چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس محمد افضل ظلہ تھے۔ انہوں نے ان کیسوں کی سماعت کے لیے پانچ رکنی بنچ تشکیل دیا۔

1991ء کے اواخر میں ان کیسوں کی سماعت کے لیے تاریخ مقرر ہوئی۔ قادیانیوں نے سماعت کے روز' وکیل کی مصروفیت کا عذر داغ دیا۔ سماعت ملتوی ہوگئی۔ جسٹس محمد افضل ظلہ صاحب 1992ء میں کئی ماہ کے لیے امریکہ و برطانیہ کے دورہ پر گئے تو ربوہ میں یہ صدا گونجنے لگی کہ قادیانی لیڈران اور تحفظ حقوق انسانی کمیشن کے ارکان کی' چیف جسٹس صاحب سے قادیانی مقصد براری کے لیے ملاقاتوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ قادیانی اس قسم کے مذموم پروپیگنڈے سے جو مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے' ہم اس سے بے خبر نہ تھے۔ چیف جسٹس صاحب واپس تشریف لائے' بنچ تشکیل دیا' جو جسٹس شفیع الرحمٰن' جسٹس عبدالقدیر چوہدری' جسٹس محمد افضل لون' جسٹس ولی محمد اور جسٹس سلیم اختر پر مشتمل تھا۔ مقدم الذکر اس بنچ کے سربراہ مقرر ہوئے۔ تاریخ مقرر ہوئی۔ سماعت کے روز عدالت میں مسلمانوں کے آنے سے قبل قادیانی بمع اپنے وکیلوں کے براجمان تھے۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ اس دفعہ یہ پھرتیاں کیوں؟ ربوہ میں ہونے والا پروپیگنڈہ بھی ہمارے سامنے تھا۔ قادیانیوں نے اس بار مسٹر فخر الدین جی ابراہیم بوہری کو بھی وکیل کیا ہوا تھا۔ خود بھی ان کی ٹیم بڑے غرور و تکبر سے جمع تھی۔

پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے اٹارنی جنرل مسٹر عزیز اے منشی کے علاوہ چاروں صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل اور وزارتِ مذہبی امور کی طرف سے ماہر قانون دان جناب سید ریاض الحسن گیلانی پیش ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مکرم محترم جناب راجہ حق نواز صاحب وائس چیئرمین پاکستان بار کونسل اور فدائے ختم نبوت' محافظ ناموس مصطفیٰ جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پیش ہوئے۔ قادیانی اپنے اثر و رسوخ' مال و دولت پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نازاں تھے اور مسلمان محمد عربی ﷺ کے امتی ہونے کے ناتے رب کریم کے حضور اس کی رحمت کے طلب گار تھے۔ حق و باطل کا معرکہ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' ان تمام کیسوں میں فریق رہی ہے' حتیٰ کہ بلوچستان ہائی کورٹ کے فیصلوں میں تو 'مدعی بھی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مجاہد مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی تھے۔ سپریم کورٹ میں سماعت کی تاریخ کا اعلان ہوتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا احمد میاں حمادی اور مولانا اللہ وسایا راولپنڈی پہنچ گئے۔ ان کی معاونت کے لیے مولانا محمد عبداللہ' قاری محمد امین' حکیم قاری محمد یونس' اراکین شوریٰ' مجاہد مبلغ مولانا عبدالرؤف الازہری اور مولانا محمد علی صدیقی مبلغ راولپنڈی کمربستہ ہوگئے۔ مولانا قاری احسان الحق' مولانا محمد شریف ہزاروی' شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف' مولانا نذیر احمد فاروقی' اسلام آباد کے جناب کے۔ ایم۔ سلیم' مولانا قاری زرین احمد اور دوسرے حضرات راولپنڈی سے (جن حضرات کے نام یاد نہیں ان سے معذرت) اپنے رفقاء سمیت ہر روز عدالت عظمیٰ میں تشریف لاتے۔ مسلمانوں کی طرح قادیانیوں نے بھی اس میں گہری دلچسپی لی۔ کارروائی کے آغاز سے عدالت کا ہال اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ناکافی ہوتا۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی سماعت کے دوران اسلام آباد تشریف لائے اور مولانا اللہ وسایا صاحب سے نہ صرف کیس کی تفصیلات دریافت فرمائیں' بلکہ ہر قسم کی سرپرستی و اعانت سے نوازا۔ 30 جنوری 1993ء سے 3 فروری تک مسلسل پانچ روز سماعت ہوئی۔ میجر (ر) میر افضل اور میجر (ر) محمد امین منہاس نے بھی مسلمانوں کی طرف سے اپنا بیان ریکارڈ کرایا۔

قادیانیوں کی بحث ہوگئی تو جناب ریاض الحسن گیلانی کا بیان ہوا۔ بڑا معتدل' واضح اور ایمان پرور بیان تھا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی نے اپنی ایمانی جرأت سے عدالت عظمیٰ کے در و دیوار کو مسحور کیا۔ ان کے بیان کا ہر ہر لفظ اہل اسلام کی روح کی بالیدگی اور قادیانیوں کی رگ جان کے لیے نشتر ثابت ہو رہا تھا۔ جناب عزیز اے منشی اٹارنی جنرل آف پاکستان نے متعدد سپریم کورٹوں کے فیصلہ جات' امریکہ' بھارت' آسٹریلیا' فرانس کی عدالتوں کے حوالہ جات دے کر قانونی لحاظ سے جنگ جیت لی۔ آخری دن پھر قادیانی جماعت کے وکیل فخر الدین جی ابراہیم بوہری نے بحث کو سمیٹا......عدالت عظمیٰ نے اعلان کیا کہ کوئی شخص اگر عدالت کی معاونت کے لیے اپنا تحریری بیان داخل کرانا چاہے' تو اجازت ہے۔ عزت مآب جناب راجہ حق نواز صاحب پہلے ہی عدالت سے درخواست کر چکے تھے کہ وہ تحریری بیان داخل کرائیں گے' چنانچہ راجہ صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اول' مفکر ختم نبوت' حضرت مولانا محمد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف لدھیانویؒ نے علیحدہ علیحدہ اپنے تحریری بیانات عدالت کو بھجوائے۔ حضرات الحمد وم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا بیان ''عدالت عظمیٰ کی خدمت میں'' کے نام سے عالمی مجلس کے مرکزی دفتر نے شائع کر کے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا۔ راجہ صاحب نے قانونی طور پر اور حضرت لدھیانویؒ نے شرعی اور عقلی دلائل سے جہاں اہل اسلام کی بھرپور وکالت فرمائی' وہاں عدالت عظمیٰ کے لیے بھی یہ دونوں بیانات بڑی ہی وقعت رکھتے ہیں۔

3 فروری 1993ء کو مقدمہ کی سماعت مکمل ہو کر فیصلہ محفوظ ہوا۔ اس کے ٹھیک دوسرے دن 5 فروری 1993ء کو قادیانی جماعت کے بھگوڑے سربراہ مرزا طاہر نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''1- دیر سے (مقدمات) دائر کیے تھے' سالہا سال پہلے سے' لیکن ہماری عدالت عالیہ خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیش نظر مگران مقدمات کو سننے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔

(یہ سفید جھوٹ ہے حالانکہ خود قادیانی سماعت کی تاخیر کا باعث بنے)

2- اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔

3- میں پاکستان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔

4- اس ملک کے دن پھر جائیں گے۔

5- ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس نہیں لوٹتا' تو لوٹا دیا جائے گا۔

6- یہ خدا کی تقدیر کی طرف بہت پیارا مجھے اشارہ دکھائی دیا ہے' جیسی لمبی اندھیروں کی رات کے بعد روشنی کی رمق دکھائی دے۔

7- بعض دفعہ بجھا ہوا دِل ایک دم کھل اٹھتا ہے۔

8- اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ یہ زمانے بدل دے گا۔

9- آخر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے۔''

(ماہنامہ ''بینات'' کراچی' ص 40-41' بابت اگست 1993ء)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ میں ہزار ہا قادیانی سازشوں کا تانا بانا ٹپک رہا ہے۔ اہل اسلام فکر مند تھے' اس لیے کہ اگر فیصلہ دلائل کی بنیاد پر ہوتا ہے تو اہل حق کی فتح ظاہر و بین تھی اور اگر ''پالیسی'' کی بنیاد پر ہوتا ہے تو ہزاروں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدشات موجود تھے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہوا۔ عدالت عظمیٰ کا وقار بڑھا' قدرت نے دست گیری فرمائی۔ رحمت حق سایہ فگن ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کی امت پر شفقتوں و رحمتوں کے نزول میں موسلا دھار بارش کی طرح اضافہ ہوا' ورنہ مندرجہ بالا اقتباس کے باعث قادیانی سازش عیاں تھی۔ ماہنامہ ''بینات'' سے ذیل کے اقتباس سے امت محمدیہ کی پریشانی کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔

''ہم اپنی معزز عدالت سے درخواست کریں گے کہ غلامانِ محمد عربی ﷺ' ایک عجمی سازش کے ہاتھوں نہایت ہی مظلوم ہیں۔ خداوند کریم کے احکامات' محمد عربی ﷺ کے فرامین' شریعت محمدیہ' امت مسلمہ کے اجماع' پاکستان و اسلامی ممالک کے فیصلوں' وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے' اپیل بنچ کے فیصلے' ہائی کورٹ کے فیصلوں کی موجودگی میں ان کے خلاف یہ قادیانی سربراہ کیا بک رہا ہے؟ وہ کیا تاثر دینا چاہتا ہے؟ یہ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ آپ کی توجہ عالیہ کا مستحق ہے۔ ہر چند کہ بعض ضروری فوری مقدمات کی سماعت کے باعث فیصلہ سنانے میں تاخیر ہوئی مگر اب تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اسلامیانِ پاکستان آپ کے فیصلہ کو سننے کے لیے بے تاب ہیں......

......عدالت عالیہ میں محفوظ فیصلہ پر رائے زنی کرنا' قادیانی سرشت ہے۔ ہم اس پر قطعاً ایک لفظ قبل از وقت نہ کہتے لیکن قادیانیت کی ہر سازش کا پول کھولنا' قادیانیوں کے سربراہ کے ایک ایک لفظ و حرکت پر نظر رکھنا' اس کا احتساب کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔'' (ص 49 بالا)

غرضیکہ کفر و اسلام کی اس جنگ میں فریقین نبرد آزما تھے۔ فیصلہ کے صادر ہونے میں جتنی تاخیر ہوتی گئی' اتنے ہی قادیانی پراپیگنڈہ سے مسلمانوں کے کان پک گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مخدوم المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب عمرہ کے لیے حجاز مقدس کے سفر پر تھے۔ وہ سماعت کی کارروائی سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے فون کرتے رہے۔ حضرت لدھیانویؒ کے حکم پر ملک بھر کے دینی مدارس کے تحفیظ القرآن کے مدارس کو اجتماعی دعاؤں کے لیے متوجہ کیا گیا۔ رحمت حق جوش میں آئی اور 3 جولائی 1993ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ دیا' جس کی رو سے تمام قادیانی درخواستیں' اپیلیں' رٹیں خارج کر دی گئیں۔ سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کے کفر پر مُہر لگا دی۔ قادیانیت رسوا ہوئی' اسلام اور مسلمان جیت گئے۔ مرزا طاہر کی نور کی شعاعیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت کے لیے ایک بار پھر گھٹا ٹوپ اندھیرا ثابت ہوئیں ۔فلحمد لله حمداً کثیرا طیباً مبارکاً فیه.

پانچ جج حضرات میں سے چار جج حضرات نے متفقہ فیصلہ سے قادیانی موقف کو مسترد کیا اور عزت مآب جسٹس عبدالقدیر چوہدری کے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے فیصلہ سے اتفاق کیا۔ایک جج' جو خیر سے بنچ کے سربراہ بھی تھے' شفیع الرحمٰن صاحب' انہوں نے جزوی طور پر امتناع قادیانیت آرڈیننس کی بعض شقوں کو آئین سے متصادم قرار دیا۔گویا انہوں نے بھی اس آرڈیننس کو اسلامی احکامات کے خلاف قرار نہیں دیا' بلکہ پیراگراف نمبر 34 میں واضح طور پر لکھا کہ

''جہاں تک دفعہ 298 سی کی شق کا تعلق ہے' اس کی رُو سے کسی خاص گروہ یا عام لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا قابل تعزیر ٹھہرایا گیا ہے' وہ مذہبی آزادی یا آزادی تقریر کے منافی نہیں ہے۔کسی شخص کو یہ بنیادی حق حاصل نہیں' نہ ہی ایسا حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب یا عقیدہ کی تبلیغ کرتے وقت دوسروں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرے۔پس دفعہ 298 سی کی شق (الف) و (ہ) دستور کا آرٹیکل 19' 20 اور 26(3) میں شامل احکام کے عین مطابق ہے۔''

دنیا جانتی ہے کہ ہمارا قادیانیوں سے یہی جھگڑا ہے کہ وہ قادیانیت کو جب عین اسلام قرار دے کر پیش کرتے ہیں تو اس سے نہ صرف یہ کہ اسلام کی توہین ہوتی ہے' بلکہ مسلمانوں کا تشخص اور دل بھی مجروح ہوتا ہے۔

البتہ جسٹس موصوف نے تحریر کیا کہ

''کسی احمدی کا ایسا بیج لگانا' جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہو' نہ تو مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنے کا مترادف ہے' نہ ہی خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے برابر۔'' (ملاحظہ ہو پیراگراف نمبر 22)

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب' اپنے فیصلہ میں قرار دے چکے ہیں کہ قادیانی جب ''محمد رسول اللہ'' کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد مرزا غلام قادیانی ہوتا ہے جیسا کہ ان کے لٹریچر سے ثابت ہے۔نیز ایک شخص شراب کی بوتل پر آبِ زمزم کا بورڈ لگا دے یا بکرے کے گوشت کا بورڈ لگا کر خنزیر کا گوشت فروخت کرے' تو کیا یہ قابل اعتراض و قابل گرفت ہے یا نہیں؟ کفر کے سینہ پر کلمہ طیبہ کا بورڈ لگا دینا بھی اسی طرح ہی ہے۔نہ معلوم اتنی عام فہم بات ہمارے جج صاحب کی سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب سے درخواست ہے کہ یہ آپ کا پہلا اعتراض نہیں' آپ سے پہلے آپ کے پیشہ سے تعلق رکھنے والے جسٹس منیر صاحب یہ سوال کر چکے ہیں اور اس کا امت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یہ کی طرف سے جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ اسلامی شعائر و مخصوص اصطلاحات قادیانی استعمال کریں تو کیوں نا قابل برداشت ہے؟ سوال و جواب ملاحظہ ہو۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمایا کہ

''تحقیقاتی عدالت میں یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ مسلمان لوگ مرزائیوں کی تقریروں اور تحریروں سے اس لیے بھی مشتعل ہوتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کی مخصوص اصطلاحات کو استعمال کرتے ہیں' مثلاً یہ لوگ مرزا صاحب کی بیوی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ اس پر مسٹر منیر نے مرزائی وکیل سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ سیدۃ النساء کا معنی ہے ''عورتوں کی سردار'' اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ اپنے فرقہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔ اس پر مسٹر منیر نے میری طرف دیکھا تو میں نے کھڑے ہو کر کہا: جناب اگر چماروں کی کوئی پنچایت ہو اور ان کا سرپنچ کسی معاملہ کا فیصلہ کرے اور پھر ان چماروں میں سے کوئی آدمی سرپنچ کی جگہ چیف جسٹس کا لفظ بولے اور یوں کہے کہ ہمارے چیف جسٹس نے یوں فیصلہ دیا ہے تو کیا اس طرح کہنا جائز ہوگا؟ مسٹر منیر نے کہا: ''Never'' یعنی ہرگز نہیں۔ قانوناً اس طرح کہنا جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ لفظ عدالت عالیہ کے ججوں کے لیے مخصوص ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ یہ لوگ ہم مسلمانوں کی اصطلاحیں استعمال کرتے ہیں اور مرزا صاحب کی بیوی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ کسی نبی کی بیوی کے لیے نہیں بولا گیا' خود حضور نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کے لیے نہیں بولا گیا' بلکہ حضور ﷺ کی تین بیٹیوں کے لیے بھی نہیں بولا گیا۔ یہ لفظ صرف حضور ﷺ کی چوتھی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص ہے' جس کو اب یہ لوگ بلا تکلف استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کا دل دکھاتے ہیں' چنانچہ میں نے اخبار ''الفضل'' نکال کر دکھایا جس میں مرزا صاحب کی بیوی کے انتقال کے موقع پر پہلے صفحہ پر جلی حروف میں یہ سرخی دی گئی تھی ''سیدۃ النساء کا انتقال''۔ اس پر ججوں نے کہا تھا کہ اس پر مسلمانوں کا مشتعل ہونا حق بجانب ہے۔'' (''تذکرہ مجاہدین ختم نبوت'' ص 183-184)

جسٹس منیر ایسا قادیانی نواز شخص تو اس جواب پر مطمئن ہو گیا تھا' نہ معلوم جسٹس شفیع صاحب مطمئن ہوئے یا نہیں' تاہم یہ ان کا معاملہ ہے لیکن اتنی درخواست ضرور ہے کہ وہ جسٹس منیر کے انجام کو ضرور سامنے رکھیں کہ آج بھی پارلیمنٹ سے لے کر عدالت تک ہر شخص اس پر پھٹکار بھیجتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ قدرت حق کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرشمہ دیکھیے کہ بنچ کے سربراہ کے فیصلہ کے خلاف چاروں معزز اراکین بنچ کا متفق ہو جانا' ہمارے خیال میں .... اتنا ہی کافی ہے! (اس سے بڑھ کر حق کی اور کیا فتح ہوسکتی ہے)

جناب جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب کے تمام خدشاتِ مذعومہ کا عزت مآب جسٹس عبدالقدیر چودھری صاحب کے گرانقدر قیمتی وسنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق' تاریخی فیصلہ میں' جواب آ گیا ہے' لہذا محض طوالت سے بچنے کی غرض سے اس پر مزید تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

اس تاریخی فیصلہ کا ہمارے قابل احترام جناب نواب کے۔ ایم۔ سلیم صاحب راولپنڈی نے ترجمہ کیا مگر قانونی اصطلاحات کے استعمال کی ترجمانی کے لیے اس پر خود مطمئن نہ تھے۔ عالمی مجلس کے قانونی مشیر اور کرم فرما شیخ جہانگیر ایڈووکیٹ سرگودھا نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ اتنے میں جناب مجاہد لاہوری کا ترجمہ شدہ فیصلہ ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور میں شائع ہو گیا۔ ترجمہ میں بعض حوالہ جات کے صفحات' نیز فیصلہ میں حوالہ دی گئی کتب کے ایڈیشن تبدیل ہو جانے کے باعث صفحات کے ردوبدل کے خدشہ کے پیش نظر ہم نے بین القوسین مرزا قادیانی کی کتب کے سیٹ ''روحانی خزائن'' طبع جدید کے حوالہ جات دے دیئے ہیں تاکہ قارئین کو کتابوں کے حوالہ جات میں دقت نہ ہو۔ بین القوسین اس لیے کہ وہ فیصلہ کا حصہ بھی شمار نہ ہوں۔ ان معروضات کے بعد اب فیصلہ پڑھیے۔ جس طرح اہل اسلام کے موقف کی عدالت عظمیٰ سے قدرت نے تصدیق کرا دی ہے' خدا کرے اسی طرح یہ اہل اسلام کے ایمان کی زیادتی اور قادیانیوں کی ہدایت ایمانی کا باعث ثابت ہو۔

امین بحرمة النبی الامی الکریم۔ اسلام زندہ باد۔ ختم نبوت زندہ باد۔ قادیانیت مُردہ باد۔ قادیانی نواز مُردہ باد۔

دعا گو

عزیز الرحمٰن جالندھری

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

صدر دفتر ملتان' پاکستان

2 نومبر 1993ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحضور سپریم کورٹ آف پاکستان

(بصیغہ اپیل)

سماعت کنندہ بنچ:

- جسٹس شفیع الرحمٰن
- جسٹس عبدالقدیر چودھری
- جسٹس محمد افضل لون
- جسٹس ولی محمد خاں
- جسٹس سلیم اختر

فوجداری اپیل نمبر 31 کے تا 35 کے لغایت 1988ء

(بلوچستان ہائیکورٹ کوئٹہ کے فیصلہ مورخہ 22/12/87 کے خلاف اپیل جو کہ فوجداری (نظر ثانی کی) درخواست ہائے نمبر 38/87 تا 42/87 میں سنایا گیا تھا)

فوجداری اپیل نمبر 31 کے/88:

ظہیر الدین .... اپیلانٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنام

سرکار.................... مسئول الیہ

<u>فوجداری اپیل نمبر 32 کے ر88:</u>

رفیع احمد............ اپیلانٹ

بنام

سرکار.......... مسئول الیہ

<u>فوجداری اپیل نمبر 33 کے ر88:</u>

عبدالمجید............ اپیل کنندہ

بنام

سرکار.......... مسئول الیہ

<u>فوجداری اپیل نمبر 34 کے /88:</u>

عبدالرحمٰن خاں.......... اپیل کنندہ

بنام

سرکار.......... مسئول الیہ

<u>فوجداری اپیل نمبر 35 کے /88:</u>

چوہدری محمد حیات............ اپیلانٹ

بنام

سرکار.......... مسئول الیہ

<u>دیوانی اپیل نمبر 149، 150 لغایت 1989ء</u>

(لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ مورخہ 25/9/84 کے خلاف اپیل جو بین العدالت اپیل نمبر 84 / 158 اور نمبر 84 / 160 میں سنایا گیا تھا)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوانی اپیل نمبر 89/149

مجیب الرحمٰن درد...............اپیلانٹ

بنام

پاکستان بذریعہ سیکرٹری وزارت قانون و پارلیمانی امور اسلام آباد......مسئول الیہ

دیوانی اپیل نمبر 89/150

1- شیخ محمد اسلم

2- شیخ محمد یوسف..............................اپیل کنندگان

3- نور محمد ہاشمی

بنام

1- پاکستان بذریعہ سیکرٹری وزارتِ قانون و پارلیمانی امور اسلام آباد

2- سرکار..........................مسئول الیہان

دیوانی اپیل نمبر 412 لغایت 1992ء

(لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ مورخہ 17/9/91 کے خلاف اپیل جورٹ پٹیشن نمبر 2089/89 میں سنایا گیا تھا)

1- مرزا خورشید احمد

2- حکیم خورشید احمد..................اپیلانٹس

بنام

1- صوبہ پنجاب معرفت سیکرٹری' محکمہ داخلہ لاہور

2- ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ

3- ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ.........................مسئول الیہان

4- مولانا منظور احمد چنیوٹی

5- عبدالناصر گل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی:

فوجداری اپیل نمبر 31 کے تا 35 کے لغایت 1988ء میں اپیل کنندگان کی طرف سے فخر الدین جی ابراہیم سینئر ایڈووکیٹ' مجیب الرحمٰن' مرزا عبدالرشید اور ایس علی احمد طارق ایڈووکیٹ پیش ہوئے جبکہ سرکار کی پیروی اعجاز یوسف' ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان' نے کی۔

فوجداری اپیل نمبر 31 کے 88/ میں مستغیث کی پیروی راجہ حق نواز ایڈووکیٹ اور ایم اے آئی قرنی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ (غیر حاضر) نے کی۔

دیوانی اپیل نمبر 149' نمبر 88/150 میں اپیل کنندگان کی طرف سے فخر الدین جی ابراہیم سینئر ایڈووکیٹ' عزیز احمد باجوہ' چوہدری اے وحید سلیم سینئر ایڈووکیٹ' مجیب الرحمٰن اور حمید اسلم قریشی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ پیش ہوئے۔

دیوانی اپیل نمبر 92/412 میں اپیل کنندگان کی پیروی چوہدری عزیز احمد باجوہ' سی اے رحمان اور حمید اسلم قریشی' ایڈووکیٹ آن ریکارڈ نے کی۔

دیوانی اپیل نمبر 149' 150 لغایت 1989ء اور 412/92 میں وفاقی حکومت کی طرف سے ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی (صرف 93-2-1 اور 93-2-2 کو) سید عنایت حسین ایڈووکیٹ آن ریکارڈ (صرف 93-2-3 کو) گلزار حسن' ایڈووکیٹ آن ریکارڈ (غیر حاضر) اور چوہدری اختر علی' ایڈووکیٹ آن ریکارڈ پیش ہوئے۔

دیوانی اپیل نمبر 412/92 میں مسئول الیہ نمبر 1 کی پیروی مقبول الٰہی ملک' ایڈووکیٹ جنرل پنجاب' ایم ایم سعید بیگ' راؤ محمد یوسف خاں ایڈووکیٹ آن ریکارڈ نے کی۔

دیوانی اپیل نمبر 412/92 میں مسئول الیہ نمبر 4 کی طرف سے ایم اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ اور سید عبدالعاصم جعفری ایڈووکیٹ آن ریکارڈ پیش ہوئے۔

عدالت کے نوٹس پر مسٹر عزیز اے منشی اٹارنی جنرل' ممتاز علی مرزا ڈپٹی اٹارنی جنرل' اعجاز یوسف ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان' ایم سردار خاں ایڈووکیٹ جنرل صوبہ سرحد' مقبول الٰہی ملک ایڈووکیٹ جنرل پنجاب' غفور منگی ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ پیش ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ عام لوگوں کی نمائندگی میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل خان اور میجر (ریٹائرڈ) امین منہاس نے کی۔

تاریخ ہائے سماعت:

30' 31 جنوری' یکم' دو اور تین فروری 93ء بمقام راولپنڈی

فیصلہ کی تاریخ:

3 جولائی 93ء

فیصلہ

جسٹس شفیع الرحمٰن

1- ان تمام اپیلوں میں عوامی اہمیت کا یہ قانونی مسئلہ قابل غور ہے کہ آیا قادیانیوں' لاہوری گروپ واحمدی گروپ کی خلاف اسلام سرگرمیوں (ممانعت اور سزا) کا آرڈیننس نمبر 20 مجریہ 1984ء جسے مختصراً امتناع قادیانیت آرڈیننس کہا جاتا ہے' آئین کے دائرہ سے خارج ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو کیا زیر غور پانچوں فوجداری اپیلوں میں دی گئی سزائیں مذکورہ بالا آرڈیننس کی دفعہ 5 کے مطابق ہیں؟

2- سن وار ترتیب کے لحاظ سے غور کیا جائے تو آئینی درخواست نمبر 2591/84 جو دیوانی اپیل نمبر 149/89 کو جب بنی' سب سے پہلے دائر کی گئی تھی۔ یہ اپیل آرڈیننس کے نفاذ کی تاریخ (26 اپریل 84ء) کے صرف ڈیڑھ ماہ بعد یعنی 30-5-84 کو دائر کی گئی' جس میں حسب ذیل دادرسی کی التجا کی گئی تھی۔

1- یہ کہ متنازعہ آرڈیننس خلافِ قانون اور اسی تاریخ سے باطل ہے جب اس کا نفاذ عمل میں آیا۔

2- یہ کہ یہ آئین کے عبوری حکم مجریہ 1981ء کے دائرہ اثر سے خارج ہے۔

یہ آئینی درخواست 12-6-84 کو ابتدائی سماعت کے دوران ہی اس بناء پر خارج کر دی گئی کہ آرٹیکل 203 ڈی اس کی راہ میں مانع ہے۔ ایک بین العدالتی اپیل بھی 25-9-84 کو اس میں مذکور وجوہات پر غور کرتے ہوئے ابتدائی سماعت کے دوران خارج کر دی گئی۔ بہر حال 28-2-89 کو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دی گئی تا کہ متنازع آرڈیننس نمبر 20 مجریہ 1984ء کا' بنیادی حقوق (آرٹیکل 19) اظہار خیال کی آزادی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرٹیکل 20 'مذہبی آزادی' آرٹیکل 25 شہریوں کی قانون کی نظر میں برابری کی کسوٹی پر جائزہ لیا جا سکے۔

3-1984ء میں آئینی درخواست نمبر 2309/84 ہائیکورٹ میں دائر کی گئی جو دیوانی اپیل نمبر 150/89 کا موجب بنی جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس اپیل میں 84-6-6 کو بعض تبدیلیاں کی گئیں۔ اس درخواست میں حسب ذیل درخواست کی گئی تھی۔

(i) متنازعہ آرڈیننس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔

(ii) درخواست گزار کو مذہب کی پیروی کرنے' اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔

(iii) مزید گزارش ہے کہ مسئول الیہ کو ہدایت کی جائے کہ اس درخواست کا حتمی فیصلہ ہونے تک آرڈیننس کے تحت درخواست گزار کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے۔

یہ درخواست بھی 84-6-12 کو ابتدائی سماعت کے دوران اس بناء پر خارج کر دی گئی کہ آرٹیکل 203 ڈی اس کی سماعت میں مانع ہے۔ بین العدالتی اپیل بھی 84-9-25 کو تمام وجوہات پر بحث کرنے کے بعد اور آرٹیکل 203 ڈی کو قابل تائید قرار دیئے بغیر خارج کر دی گئی۔ جہاں تک بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کا تعلق ہے' اس کے بارے میں اپیل بنچ نے حسب ذیل رائے کا اظہار کیا۔

''اگر 1973ء کا دستور مکمل حالت میں نافذ ہوتا تو درخواست گزار کی دلیل پر غور کیا جا سکتا تھا' لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ جولائی 1977ء سے اب تک تین ماورائے آئین دستاویزات نے اس کی آب وتاب چھین لی ہے اور وہ اس پر سایہ فگن ہو گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی دستاویز مارشل لاء کے نفاذ کا صدارتی فرمان ہے' جو 5 جولائی 77ء سے نفاذ پذیر ہوا اور اس کی رو سے آئین کو معطل کر دیا گیا۔ دوسرا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا حکم 1 مجریہ 1977ء ہے جو قوانین کے تسلسل کا حکم مجریہ 1977ء بھی کہلاتا ہے۔

اگرچہ اس حکم کی دفعہ 2(i) میں منجملہ دیگر باتوں کے' یہ کہا گیا تھا کہ پاکستان پر جہاں تک ممکن ہو گا' دستور کے مطابق حکومت کی جائے گی لیکن اسی دفعہ کی شق (iii) نے تمام بنیادی حقوق کو معطل کر دیا۔ تیسری دستاویز عبوری دستور کا حکم مجریہ 1981ء ہے جو 24 مارچ 81ء سے نافذ العمل ہوا۔ اس حکم کی دفعہ 2 میں 1973ء کے دستور کے متعدد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام کو اپنا لیا گیا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اختیار کردہ احکام میں آرٹیکل 20 (مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کا حق) سمیت کوئی بنیادی حق شامل نہیں ہے۔ اپیل کنندگان کا تمام تر انحصار آرٹیکل 20 پر ہے' جو کہ دیگر تمام بنیادی حقوق کی طرح سر دست قابل نفاذ نہیں ہے۔ لہذا یہ اپیل گزاروں کے اس دعویٰ کے بارے میں خاموش ہے کہ محولہ بالا آرٹیکل آرڈیننس پر حاوی ہے اور صدر کے اختیار کا حصہ ہے۔ پس ہم اپیل کنندگان کے اس موقف کو مسترد کرتے ہیں کہ موجودہ آئینی پوزیشن کے تحت بھی آرڈیننس جاری کرتے وقت صدر پر ان پابندیوں کا اطلاق ہوتا ہے جو بنیادی حقوق میں مذکور ہیں۔''

28-2-89 کو اپیل کی اجازت دے دی گئی جس کے نتیجہ میں دیوانی اپیل نمبر 149 لغایت 1989ء دائر کی گئی۔

4۔ نذیر احمد تونسوی نے جو کہ (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ...... مترجم) ایک سرگرم مبلغ ہے' 17 مارچ 85ء کو 6 بجکر 20 منٹ پر کوئٹہ کے سٹی پولیس سٹیشن میں رپورٹ درج کرائی کہ کسی کے اطلاع دینے پر وہ بازار میں پہنچا تو اس نے محمد حیات کو' جو کہ فوجداری اپیل نمبر 35 کے لغایت 1988ء میں اپیل کنندہ ہے اور عقیدہ کے لحاظ سے قادیانی ہے' کلمہ طیبہ کا بیج لگائے اور خود کو مسلمان ظاہر کرتے دیکھا۔ اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 سی کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا اور ملزم قرار دیتے ہوئے تا برخاست عدالت قید کی سزا اور تین ہزار روپے جرمانہ کیا گیا۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں اسے تین ماہ قید سادہ کی سزا بھگتنا تھی۔ اس حکم کے خلاف اپیل اور نظر ثانی کی درخواست بھی خارج کر دی گئی۔ تاہم 12-9-88 کو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دی گئی تاکہ درج ذیل تنقیحات کا جائزہ لیا جا سکے۔

''(1) آیا کسی احمدی کا کلمہ طیبہ پر مشتمل بیج لگانا خود کو مسلمان ''ظاہر کرنے'' کے مترادف ہے اور اسے مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298 سی کے تحت قابل گرفت قرار دیا جا سکتا ہے؟

(2) آیا درخواست گزاروں پر لگایا گیا الزام قانون کے مطابق ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا اثر کیا ہوگا؟

(3) آیا مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 سی بنیادی حق 19-20 اور 25 سے متصادم ہے؟''

5۔ نذیر احمد تونسوی نے ایسی ہی دو اور رپورٹیں مورخہ 27-3-85 کو درج کرائیں۔ ابتدائی رپورٹ نمبر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

49 لغایت 85ء میں ظہیر الدین کے خلاف (جو کہ فوجداری اپیل نمبر 31 کے لغایت 1988ء میں مدعی ہے) جو شکایت کی گئی' اس میں کہا گیا ہے کہ ظہیر الدین کے ساتھ ایک بجے بعد دوپہر بازار میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگائے ہوئے خود کو مسلمان ظاہر کر رہا تھا۔ اس کے خلاف زیر دفعہ 298 سی (ت پ) کارروائی کی گئی' اور ایک سال قید با مشقت نیز ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں اسے ایک مہینے کی قید با مشقت بھگتنا پڑتی۔ سزایابی اور قید کے خلاف اس کی اپیل نیز نظر ثانی کی درخواست خارج کر دی گئی۔ دوسری ابتدائی رپورٹ نمبر 50 لغایت 85ء ایسے ہی حقائق پر مبنی عبدالرحمٰن نامی شخص کے خلاف درج کرائی گئی جو کہ فوجداری اپیل نمبر 34 کے لغایت 88ء میں درخواست گزار ہے۔ وہ نذیر احمد تونسوی کو 3 بج کر 30 منٹ پر بازار میں ملا تھا۔ اسے بھی قصوروار قرار دے کر ایک سال قید با مشقت' ایک ہزار روپیہ عدم ادائیگی کی صورت میں ایک ماہ قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ اس کی اپیل اور نظر ثانی کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی۔ ان دونوں مقدموں میں سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دی گئی جیسا کہ فوجداری اپیل نمبر 35 کے 88ء میں کیا گیا تھا۔

6- مورخہ 85-4-11 کو ایک دکاندار حاجی باز محمد نے رپورٹ درج کرائی (ایف آئی آر نمبر 59/85 سٹی پولیس سٹیشن کوئٹہ) جس میں شکایت کی گئی تھی کہ اس کی دکان پر کلمہ طیبہ کا بیج لگائے ہوئے ایک گاہک آیا۔ جس نے اپنا نام مجید بتایا (جو فوجداری اپیل نمبر 33 کے 88ء میں مدعی ہے) اور قادیانی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے خلاف زیر دفعہ 298 سی تعزیرات پاکستان مقدمہ چلایا گیا اور ایک سال قید با مشقت کے ساتھ ایک ہزار روپیہ جرمانہ (عدم ادائیگی کی صورت میں ایک مہینہ قید با مشقت) کی سزا دی گئی۔ اس کی اپیل اور نظر ثانی کی درخواست ناکام ہوگئی۔ سپریم کورٹ نے اسے اپیل کی اجازت دی' جس پر فوجداری اپیل نمبر 35 کے لغایت 88ء دائر کی گئی۔

7- مورخہ 85-5-8 کو ایک اور دکاندار محمد عظیم نے سٹی پولیس سٹیشن کوئٹہ میں رپورٹ درج کرائی (ابتدائی رپورٹ نمبر 74/85) اس میں شکایت کی گئی تھی کہ رفیع احمد (فوجداری اپیل نمبر 32 کے 88ء میں اپیل گزار) کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر اس کی دکان پر آیا حالانکہ وہ قادیانی تھا۔ اسے زیر دفعہ 298 سی تعزیرات پاکستان ایک برس کی قید با مشقت اور ایک ہزار روپیہ (عدم ادائیگی کی صورت میں ایک مہینے کی قید) کی سزا دی گئی۔ اپیل اور نظر ثانی کی درخواست نامنظور ہونے پر اس نے سپریم کورٹ میں فوجداری اپیل نمبر 35 کے 88 دائر کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8- 12اپریل 89ء کو آئینی درخواست (نمبر 2089/89) دائر کی گئی' جس میں حکومت پنجاب کے صادر کردہ مورخہ 89-3-20 کے فیصلہ اور اس پر عملدرآمد کے لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے حکم 89-3-21 نیز ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کے حکم مجریہ 89-3-25 کو جس کی رُو سے تاحکم ثانی اس میں توسیع کی گئی تھی' چیلنج کیا گیا تھا۔ ان فیصلوں اور احکام کے نتیجہ میں ضلع جھنگ کے قادیانیوں کو درج ذیل سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے منع کیا گیا تھا۔

"(i) عمارتوں اور احاطوں پر چراغاں

(ii) آرائشی دروازوں کی تعمیر و تنصیب

(iii) جلوس اور جلسوں کا انعقاد

(iv) لاؤڈسپیکر یا میگافون کا استعمال

(v) نعرہ بازی

(vi) بیجوں' جھنڈیوں اور بینروں وغیرہ کی نمائش

(vii) پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں پر پوسٹر چسپاں کرنا اور اشتہارات لکھنا

(viii) مٹھائیاں تقسیم کرنا اور کھانا کھلانا وغیرہ

(ix) کوئی دیگر سرگرمی جو براہِ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل یا مجروح کرنے کا موجب بنے۔"

ہائیکورٹ نے ایک جامع فیصلہ کے ذریعے اس پٹیشن کو خارج کر دیا۔ بعد ازاں سپریم کورٹ میں دیوانی اپیل نمبر 412/92 دائر کی گئی۔

قادیانیوں کے خلاف مقدمات:

9- پانچوں اپیلوں (نمبر 31 کے تا 35 کے) میں اپیل گزاران کے فاضل وکیل مسٹر فخر الدین جی ابراہیم' سینئر ایڈووکیٹ نے 1984ء کے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس نمبر 20 کی آئینی حیثیت کو زیادہ نشانہ تنقید بنایا ہے۔ ان کے نزدیک یہ آرڈیننس غیر معقول حد تک نامنصفانہ' قابل نفرت انداز میں مبہم و بے معنی' انصاف کی راہ سے بھٹکا ہوا' امتیاز برتنے والا' متعصب ذہن کی پیداوار' بدنیتی پر مبنی اور سراسر غیر آئینی ہے' جس سے دستور کے آرٹیکل 19' 20 اور 25

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔فاضل وکیل کے مطابق دستور میں دوسری ترمیم کی رو سے قادیانیوں اوراحمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔آرٹیکل 260 کی شق (3) کے تحت قادیانیوں اوراحمدیوں کو غیر مسلموں سے ممیز کرتے ہوئے ان کے مذہبی معمولات' تقاریر اور عقائد پر امتناعی پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔1992ء تک اس خاص اقلیت کے خلاف 1790 فوجداری مقدمات قائم ہوئے۔84 مقدمات (صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی .... مترجم) پنج وقتہ نماز کی ادائیگی کے سلسلہ میں 691 مقدمات' کلمہ طیبہ کے استعمال پر' 36 مقدمات اذان دینے کی بابت' 251 قادیانیت کی تبلیغ کے بارے میں' 676 خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے خلاف اور 52 عربی جملے السلام علیکم' نصر من اللہ اور میلا دالنبی وغیرہ کے استعمال کے حوالہ سے درج ہو چکے ہیں جو کہ ان کے اظہارِ خیال کی آزادی اور مذہب کی پیروی نیز اس پر عمل کرنے کے حق پر سنگین حملہ کے مترادف ہیں' اس سے ان کے ساتھ روا رکھا گیا امتیازی سلوک ظاہر ہوتا ہے۔وہ معمولات جن کی ادائیگی پر ان کے خلاف مقدمے درج کیے گئے ہیں' از رُوئے آئین اقلیت کے مذہبی معمولات قرار دیئے جا چکے ہیں۔جیسا کہ عبدالرحمٰن مبشر' 3 دیگران بنام سید امیر علی شاہ بخاری و 4 دیگران (پی ایل ڈی 1978 لاہور 113)' مجیب الرحمٰن' 3 دیگران بنام وفاقی حکومت پاکستان' دیگر (پی ایل ڈی 1985' ایف ایس سی 8) (دیکھیے صفحہ 89' 93) مزید برآں نفاذِ شریعت ایکٹ 1991ء بھی غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کا حق دیتا ہے۔انہوں نے ہماری توجہ دستور کے آرٹیکل 233 کی طرف مبذول کراتے ہوئے زور دے کر یہ بات کہی کہ آرٹیکل 20 دستور کی ان دفعات میں سے ہے' جنہیں ہنگامی حالت کے دوران بھی معطل نہیں کیا جا سکتا۔اس سوال پر کہ مذہب سے کیا مراد ہے؟ فاضل وکیل نے درج ذیل مقدمات کا حوالہ دیا:

1- **The Commissioner, Hindu Religious Endowments Madras vs. Sri Lakshmindra Thirtha Swamiar of Sri Shirur Mutt (AIR 1954 S.C. 282)**

2- **Ratilal Panachad Gandhi and others vs. State of Bombay and Others (AIR. 1954 S.C. 388)**

3- **Ramanasramam by its Secretary G. Sambasiva Rao**

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

and others vs. The Commissioner for Hindu Religious and Charitiable Endowments Madras (AIR. 1961 Madras. 265)

انہوں نے شریف الدین پیرزادہ کی تصنیف Fundamental Rights & Consitutional Remedies In Pakistan." (Page 319) کا بھی حوالہ دیا جس کا تعلق دستور کے سابقہ آرٹیکل 10 (مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کے حق) سے ہے۔ نیز آرٹیکل 20 کے بارے میں جسٹس تنزیل الرحمٰن کے موقف کا بھی ذکر کیا جو "Constitution & the Freedom of Religion" کے زیر عنوان "پی ایل ڈی 1989ء جرنل 17 میں شائع ہو چکا ہے۔ انہوں نے ہماری توجہ اے کے بروہی کی کتاب

"Fundamental Law of Pakistan". (P.317)

اور جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ کے مضمون

"Quaid-e-Azam`s Contribution to the Cause of Human Rights (PLD. 1977, Journal 13, Paras 617)

کی طرف بھی مبذول کرائی، جن میں دستور کے آرٹیکل 20 کے دائرہ میں آنے والے بنیادی حقوق سے بحث کی گئی ہے۔

فاضل وکیل نے ان محدود معانی کی وضاحت بھی کی جو آرٹیکل 20 میں استعمال کی گئی ترکیب "Subject to Law" (قانون کے تابع رہتے ہوئے) کو سپریم کورٹ نے درج ذیل مقدمات میں پہنائے ہیں۔

1- جیندرا کشورا چاریہ چودھری و 58 دیگران بنام صوبہ مشرقی پاکستان اور سیکرٹری محکمہ فنانس وریونیو، حکومت مشرقی پاکستان (پی ایل ڈی 1957 ایس سی 9، ص 41)

2- میسرز ایسٹ اینڈ ویسٹ سٹیم شپ کمپنی بنام پاکستان (پی ایل ڈی 1958 ایس سی 41)

3- سرفراز حسین بخاری بنام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ قصور و دیگران (پی ایل ڈی 1983 ایس سی 172)

قانونی ابہام اور مخصوص معانی جو ترکیب "خود کو مسلمان ظاہر کرنا" کو پہنائے جا سکتے ہیں، کے سوال پر فاضل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکیل نے کرافورڈ کی تالیف

"Statutory Construction-Interpretation of Statutes"(P.339)
نیز حاجی غلام ضامن ودیگر بنام اے بی خوندکر ودیگران (پی ایل ڈی 1965 ڈھاکہ 156 ص 180) کے اے عباس بنام یونین آف انڈیا ودیگر (اے آئی آر 1971 ایس سی 481 ص 497) اور سٹیٹ آف مدھیہ پردیش ودیگر بنام بلدیو پرشاد (اے آئی آر 1961 ایس سی 293) کا حوالہ بھی دیا۔

آخر میں فاضل وکیل نے اس رائے کا حوالہ دیا جو اس قانون کے بارے میں بین الاقوامی برادری نے رپورٹوں کی صورت میں قائم کی ہے اور ماہرین قانون کی بین الاقوامی کمیٹی نے ایسی رپورٹیں 1987ء میں جبکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے 1991ء میں پیش کی تھیں۔

اپیلانٹ کا موقف:

10- فوجداری اپیلوں میں اپیل کنندگان کے فاضل وکیل مسٹر مجیب الرحمٰن نے 1984ء کے زیر بحث آرڈیننس کی دفعات کی تعبیر وتشریح اس غرض سے کی ہے کہ ان فوجداری مقدمات کو جو کلمہ طیبہ کے بیج پہننے پر درج کیے گئے تھے' اس آرڈیننس کے دائرہ اثر سے خارج کیا جائے۔ ان کا استدلال یہ تھا کہ یہ قانون لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ کے پس منظر میں نافذ کیا گیا جو اس نے عبدالرحمٰن مبشر کے مقدمہ (پی ایل ڈی 1978 لاہور 113) میں سنایا تھا۔ کلمہ طیبہ پڑھنے یا اس غرض سے کلمہ طیبہ والا بیج لگانے کو قادیانیوں کے جائز معمولات میں سے ایک سمجھا گیا اور اسے زیر بحث قانون میں واضح طور پر خارج نہیں کیا گیا۔ انہوں نے اس اصول کا سہارا لیا کہ بعض فوجداری قوانین میں بعض معمولات کو جرم قرار دینے کی غرض سے ان کا صریح ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دیگر تمام معمولات اس سے خارج ہیں' جن کا صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا۔ اس اصول کی تائید میں انہوں نے "Maxwell on the Interpretation of Statutes" by P.St. J.Langan (بارھواں ایڈیشن صفحہ 293)

کرافورڈز کی کتاب "Statutory Construction (صفحہ 334) کا حوالہ دیا۔ دوسرا اصول جس پر انہوں نے انحصار کیا' یہ ہے کہ یہ آرڈیننس ایک تعزیری قانون ہے اس لیے اس کی تعبیر احتیاط سے کرنی چاہیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسے دیگر قوانین پر سبقت نہیں دینی چاہیے۔ اس غرض کے لیے انہوں نے رحمت اسلم بنام دی کراؤن (پی ایل ڈی 1952 لاہور 578) مظہر علی خاں، پرنٹر و پبلشر روزنامہ ''امروز'' بنام گورنر پنجاب (پی ایل ڈی 1954 لاہور 14) خضر حیات و 5 دیگران بنام کمشنر سرگودھا ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر سرگودھا (پی ایل ڈی 1965 لاہور 349) قاسو و 2 دیگران بنام سرکار (پی ایل ڈی 1969 لاہور 48) میسرز ہرجینا اینڈ کمپنی (پاکستان) لمیٹڈ، کراچی بنام کمشنر سیلز ٹیکس سنٹری، کراچی (1971 ایس سی ایم آر 128) اور محمد علی بنام سٹیٹ بنک آف پاکستان، کراچی و دیگر (1973 ایس سی ایم آر 140) پر انحصار کیا۔

فاضل وکیل مسٹر مجیب الرحمٰن نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ لفظ "Oath" (حلف) کو اس کے سیاق و سباق میں لینا چاہیے اور یہ اصول پیش نظر رکھنا چاہیے کہ کسی لفظ کے معنی اس کے ساتھ آنے والے الفاظ کی مدد سے معلوم کیے جاتے ہیں۔ اس وسعت کو کوئی ایسی چیز شامل کر کے جس کا ذکر اس میں موجود نہ ہو، پھیلایا نہیں جا سکتا۔ انہوں نے اس کی تشریح کی اور Ejusdem Generis کے اصول (جس سے مراد یہ ہے کہ قوانین کی تشریح کرتے وقت جہاں افراد یا اشیاء کی گنتی میں عام الفاظ آتے ہوں تو خصوصی الفاظ کے ذریعے ان عام الفاظ کا وسیع تر مفہوم مراد نہ لیا جائے) کا اطلاق کر کے قانون کے دائرہ عمل کو اس چیز تک محدود کر دیا ہے جس کا ذکر صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ "Or" کے بعد جو کچھ مذکور ہے، وہ گنتی کرنے والا، وضاحت کرنے والا، صراحت کنندہ اور جامع ہے۔ ان کے استدلال کی رو سے اس واجباتی پوزیشن کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ وہ قادیانی تھے اور کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے، کسی جرم کے مرتکب نہیں ہوئے۔

11- دیوانی اپیل نمبر 412/92 میں اپیل کنندگان کی پیروی کرتے ہوئے مسٹر عزیز احمد باجوہ نے اپنے کیس کی تائید میں دلائل کو عبوری آئین کے حکم مجریہ 1981ء کی دفعات تک محدود رکھا تا کہ مس بے نظیر بھٹو بنام وفاق پاکستان و دیگر (پی ایل ڈی 1988 ایس سی 416) کے حوالہ سے یہ ثابت کر سکیں کہ 1984 کے آرڈیننس کے اثرات کو چیلنج کرنے کے لیے بنیادی حقوق کا سہارا نہیں لیا جا سکتا کیونکہ یہ دستور کے آرٹیکل 20 کے خلاف نہیں ہوئے، جسے عارضی طور پر معطل کر دیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ نے مس عاصمہ جیلانی بنام حکومت پنجاب و دیگر (پی ایل ڈی 1972 ایس سی 139) میں چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا محدود حق تسلیم کرتے ہوئے اسے ایسا قانون بنانے کی اجازت نہیں دی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ یہ دستور کے آرٹیکل 227 کی کلاز (3) کے تحت قادیانیوں کے احوالِ شخصیہ کے خلاف ہے' فاضل وکیل کے مطابق متنازعہ آرڈیننس عداوت وکینہ پر مبنی ہونے کے باعث پاکستان معرفت سیکرٹری کیبنٹ ڈویژن' اسلام آباد و دیگران بنام نواب زادہ محمد عمر خاں (مرحوم) جن کی نمائندگی خواجہ محمد خاں آف ہوتی و دیگر نے کی (ایس سی ایم آر 1992 صفحہ 2450) میں عدالت ہذا کے صادر کردہ فیصلہ کے پیش نظر بھی درست قانون نہیں ہے۔

12- وفاقی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے سید ریاض الحسن گیلانی نے ایک ابتدائی اعتراض کیا' جس کی بنیاد فیڈرل شریعت کورٹ اور عدالت ہذا کے شریعت اپیلٹ بنچ کے صادر کردہ فیصلوں یعنی مجیب الرحمٰن و 3 دیگران بنام وفاقی حکومت پاکستان و دیگر (پی ایل ڈی 1985 ایف ایس سی 8) اور کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالواجد و 4 دیگران بنام وفاقی حکومت پاکستان (پی ایل ڈی 1988 ایس سی 167) پر تھی۔ ان کے نزدیک متنازعہ آرڈیننس کو اس بناء پر براہ راست وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا کہ یہ اسلامی احکام سے متصادم اور بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ شرعی عدالت نے اس موقف کو رد کر دیا البتہ سپریم کورٹ کے اپیلٹ بنچ نے اپیل کو واپس لینے کی اجازت دیتے ہوئے قرار دیا کہ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ برقرار رہے گا۔ سپریم کورٹ نے مسماۃ عزیز بیگم و دیگران بنام وفاق پاکستان و دیگران (پی ایل ڈی 1990 ایس سی 899) نامی مقدمہ میں جو فیصلہ سنایا' اس کے پیش نظر شریعت اپیلٹ بنچ کا فیصلہ برقرار ہے اور سپریم کورٹ اس کا ازسر نو جائزہ یا اس پر نظر ثانی نہیں کر سکتی۔ اپیل کنندگان کے لیے واحد راستہ یہ رہ گیا تھا کہ شریعت بنچ جس سوال کا فیصلہ کر چکا تھا اسے ازسر نو اٹھانے کی بجائے اس پر نظر ثانی کی درخواست کرے۔

وفاقی حکومت کے فاضل وکیل نے ہماری توجہ سید عبدالواحد کی ایڈٹ کردہ کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کی طرف مبذول کرائی تا کہ یہ حقیقت اُجاگر کر سکیں کہ توحید اور ختم نبوت اسلام کے دو بنیادی عقیدے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار اس بات کو جائز ٹھہراتا ہے کہ نفی کرنے والے کو اسلامی برادری سے خارج کر دیا جائے۔ اس چیز نے دستور کے آرٹیکل 260 کی کلاز (3) میں اتفاق رائے سے ہونے والی ترمیم کو جواز فراہم کر دیا۔ اسی اصول پر 1984ء کے متنازعہ آرڈیننس کے ذریعے حفاظتی اقدامات آئینی ترمیم کا قانونی نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ ترمیم باقی ہے تو اس کے نتیجہ میں کیے جانے والے جملہ اقدامات بھی بشمول زیر بحث آرڈیننس کی دفعات قائم و برقرار رہیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث جاری رکھتے ہوئے فاضل وکیل نے کہا کہ دستور کے آرٹیکل 20 میں استعمال کردہ ترکیب ''قانون کے تابع رہتے ہوئے'' کا اطلاق اسلامی احکام پر لازماً ہوتا ہے۔ اس آرٹیکل میں درج بنیادی حقوق کی نگرانی اور ان کا احاطہ اسلامی احکام سے کیا جائے گا۔ مذہب کے ان پہلوؤں کی بابت احکام کا دستور کے آرٹیکل 260(3) میں صراحتاً ذکر کیا گیا ہے اور انہیں مذکورہ آرٹیکل میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اپیل کنندگان جس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں' اسے اعلانیہ استعمال کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی' کیونکہ ایسا کرنا اسلامی عقیدہ کے لیے ضرر رساں اور تباہ کن ہوتا۔ مزید برآں آرٹیکل 20 میں جس چیز کی ضمانت دی گئی' وہ آدمی کے اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر ہے' کسی دوسرے کے مذہب کی تباہی اور اتلاف کی اجازت نہیں۔ اپیل کنندگان اپنے معمولات کے ذریعے' جن پر وہ اب بھی عمل پیرا ہیں اور ایسا کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں' پاکستان میں بسنے والے دوسروں لوگوں کے مذہب کو خراب کر رہے ہیں اور اسے نقصان پہنچا رہے ہیں' حقیقتاً یہ لوگ اپنے مذہب کی پیروی نہیں کرتے۔ فاضل وکیل کے نزدیک آرٹیکل 31 کے تحت حکومت کا فرض ہے کہ دیگر تمام نظریات کے مقابلہ میں اسلامی نظریہ کے تحفظ اور استحکام کا اہتمام کرے۔

انہوں نے مزید دلیل پیش کی کہ مذہب کے معاملہ میں نظریات کے ٹکراؤ کو روکنے کے لیے ریاستی قوت کو استعمال کیا جا سکتا ہے اور ریاست ایسے لوگوں کو باز رکھنے کے لیے طاقت سے کام لے سکتی ہے جو اس معاملہ میں ناجائز مداخلت کریں۔ ان معمولات کے بعض حصوں پر' جن سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہونے کا خدشہ ہو' پابندی لگا سکتی ہے۔

وفاقی حکومت کے فاضل وکیل نے آخر میں واضح کیا کہ متنازعہ آرڈیننس سے جو کچھ منشاء ہے' وہ اسلامی احکام کے عین مطابق ہے۔ یہ آرڈیننس رسول اکرم ﷺ کی رسالت کے متعلق عقیدہ کا اثبات کرتا اور اسے تقویت پہنچاتا ہے۔ یہ نمازوں اور مسجدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ الحاد یا مذہب سے انحراف کی روک تھام کرتا ہے' اور ان لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح ہونے سے بچاتا ہے جو اکثریت میں ہیں۔ یہ سب ایسے قابل تحسین مقاصد ہیں جو اسلامی احکام کی رو سے مسلم ہیں اور اسلامی ریاست کے آئینی احکام میں انہیں جائز ٹھہرایا گیا ہے۔ اس پس منظر میں آئینی لحاظ سے نیز امن عامہ اور اخلاقی نقطۂ نظر سے متنازعہ آرڈیننس کے احکام اپیل کنندگان کے حقوق کے خلاف نہیں ہیں۔ انہوں نے مذکورہ آرڈیننس کے نمایاں خدوخال اور آرٹیکل 20 پر بھی روشنی ڈالی تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ افراد کی طرف سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی رسوم کی تعمیل اور مذہبی اداروں کا تحفظ دونوں آرٹیکل 20 کے دائرہ اثر میں آتے ہیں۔متنازعہ آرڈیننس نے اس تحفظ کو بعض تصریحات' بیانات اور ترتیب وار شمار کر کے واضح کر دیا ہے۔اس کی صراحت کی ہے اور اسے یقینی بنایا ہے۔

13- تحفظ ختم بنوت کی نمائندگی کرتے ہوئے مسٹر اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے دلیل پیش کی کہ دستور کے آرٹیکل 260(3) کی رُو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور ان کی طرف سے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کی ہر کوشش آئین کے خلاف ہے۔اور یہی وہ عملی فریب کاری یا تلبیس ہے' جس کا تدارک کرنے کی غرض سے 1984ء کا مذکورہ بالا آرڈیننس نافذ کیا گیا۔آرٹیکل 20 مذہب کی پیروی کا مطلق اور لا محدود حق نہیں دیتا' بلکہ حق کا یہ استعمال دوسرے احکام اور اخلاقِ عامہ کے تقاضوں کے تابع ہونا چاہیے۔اس پس منظر میں دیکھا جائے تو متنازعہ آرڈیننس اس چیز کو آگے بڑھاتا ہے جس کا اہتمام دستور کے آرٹیکل 260 کی شق (3) میں کیا گیا ہے اور اکثریت نیز اعلان کردہ اقلیت دونوں کے مذہب کو تسلیم اور ان کا تحفظ کرتا ہے۔اس سیاق وسباق میں مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 144 کے تحت کی گئی کارروائی درست اور قانون کے مطابق تھی۔علاوہ ازیں زیر دفعہ 144 ت پ جاری کردہ حکم' ایک ہفتہ سے بھی کم عرصہ کی مدت کے لیے تھا اور اس پر انحصار کر کے کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

14-زیر غور آئینی درخواستوں کو ترتیب زمانی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو واضح تاثر ملتا ہے کہ بجز درخواست نمبر 2089/89 (ہمارے زیر غور موجود دیوانی اپیل 412/92) دیگر تمام مقدمات میں جن کا تعلق 1984ء اور اوائل 85ء میں رونما ہونے والے واقعات سے ہے' اس وقت کسی کارروائی کو چیلنج کرنے کے لیے بنیادی حقوق کا سہارا نہیں لیا جا سکتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے مقدمہ (دیوانی اپیل نمبر 149/89 میں متنازعہ آرڈیننس کو چیلنج کرنے کے لیے عبوری دستور کے حکم مجریہ 1981ء کا سہارا لیا گیا۔بہر حال فوجداری مقدمات میں سزائیں جولائی 86ء میں دی جا چکی تھیں' اس وقت بنیادی حقوق پورے طور پر نافذ ہو چکے تھے اور اس امر کے باوجود کہ واقعات کا تعلق ایسے دور سے تھا' جب بنیادی حقوق نافذ نہیں تھے' ان سے مدد لی جا سکتی تھی۔بہر صورت ان معاملات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور انہیں ان احکام کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری ہے جو بحال شدہ دستور میں شامل ہیں' نیز ان بنیادی حقوق سے مدد لینی چاہیے جو آئین میں درج ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15-جہاں تک دیوانی اپیل نمبر 412/92 کا تعلق ہے (جو آئینی درخواست نمبر 2089/89 کے نتیجہ میں دائر کی گئی) یہ بڑی حد تک ایک عبوری معاملہ یعنی مورخہ 21-3-89 کو زیر دفعہ 144 ت پ صادر کردہ حکم کے بارے میں ہے جسے مورخہ 25-3-89 تک موثر رہنا تھا۔اس کے علاوہ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کے حکم مجریہ 25-3-89 کو چیلنج کیا گیا ہے جس کے تحت اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کی ہدایت پر 21-3-89 کے حکم میں تاحکم ثانی توسیع کی گئی تھی۔ان دونوں احکام اور انہیں چیلنج کرنے کا ذکر مرزا خورشید احمد و دیگر بنام حکومت پنجاب و دیگر (پی ایل ڈی 1992 لاہور 1) میں موجود ہے۔مورخہ 21-3-89 کو جاری کیے گئے حکم کو زیر غور لانے کے بعد اس کے جواز کو بحال رکھا گیا۔ جہاں تک ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کے حکم کا تعلق ہے' اسے اس توجہ کا مستحق نہیں گردانا گیا' جواز روئے قانون اس پر دی جانی چاہیے تھی۔اسسٹنٹ کمشنر' ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ' ریذیڈنٹ مجسٹریٹ یا ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کو زیر دفعہ 144 ت پ صادر شدہ حکم میں تاحکم ثانی توسیع کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔حکم کا وہ حصہ جسے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے اسسٹنٹ کمشنر کے ایک حکم کا حوالہ دے کر قلمبند کیا تھا' اس لائق تھا کہ اسے قانونی اختیار کے بغیر اور از روئے قانون غیر موثر قرار دے دیا جاتا۔سماعت کے دوران پیش ہونے والے وکلا میں سے کسی ایک حتیٰ کہ ایڈووکیٹ جنرل نے بھی اس حکم کا دفاع نہیں کیا' اس لیے زیر نظر اپیل (دیوانی اپیل 412/92) اس حد تک منظور کی جاتی ہے اور اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جا رہا۔

16-اب ان آئینی دفعات کو لیتے ہیں جو زیر غور موضوع سے متعلقہ ہیں۔دستور کے آرٹیکل 260 کی شق (3) خاص اہمیت کی حامل ہے' وہ پوری کی پوری ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

"260-تعریفات":

(1) --

(2) --

(3) دستور اور تمام وضع شدہ قوانین نیز دیگر قانونی دستاویزات میں تاوقتیکہ موضوع یا سیاق وسباق میں کوئی امر اس کے منافی نہ ہو'

(الف) "مسلم" سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی توحید اور وحدت نیز رسولِ اکرم ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہو' اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کی حیثیت میں کسی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو' جس نے حضرت محمد (ﷺ) کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو نبی ہونے کا مدعی ہو' اور

(ب) ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو' اور اس میں عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص' قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی فرد' جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتا ہو یا کوئی بہائی اور شیڈولڈ ذاتوں میں سے کسی ذات سے تعلق رکھنے والا شخص شامل ہے۔''

آرٹیکل 20 بھی جو کہ بنیادی حقوق کا ایک جزو اور خصوصی توجہ کا مستحق ہے' ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

''20۔ مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی'':

قانون' امن عامہ اور اخلاق کے تابع رہتے ہوئے۔

(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے' اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہو گا اور

(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے' برقرار رکھنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہو گا۔''

آرٹیکل 19 اور 25' جن کا حوالہ آرٹیکل 20 میں شامل بنیادی حق کے مفہوم اور اثر کو تقویت پہنچانے کے لیے دیا گیا ہے۔ اظہارِ خیال کی آزادی وغیرہ (آرٹیکل 19) اور قانون کی نظر میں شہریوں کی مساوات (آرٹیکل 25) سے تعلق رکھتے ہیں۔

17- دستور کے آرٹیکل 2-اے کی بنیاد پر جسے دستور کا مستقل جزو بنا دیا گیا ہے' یہ دلیل دی گئی کہ دستور کی دیگر تمام دفعات کو اس طرح پڑھنا' ان کی تعبیر و توضیح کرنا اور اطلاق کرنا چاہیے۔ گویا وہ ضمنی طور پر اسلامی احکام کے تابع ہیں اور اسلامی احکام انہیں کنٹرول کرتے ہیں' حتیٰ کہ بنیادی حقوق کی بھی' جن کا ان اپیلوں میں سہارا لیا گیا ہے اور دوسرے جو زیر بحث نہیں ہیں' تعبیر و توضیح اس طرح کرنی چاہیے' جیسے وہ اسلامی احکام کے تابع ہیں۔ مزید یہ دلیل دی گئی کہ مجیب الرحمٰن و 3 دیگر بنام وفاقی حکومت پاکستان و دیگر (پی ایل ڈی 1985 الیف ایس سی 8) نامی مقدمہ میں وفاقی شرعی عدالت قرار دے چکی ہے کہ اسلامی احکام ان معمولات کی واضح طور پر ممانعت کرتے ہیں' جنہیں مبینہ طور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اپیل گزاران مذہبی رسم یا معمول کے طور پر مناتے ہیں یا ادا کرتے ہیں۔ اس دلیل سے دعویداروں کے بقول یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ متنازعہ فیہ قانون نہ تو کسی آئینی حکم کے منافی ہے نہ ہی ان بنیادی حقوق کے خلاف ہے' جن پر ان مقدمات میں انحصار کیا گیا ہے۔

18- آرٹیکل 2۔اے کے نفاذ پر اور آئین کا مستقل جز و قرار دینے کا جو نتیجہ نکلا' اس پر حاکم خاں و تین دیگران بنام حکومت پاکستان معرفت سیکرٹری داخلہ و دیگران (پی ایل ڈی 1992 ایس سی 595) نامی مقدمہ میں بڑی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے۔ دستور کی دیگر دفعات پر اس کے اثر اور کنٹرول و نگرانی کرنے والی دفعہ کے طور پر اس کی حیثیت کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر نسیم حسن شاہ (اس وقت چیف جسٹس) نے کہا تھا:

''تعبیر کے اس اصول نے بظاہر ہائیکورٹ کے فیصلہ میں پائے جانے والے اس نقطۂ نظر کو قطعاً متاثر نہیں کیا کہ آرٹیکل 2۔اے دستور سے بالاتر ہے۔ اگر آرٹیکل اس صحیح مقام و مرتبہ کا حامل ہوتا تو اوپر نقل کردہ شق تقاضا کرتی کہ ایک بالکل نیا دستور مرتب کیا جائے اور اگر آرٹیکل 2۔اے کا واقعی یہ مفہوم ہوتا کہ آئین میں شامل ہونے کے بعد وہ دستور کی دیگر دفعات کے تابع ہو جائے گی تو موجودہ دستور کے اکثر آرٹیکل اس بناء پر قابل چیلنج ٹھہرتے کہ وہ قرارداد مقاصد کے مندرجات سے مطابقت نہیں رکھتے۔

پس 1973ء کے دستور کو زیادہ کارآمد بنانے کی بجائے آرٹیکل 2۔اے کی ایسی تعبیر کرنا کہ دستور کی جملہ دفعات کے تابع ہے' اس کی جڑ کاٹنے کے مترادف ہے جو انجام کار اس کی تباہی کی راہ ہموار کرے گی یا کم از کم اسے موجودہ شکل میں برقرار رکھنے کا سبب بنے گی۔ میری ناچیز رائے کے مطابق قرارداد مقاصد کا کردار آرٹیکل 2۔اے کو آئین کا مستقل حصہ بنانے کے باوجود بنیادی طور پر اس کردار میں نہیں ڈھالا گیا جو ابتداء میں اس کے لیے رکھا گیا تھا یعنی یہ کہ اسے وہ دستور وضع کرنے والوں کے لیے مشعل راہ کا کام دے گی اور دستور کی ایسی دفعات وضع کرنے میں اُن کی راہنمائی کرے گی جو دستور میں درج تصورات اور مقاصد کی مظہر ہوں۔ بدلے ہوئے سیاق و سباق میں اس سے عملاً یہی مفہوم نکلتا ہے کہ دستور کی متنازعہ دفعات میں اسی طریقہ سے ترمیم کر کے اس کی تصحیح کی جائے گی جیسا کہ خود دستور میں ترمیم کا طریق کار درج ہے۔''

جہاں تک جسٹس شفیع الرحمٰن کا تعلق ہے انہوں نے اس بارے میں ذیل کی رائے ظاہر کی تھی:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آرٹیکل 2۔اے کے احکام کا ہرگز منشاء نہیں تھا کہ وہ کسی مرحلے پر نافذ بالذات (جسے نافذ کرنے کے لیے کسی قانون سازی کی ضرورت نہ ہو) ہوں گے یا انہیں مخالفت یا مخالف کے ٹیسٹ کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ یہ چیز عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر تھی کہ دستور کی کسی دوسری دفعہ کو کالعدم قرار دینے کے لیے آرٹیکل 2۔اے کا سہارا لے کر مخالفت وتضاد کے ٹیسٹ کا اطلاق کرتی۔''

19-ایک اور ابتدائی قانونی دلیل جو اپیل کنندگان نے دعویٰ کی مخالفت میں پیش کی' یہ تھی کہ بنیادی حق 20 قانون کے تابع رہتے ہوئے بجائے خود حاصل ہو جاتا ہے اور 1984ء کا آرڈیننس آرٹیکل 20 کی اغراض کے لیے قانون ہونے کی شرائط پوری کرتا ہے (متعلقہ قانون ہے) اس لیے اس کی متنازعہ فیہ دفعات آرٹیکل 2۔اے احکام کے ساتھ بظاہر بڑے اختلاف کے باوجود موثر ہیں۔اس دلیل یا اسی طرح کی دلیل پر سپریم کورٹ نے بہت پہلے یعنی جنوری 1956ء میں جیند را کشورا چاریہ چودھری و58 دیگران بنام صوبہ مشرقی پاکستان اور سیکرٹری محکمہ فنانس وریونیو' حکومت مشرقی پاکستان (پی ایل ڈی 1957 ایس سی 9' ص 41) نامی مقدمہ میں بڑی شرح وبسط سے غور کرکے ذیل کی رائے ظاہر کی تھی۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ایکٹ کے یہ انتہاپسندانہ احکام مذہبی اداروں کی جڑوں پر ضرب لگاتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ آیا یہ احکام اپنا اثر رکھتے ہوئے اس بنیادی حق میں رکاوٹ بنتے ہیں' جس کی ضمانت دستور کے آرٹیکل 18 میں دی گئی ہے؟ ہائیکورٹ نے مسٹر بروہی کے اس جرات مندانہ اور دوٹوک اعلان کو درست قرار دیا کہ آرٹیکل 18 میں' جن حقوق کا حوالہ دیا گیا ہے' وہ ''قانون کے تابع'' ہیں' اس لیے انہیں بذریعہ قانون واپس لیا جا سکتا ہے۔اسی دعویٰ کو ہمارے سامنے دہرایا گیا ہے لیکن اسے مسترد کرنے میں مجھے ذرہ بھی تامل نہیں۔بنیادی حق کا تصور ہی یہ ہے کہ اس کی ضمانت دستور میں دی جاتی ہے' اس لیے اسے قانون کے ذریعے چھینا نہیں جا سکتا۔اور یہ بات نہ صرف ٹیکنیکل لحاظ سے اصولِ فن کے خلاف ہے بلکہ یہ کہنا دستور وضع کرنے والوں کی طرف سے شہریوں کے ساتھ روا رکھا گیا بہت بڑا فریب ہوگا کہ فلاں حق بنیادی تو ہے تاہم اسے قانون کے ذریعے واپس لیا جا سکتا ہے۔ میں قانون وضع کرنے والوں کے ساتھ ایسی کوئی نیت منسوب کرنے سے قاصر ہوں۔مسلمانانِ پاکستان کی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کی تگ ودو میں وہ ممکنہ طور پر مجلس قانون ساز کو یہ اختیار دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے کہ وہ مسلمانوں سے اپنے مذہب کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی' اس پر عمل اور اس کی تبلیغ کرنے نیز دینی اداروں کے قیام' دیکھ بھال اور انتظام وانصرام کا حق چھین لے' جبکہ انہوں نے ایک آزاد' معتدل اور جمہوری معاشرہ کے مثالی تصور کے تحت ریاست کے غیر مسلم شہریوں کو' ایسے ہی حق سے محروم نہیں کیا۔ اگر مسٹر بروہی کی دلیل ٹھوس اور مضبوط ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ واقعی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آج پارلیمنٹ اس پوزیشن میں ہے کہ شہریوں کی طرف سے اسلام کی پیروی پر پابندی لگا دے کیونکہ آرٹیکل کے تحت مذہب کی پیروی' اس پر عمل اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق اسی طرح قانون کے تابع ہے' جیسے مذہبی ادارے قائم کرنے' ان کی دیکھ بھال اور انتظام کرنے کا حق۔ میں زیر بحث آرٹیکل سے ایسا ضابطہ پرستانہ' فنی اور تنگ ومحدود مفہوم مراد لینے سے انکار کرتا ہوں کیونکہ میرے خیال میں کسی قانون کی تعبیر کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دستور کی تعبیر فراخدلی سے شہری کے حق میں کرنی چاہیے' خصوصاً ان احکام کے سلسلے میں جو ضمیر اور مذہب کی آزادی کے تحفظ سے تعلق رکھتے ہوں۔ استعمال کردہ زبان کی مطابقت میں دستوری ہدایت کی تعبیر' قانون کے مقابلہ میں اور بھی زیادہ وسیع اور فراخدلانہ کرنی چاہیے کیونکہ اول الذکر صورت میں جس اختیار پر بحث کی گئی ہو' فطری اور لامحدود ہے اور آخر الذکر صورت میں وہ محدود ہے اور آئینی حقوق کو محض مکارانہ زبانی تنقید کے بل پر اس دستاویز اور اصولوں کی بنیادی غرض وغایت کو پیش نظر رکھے بغیر' جس پر اس کی اساس ہو' سلب کرنے یا ان سے پہلو تہی کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر اس کی زبان صاف وسادہ نہ ہو یا اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہو تو فرض کر لینا چاہیے کہ وہ دفعہ انصاف و حرمت کے مسلمہ اصولوں کے مطابق بنانے کی نیت تھی۔ چنانچہ مشکوک صورتوں میں اس خاص تعبیر کو ترجیح دینی چاہیے جو ان اصولوں کی خلاف ورزی نہ کرتی ہو۔ آئینی دستاویزات کی تعبیر وتوضیح کے ان قواعد کی روشنی میں مجھے ایسا لگتا ہے کہ آرٹیکل 18 کا مفہوم ومنشا یہ ہے کہ ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے' اس پر عمل پیرا ہونے اور اُس کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے اور ہر مذہبی گروہ کے فرقہ کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے اور اس کی دیکھ بھال کرنے اور انتظام کرنے کا حق ہے البتہ قانون اس طریق کار کا تعین کر سکتا ہے کہ مذہب کی پیروی' اس پر عمل اور اس کی تبلیغ کیسے کی جائے گی اور مذہبی ادارے کس طرح قائم کیے جائیں گے' ان کی دیکھ بھال کیسے کی جائے گی اور انتظام کیسے چلایا جائے گا۔ الفاظ ''مذہبی اداروں کا قیام قانون کے تابع ہوگا'' کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا نہ ہی ہے کہ ایسے اداروں کو قانون کی مدد سے یکسر ختم کیا جا سکتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20- 1984ء کا امتناع قادیانیت آرڈیننس، جس کا جائزہ لیا جا رہا ہے، صدر نے 26 اپریل 84ء کو نافذ کیا تھا۔ اس آرڈیننس کو وضع اور نافذ کرنے میں اس وقت کے صدر کو بنیادی حقوق یا دوسری دفعات کے باعث کسی آئینی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ اس کی اپنی مرضی سب سے بالا (سپریم) تھی۔ اس کارروائی میں پورے آرڈیننس کو چھان بین کا ہدف نہیں بنایا گیا۔ جن اجزاء کو توجہ کا مرکز بنایا گیا اور قابل چیلنج سمجھا گیا، وہ دفعہ 3 سے تعلق رکھتے ہیں جس کے ذریعے مجموعہ تعزیرات پاکستان میں نئی دفعات 298۔بی اور 298۔سی کا اضافہ کیا گیا ہے جنہیں یہاں نقل کیا جاتا ہے:

"298۔ب = القاب، حرکات اور خطاب وغیرہ کا غلط استعمال:

(1) قادیانی یا لاہوری جماعت کا کوئی فرد (جو خود کو احمدی یا کسی دیگر نام سے موسوم کرتے ہیں) جو زبانی یا تحریری الفاظ کے ذریعے یا بیان کے ذریعے:۔

(الف) کسی شخص کو ماسوائے حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ کے، بطور امیر المومنین، خلیفۃ المومنین یا خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ کہہ کر حوالہ دے گا یا خطاب کرے گا،

(ب) رسولِ اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ کے علاوہ کسی عورت کا بطور ام المومنین حوالہ دے گا یا خطاب کرے گا،

(ج) رسولِ اکرم ﷺ کے کنبہ کے رکن کے علاوہ کسی شخص کا اہل بیت کے طور پر حوالہ دے یا خطاب کرے یا

(د) اپنی عبادت گاہ کا بطور مسجد حوالہ دے، نام لے یا پکارے تو اسے دونوں اقسام میں سے کسی ایک قسم کی اتنی مدت کے لیے سزائے قید دی جائے گی، جس کی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔

(2) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو احمدی یا کسی دیگر نام سے موسوم کرتے ہیں) زبانی یا تحریری الفاظ کے ذریعے یا ظاہری حرکات سے اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کی غرض سے بلانے کے لیے کسی طریقہ یا شکل کو بطور اذان کے حوالہ دے یا اسی طرح اذان دے جیسے مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جس کی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے۔ نیز وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

298۔سی قادیانی گروپ کے لوگوں کا خود کو مسلمان کہلانا یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ واشاعت کرنا:

قادیانی یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے عقیدہ کا بطور اسلام حوالہ دے یا موسوم کرے یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ و اشاعت کرے یا دوسرے لوگوں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دے' الفاظ کے ذریعے خواہ وہ زبانی ہوں یا تحریری' یا ظاہری حرکات سے یا کسی اور طریقہ سے خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو' مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جس کی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے' نیز وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔''

دفعہ 298۔سی' کو توڑ کر شقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے تا کہ اس کا اثر' جائزہ اور جانچ پڑتال آسان تر ہو جائے۔

21-زیر نظر آرڈیننس کی دفعہ 2 میں کہا گیا ہے کہ ''اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے حکم یا فیصلہ کے باوجود موثر ہوں گے۔'' اس دفعہ کا پس منظر اور حوالہ عبدالرحمٰن مبشر و تین دیگران بنام سید امیر علی شاہ بخاری و چار دیگران (پی ایل ڈی 1978 لاہور 113) نامی مقدمہ سے وابستہ ہے جس میں قادیانی یا احمدی مذہب کے احکام کا بڑی تفصیل سے جائزہ لیا گیا تھا تا کہ اس بات کا یقین کیا جا سکے کہ دوسروں کو اس بارے میں کیا حقوق حاصل ہیں کہ وہ احمدیوں کو ان کے حقوق سے باز رکھ سکیں' روک سکیں اور منع کر سکیں۔تاہم کیونکہ آرڈیننس ان پر سبقت لے گیا اور اس کا ٹیسٹ بنیادی حق یعنی آئینی دفعہ سے لیا جا سکتا ہے' کسی دیوانی حق سے نہیں' جو اس مقدمہ میں متنازعہ فیہ معاملہ تھا۔بایں ہمہ یہ ضرور عرض کروں گا کہ اپنے موضوع پر' یہ ایک بہت ہی جامع اور بصیرت افروز فیصلہ ہے۔

22-اپیل کنندگان کے فاضل وکیل نے آرڈیننس کی رُو سے مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں شامل کی گئی دفعہ 298۔ب کی ذیلی دفعہ (2) اور شق (ڈی) پر اعتراض کیا ہے' جس کا تعلق احمدیوں کی طرف سے ان کی عبادت گاہ کا نام ''مسجد'' رکھنے اور ''اذان'' دینے سے ہے۔تاریخی لحاظ سے لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ میں' اسے احمدیوں کے عقیدہ یا عمل کے طور پر پیش کیا گیا ہے' جس کا آغاز حالیہ برسوں میں نہیں ہوا۔نہ ہی اس عمل کو غیر احمدیوں کے احساسات و جذبات کو مشتعل کرنے کی نیت سے اختیار کیا گیا ہے۔یہ ان کے عقیدہ کا ایک لازمی جزو ہے جس کا مقصد ان دونوں چیزوں کے استعمال پر لگائی گئی پابندی پر حملہ کرنا نہیں' عائد کردہ پابندی کے مطابق ان دونوں باتوں کو قابل گرفت قرار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیا گیا ہے، جس پر 3 برس تک قید اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے جو کہ مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کے مترادف ہے اور احمدیوں کی حد تک اس سے قانون کی نظر میں شہریوں کی مساوات سے بنیادی حق سے بھی متصادم ہے کیونکہ اُن کے علاوہ کسی دوسری اقلیت پر ایسی پابندیاں نہیں لگائی گئیں۔ ''اذان'' دینے یا عبادت گاہ کا نام ''مسجد'' رکھنے کو ازروئے قانون جرم قرار نہیں دیا گیا بلکہ قادیانیوں کی طرف سے ان افعال کے ارتکاب کو قابل اعتراض ٹھہرایا گیا ہے۔

23- انہوں نے مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298۔سی کی شق (الف) پر زبردست گرفت کرتے ہوئے کہا کہ لفظ ''posing'' (ظاہر کرنا، پیش کرنا) نفرت انگیز طور پر مبہم اور غیر واضح ہے اور عدالت کی طرف سے نفاذ کے لائق نہیں۔ ہمیں ان کی دلیل سے اتفاق نہیں کیونکہ قانون کی زبان میں پہلے سے "Fraud" "Misrepresentation", "Deception" اور "Cheating" جیسے الفاظ موجود ہیں جو وسیع اور غیر معین مفہوم رکھتے ہیں اور "Posing" کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اپنے پس منظر میں یہ آئینی فیصلہ رکھتے ہوئے کہ قانون و آئین کی اغراض کے لیے احمدی غیر مسلم شمار ہوں گے، وہ خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے۔ یہ دفعہ محولہ بالا آئینی فیصلہ کو آگے بڑھانے کے لیے رکھی گئی ہے، اس کی تنقیص کرنے یا قدر گھٹانے کے لیے نہیں۔ پس اگر کوئی احمدی یا قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے یا اعلانیہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ دستور کے آرٹیکل 260 (3) کے آئینی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس فعل کو دستور اور بنیادی حقوق کے فریم ورک کے اندر یقیناً جرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس دلیل کا اطلاق تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298۔سی کی شق (ب) پر اسی طرح ہوتا ہے۔

24- جہاں تک دفعہ 298۔سی کی شق (ای) کا تعلق ہے اس کی زد سے کسی خاص گروہ یا عام لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا قابل تعزیر ٹھہرایا گیا ہے۔ وہ مذہبی آزادی یا آزادیِ تقریر کے بنیادی حق کے منافی نہیں ہے۔ کسی شخص کو یہ بنیادی حق حاصل نہیں، نہ ہی ایسا حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب یا عقیدہ کی تبلیغ کرتے وقت دوسروں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرے، پس دفعہ 298۔سی ت پ کی شق (الف) (ب) اور (ہ) دستور کے آرٹیکل 19، 20 اور 260(3) میں شامل احکام کے عین مطابق ہیں۔

25- اس استدلال کی بنیاد پر جو دستور کے ان متعلقہ آرٹیکلز کی تشریح و توضیح کرتے وقت اختیار کیا گیا ہے

www.KitaboSunnat.com

دفعہ 298۔سی ت پ کی شق ہائے (ج) (د) جیسا کہ انہیں پیچھے نقل کیا گیا' جداگانہ حیثیت میں یا دونوں مل کر اس حد تک مذہبی آزادی' آزادی تقریر اور قانون کی نظر میں برابری کے حق کے منافی ہوں گی کہ وہ صرف احمدیوں اور قادیانیوں کو تحریری یا زبانی الفاظ یا نظر آنے والی حرکات کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر کرنے سے روکتی ہیں۔ کسی کو اپنے عقیدہ کی دعوت دینا جبکہ اس کے ساتھ کوئی قابل اعتراض فعل وابستہ نہ ہو' لائق مذمت نہیں ہوسکتا' بہرحال اگر شق (ج)' (د) میں مذکورہ افعال کے ساتھ شق (ہ) میں درج فعل کا ارتکاب کیا جائے یا اس سے شق (الف)' (ب) کا نتیجہ حاصل ہو تو وہ فعل ان متعلقہ شقوں کے تحت قابل تعزیر ہوگا۔ شق (ج) اور (د) کے تحت نہیں۔ دفعہ 298۔سی ت پ کی شق ہائے (ج)' (د) اس حد تک دستور سے ماورا سمجھی جائیں گی۔

26- جہاں تک فوجداری اپیل ہائے نمبر 31۔کے تا نمبر 35۔کے سے پیدا ہونے والی پانچ اپیلوں کا تعلق ہے' ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے تین کی ابتداء نذیر احمد تونسوی کے استغاثہ سے ہوئی' جس کا تعلق براہ راست تحریک ختم نبوت سے ہے' جس نے اس امر کی شکایت کی کہ بعض افراد اپنی چھاتی پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر بازار میں گھوم رہے تھے۔ ان کے بارے میں معلوم تھا کہ وہ قادیانی تھے۔ لیکن جب ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے خود کو مسلمان ظاہر کیا۔ ان کی طرف سے کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کا فعل خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے مترادف سمجھا گیا۔ یہ اثباتِ جرم ناقص ہے کیونکہ ان مباحث اور اخذ کردہ نتائج کی روشنی میں جو پہلے ہی قلمبند کیے جا چکے ہیں' کسی احمدی کا ایسا بیج لگانا' جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہو' نہ تو مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنے کے مترادف ہے' نہ ہی خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے برابر۔ یہ تسلیم کیا گیا اور عام طور سے معلوم ہے کہ مسلمان لوگ اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے کلمہ طیبہ والے بیج نہیں لگاتے' ایسا وہ لوگ کرتے ہیں' جنہیں آئینی لحاظ سے غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ اس لیے موجودہ صورتحال میں غیر مسلموں کا کلمہ طیبہ والے بیج لگانا خود کو مسلمان ظاہر کرنے یا مسلمان کے طور پر پیش کرنے کے مترادف نہیں۔

27- جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ سوال کرنے اور پوچھنے پر انہوں نے خود کو مسلمان بتایا' جبکہ حقیقتاً وہ قادیانی تھے' وہ بھی قانون کی نظر میں جرم نہیں ہے۔ ظاہر کرنے میں اپنی مرضی سے پیش کرنا شامل ہوتا ہے۔ کسی سوال کا جواب دیتے وقت آدمی اپنی مرضی سے جواب نہیں دے رہا ہوتا' بلکہ جیسا کہ ان مقدمات کے حالات سے ظاہر ہوگا' دھمکی یا دباؤ کے تحت ایسا کرتا ہے۔ آدمی عام لوگوں سے اپنا مذہب پوشیدہ رکھ سکتا ہے تاکہ فوجداری مقدمہ بازی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمتر برائی قبول کرتے ہوئے جسمانی لحاظ سے خود کو محفوظ رکھ سکے یا وہ سوال سے پہلو تہی کرتے ہوئے گول مول جواب دے سکتا ہے۔ایسا رویہ قابل ملامت نہیں خصوصاً جب سوال کرنے والے شخص کو قانون کے تحت ایسا سوال پوچھنے یا صحیح جواب اگلوانے کا کوئی اختیار نہ ہو۔نہ ہی وہ بیان اقرارِ صالح کے ساتھ دیا جا رہا ہو۔

28-دوسری دو فوجداری اپیلوں (نمبر 32۔کے اور نمبر 33۔کے لغایت 88) کا تعلق ان رپورٹوں سے ہے جو کسی مذہبی تنظیم سے ناوابستہ افراد نے درج کرائیں۔وہ محض اس بات پر خفا ہوئے اور انہوں نے اپنی توہین محسوس کی کہ کلمہ طیبہ والے بیج ایسے لوگوں نے لگا رکھے تھے جو احمدی یا قادیانی کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے۔کلمہ طیبہ کے بیج لگانے والے افراد نے منہ سے الفاظ ادا کر کے یا بصورت دیگر یہ نہیں کہا کہ وہ مسلمان ہیں' قادیانی یا احمدی نہیں ہیں۔

کلمہ طیبہ کی نمائش یا استعمال کو جبکہ اسے صحیح طریقے سے پیش کیا جائے اور ٹھیک طرح نیز احترام کے ساتھ اس کی نمائش کی جائے تو استعمال کنندگان کے خلاف کارروائی کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔اگر اس کے مخصوص مفہوم اور نتیجہ کی تصدیق کی غرض سے آدمی کو اس شخص کے ذہن کے امدادی حصوں میں جھانکنا پڑے جو کلمہ طیبہ کا بیج لگائے ہوئے ہو یا اسے استعمال کرتا ہو اور عقیدہ کے مطابق اسے جرم قرار دینا چاہتا ہو' ایسی صورت میں اس شخص کے لیے عقیدہ کے بارے میں ریاضت اور اس کے معانی نیز کلمہ طیبہ کے استعمال اور نمائش کا مقصد قانون کی حدود سے باہر ہو گا اور وہ براہ راست اس مذہبی آزادی میں مداخلت متصور ہو گی' جس کی ضمانت از روئے قانون ہر شخص کو دی گئی ہے۔جہاں محض عقیدہ پر جس سے نا قابل اعتراض رویہ کے باعث غفلت برتی گئی ہو' اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

29-ان اپیلوں کو نمٹانے میں ہمارے لیے یہ دقت رہی کہ مسئول الیہان نے بڑی حد تک معاملہ پر اس طرح اعتراض کیے گویا متنازعہ آرڈیننس کے احکام کو اسلامی احکام کے ساتھ ان کی عدم موافقت سے زیادہ بنیادی حقوق کے ساتھ عدم مدافعت کے لیے موافقت پر کیا جا رہا ہو' اس چیز نے علمائے کرام کو عدالت کی رضا کارانہ مدد کرنے پر ابھارا جس سے بحث کے دوران اور بحث کے مابعد مرحلہ پر خاصی گرما گرمی دیکھنے میں آئی۔

30- گزشتہ بحث کا حاصل یہ ہے کہ فوجداری اپیلیں (نمبر 31۔کے تا نمبر 35۔کے) قبول کی جاتی ہیں۔اپیل کنندگان کو دی گئی سزائیں ختم کی جاتی ہیں۔مزید برآں دفعہ 298۔بی (ت پ) کی شق (د) اور ذیلی دفعہ (2) کے احکام کے پیرا نمبر 20 میں نقل کیے گئے بنیادی حقوق 20 اور 25 کے خلاف قرار دیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

31۔ دیوانی اپیل نمبر 149/89 اور 150/89 بھی جزوی طور پر اس حد تک منظور کی جاتی ہے کہ 1984ء کے 20ویں آرڈیننس کے بعض حصوں کو بنیادی حقوق 19' 20 اور 25 کے منافی قرار دیا جاتا ہے۔ مقدمہ بازی کے اخراجات کی بابت کوئی حکم نہیں دیا گیا۔

دستخط

(جسٹس شفیع الرحمٰن)

جسٹس عبدالقدیر چودھری

1- میں نے اپنے فاضل بھائی جسٹس شفیع الرحمٰن کے اس فیصلہ کا مسودہ پڑھا ہے جو وہ صادر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تاہم میں پورے احترام سے عرض کروں گا کہ مجھے ان کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

2- ان اپیلوں کے حقائق' مجوزہ فیصلے میں بڑی تفصیل سے بیان کر دیئے گئے ہیں' اس لیے میں انہیں دُہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ جہاں تک موجودہ اپیل کا تعلق ہے' وہ حقائق جو اس کارروائی کا سبب بنے' اس طرح ہیں کہ اپیل کنندگان احمدیہ برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ (جنہیں قادیانی بھی کہا جاتا ہے) جو کہ ایک غیر مسلم مذہبی فرقہ ہے۔ احمدیوں نے 23 مارچ 1989ء کو دنیا بھر میں شایانِ شان طریقہ سے اپنے مذہب کی 100 سالہ سالگرہ منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان تقریبات کا آغاز 23 مارچ 1989ء سے ہونا تھا۔

3- 20 مارچ 89ء کو ہوم سیکرٹری حکومت پنجاب نے' دفعہ 144 ضابطہ فوجداری کے تحت ایک حکم نافذ کیا' جس کی رُو سے صوبہ پنجاب میں قادیانیوں کے جشن منانے پر پابندی لگا دی گئی۔ 21 مارچ 89ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے بھی ایک حکم کے ذریعے ضلع بھر کے قادیانیوں کو درج ذیل سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

"(i) عمارتوں اور احاطوں پر چراغاں

(ii) آرائشی دروازوں کی تنصیب و تعمیر

(iii) جلوس نکالنا اور جلسے منعقد کرنا

(iv) لاؤڈ سپیکر اور میگا فون کا استعمال

(v) نعرے لگانا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(vi) بیجوں، جھنڈیوں اور بینروں وغیرہ کی نمائش

(vii) پمفلٹوں کی تقسیم، دیواروں پر پوسٹر چسپاں کرنا اور دیواروں پر اشتہارات لکھنا

(viii) مٹھائیوں کی تقسیم اور غریبوں کو کھانا کھلانا

(ix) کوئی دیگر سرگرمی جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے جذبات مشتعل یا مجروح کرنے کا سبب بنے۔"

4- یہ حقائق ظاہر کرتے ہیں کہ جن معمولات پر پابندی لگائی گئی، وہ ایسی سرگرمیاں تھیں، جنہیں اعلانیہ انجام دینا تھا یا لوگوں کے ردعمل کو مدنظر رکھ کر ایسا کیا گیا تاکہ امن عامہ میں نقص نہ پڑے اور امن و امان برقرار رہے۔

5- ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے احمدیہ برادری کو مطلع کیا کہ وہ آرائشی دروازے ہٹالیں۔ بینرز اور روشنیاں اتارلیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ دیواروں پر مزید اشتہار نہیں لکھے جائیں گے۔ اس نے مزید مطلع کیا کہ 21 مارچ کے حکم نامہ میں شامل پابندیوں میں تاحکم ثانی توسیع کر دی گئی ہے۔

6- اپیل کنندگان نے محولہ بالا احکام کو بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر 2089/89 چیلنج کر دیا اور اس امر کا فیصلہ صادر کرنے کی استدعا کی کہ انہیں اپنی برادری کے گزشتہ 100 برسوں کے اہم واقعات کی یاد تازہ کرنے اور شایانِ شان طریقہ سے صد سالہ جشن منانے کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ رٹ میں کہا گیا کہ انہوں نے ایسی تقریبات منانے کے لیے نئے لباس پہننے، اظہار تشکر کے لیے نوافل دوگانہ ادا کرنے، بچوں میں شیرینی اور غربا و مساکین میں کھانا تقسیم کرنے، جلسے کرنے اور گزشتہ 100 سالوں میں ہونے والی عنایات پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ دعویٰ کیا گیا کہ یہ تمام سرگرمیاں ایسی تھیں، جن کی 1973ء کے دستور میں ضمانت دی گئی ہے اور آرٹیکل 20 میں شامل بنیادی حق کے تحت تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اس لیے متنازعہ حکم غیر قانونی ہے۔ مزید کہا گیا کہ متنازعہ حکم جاری کرنے کے لیے دفعہ 144 کے اجزائے ترکیبی میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اپیل کنندگان میں سے ایک نے، جسے کلمہ طیبہ کا بیج لگانے اور اذان دینے پر زیر دفعہ 298۔سی سزا دی گئی تھی، علیحدہ رٹ دائر کی تھی۔ تعزیرات پاکستان میں 298۔بی اور 298۔سی کا اضافہ 1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت کیا گیا ہے۔

7- اس مقدمہ کی سماعت لاہور ہائیکورٹ کے ایک فاضل جج نے کی۔ انہوں نے اپنے فیصلہ میں دورانِ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماعت اٹھائے گئے قانونی ودستوری سوالوں کا پوری طرح جائزہ لیا اور انتہائی متوازن فیصلہ سنایا۔ہم اس بات کی دل سے قدر کرتے ہیں کہ فاضل جج نے اس معاملے میں ان ججوں کے صادر کردہ فیصلوں پر انحصار کیا جو یا تو سیکولر ہیں یا انسانی حقوق کے چیمپئن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔عدالت میں لایا گیا یہ معاملہ بلاشبہ بہت ہی حساس نوعیت کا ہے' جس کا تعلق انسان کے مذہب اور عقیدہ سے ہے اور اس کی بابت بڑے غیر جانبدارانہ اور محتاط انداز فکر اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کے اعتماد کو تقویت ملے اور اس کے فیصلہ کو ضروری آزادی میسر آ سکے۔

8- یہاں زیرغور اہم سوال یہ ہے کہ آیا دفعہ 144 ت پ اور 1984ء کے 20ویں آرڈیننس کے تحت صادر کردہ حکم بنیادی حق (آرٹیکل 20) کے منافی ہے' جو 1973ء کے دستور کی رُو سے ہر شہری کو حاصل ہے؟

9- اپیل کنندگان نے غور وخوض کے لیے درج ذیل تنقیحات وضع کیں۔

(الف) وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ کہ متنازعہ آرڈیننس قرآن وسنت سے متصادم نہیں ہے' اس عدالت کے لیے بالکل غیر اہم اور بے وقعت ہے۔

(ب) آرڈیننس صریحاً اور یقینی الفاظ میں اس مذہبی آزادی سے انکاری ہے جس کی ضمانت پاکستان کے احمدی شہریوں کو دستور کے آرٹیکل 20 میں دی گئی ہے۔

(ج) یہ آرڈیننس مبہم' غیر واضح اور غیر یقینی ہونے کے ساتھ ساتھ ظالمانہ بھی ہے۔

(د) دستور کے آرٹیکل 20 کی ترکیب ''قانون کے تابع رہتے ہوئے'' میں مستعمل لفظ ''قانون'' سے مثبت قانون مراد ہے' اسلامی قانون نہیں۔

(ہ) دستور کے آرٹیکل 19 میں استعمال کردہ ترکیب ''اسلام کی عظمت'' سے آرٹیکل 20 میں دیئے گئے حقوق کے بارے میں استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

(و) کلمہ طیبہ والے بیج کا استعمال اور اذان دینا متنازعہ آرڈیننس کے دائرہ اثر میں نہیں آتا۔

(ز) زیر دفعہ 144 ت پ' جاری کردہ حکم اپیل کنندگان کے مذہب سے متعلق بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ اس لیے وہ دستور کے آرٹیکل 20 کے منافی ہے۔

10- ان نکات پر بحث کرنے سے پہلے یہ کہنا ضروری ہے کہ اگر عام قانون' جس کا اب تک اطلاق کیا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہر ایک کو کسی لفظ' نام یا خطاب کے استعمال کا حق دیتا ہے یا پہلے سے لگائی گئی مسلّمہ پابندیاں موجود ہیں؟ یہ بات قابل قدر رہے کہ بعض القابات' خطابات اور عنوانات' جیسا کہ وہ دفعہ 298۔بی میں مذکور ہیں' قرآن حکیم میں مخصوص شخصیات کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ (دیکھیے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 32 (اہل بیت) اور آیت نمبر 54 اور سورۃ توبہ کی آیت نمبر 100 (رضی اللہ عنہ) جبکہ دوسرے القابات گزشتہ 1400 برسوں سے' مسلمان ان شخصیات کے لیے استعمال کرتے آ رہے ہیں' جن کے لیے وہ مخصوص ہیں۔ یہ القابات مخصوص معانی رکھتے ہیں' اسلامی عقیدہ کا جز ہیں اور اظہارِ عقیدت واحترام کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ کسی شخص کی طرف سے دوسروں کے لیے ایسے القابات کا اسی طریقہ سے استعمال' لوگوں کو یہ تاثر دینے کا موجب بن سکتا ہے کہ وہ اسلام سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

11- یہ بات قابل غور رہے کہ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں قوانین' ایسے الفاظ اور جملوں کے استعمال کا تحفظ کرتے ہیں' جن کا مخصوص مفہوم ومعانی ہو اور اگر وہ دوسروں کے لیے استعمال کیے جائیں تو لوگوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ برطانیہ کے کمپنی لاء' میں صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ کوئی ایسا نام نہیں رکھنا چاہیے جو مغالطہ پیدا کرے یا تاج' سرکاری محکمہ یا میونسپلٹی کے ساتھ کسی نوع کا تعلق ظاہر کرے اور صرف استثنائی صورتوں میں ایسے نام استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی' جن میں ''امپیریل'' کامن ویلتھ ''نیشنل'' یا ''انٹرنیشنل'' جیسے الفاظ شامل ہوں۔ الفاظ ''کوآپریٹو' اور ''بلڈنگ سوسائٹی'' کا استعمال بھی ممنوع ہے۔ سب سے اہم اصول یہ ہے کہ ایسے نام کا اندراج نہیں کیا جائے گا جو پہلے سے موجود کسی کمیٹی کے نام سے ملتا جلتا ہو' ان احکام کا بڑا سختی کے ساتھ اطلاق ہوتا رہا ہے جنہیں کسی عدالت' قانون یا پارلیمنٹ میں ہرگز چیلنج نہیں کیا گیا۔

12- بھارت کے کمپنی لاء کی دفعہ 20 میں بھی لازمی قرار دیا گیا ہے کہ کسی کمپنی کو ایسے نام سے رجسٹر نہیں کیا جائے گا جو حکومت کے نزدیک ناپسندیدہ ہو یا اس نام کی کوئی کمپنی پہلے سے رجسٹر کی جا چکی ہو۔ بھارتی دستور میں اسی طرح کے بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں' جیسے ہمارے آئین میں درج ہیں۔ لیکن ہم نے کسی عدالت کا ایک بھی فیصلہ ایسا نہیں دیکھا جس میں ایسی پابندی کو ان حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہو۔

13- تجارتی وکاروباری ناموں اور نشانات کے تحفظ کے لیے دنیا کے ہر قانونی نظام میں کوئی نہ کوئی قانون

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی فرم یا کمپنی کا کوئی رجسٹرڈ تجارتی نام یا نشان دوسرا ادارہ استعمال نہیں کر سکتا اور اس کی خلاف ورزی پر نہ صرف تجارتی نشان کا مالک خلاف ورزی کرنے والے سے ہرجانہ وصول کر سکتا ہے بلکہ یہ قانون کی نظر میں بھی جرم ہے۔

14- یہاں ہم انگریزی قانون کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ معروف مقدمہ

"J. Bollinger vs Costa Brava

Wine Coy Ltd. 1959, 3.W.L.R., 966"

میں قرار دیا گیا تھا کہ

''مسئول الیہ کو ایسا عمل جاری رکھنے سے روکنے کے لیے حکم امتناعی حاصل کیا جا سکتا تھا' جسے دھوکہ دہی سمجھا گیا ہو' اگرچہ دھوکہ دینے کی نیت کا کوئی ثبوت موجود نہیں تھا۔''

15- بھارت کے تجارتی و کاروباری نشانات کے قانون مجریہ 1958ء کے دسویں باب میں تجارتی نشانوں کی جعل سازی سے اور غلط طور پر' استعمال یا جعلی تجارتی نشانات' تجارتی علامات یا ایسے مال کی فروخت پر' جس پر جعلی تجارتی نشان یا علامت لگائی ہو' سزاؤں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

16- بھارت اور پاکستان کے مجموعہ ہائے تعزیرات کے باب نمبر 18 ایسے جرائم سے تعلق رکھتے ہیں جن میں دستاویزات یا تجارتی و کاروباری نشانات میں جعل سازی سے کام لیا جائے' مجموعہ تعزیراتِ ہند کی دفعہ 481 میں کہا گیا ہے۔

''جو کوئی کسی منقولہ جائیداد' مال یا کسی پیکج' دیگر سامان پر جو منقولہ جائیداد یا مال پر مشتمل ہو' ایسا نشان لگائے یا کسی صندوق' پیکج' یا دیگر سامان کو جس پر کوئی تجارتی نشان لگا ہو' ایسے طریقہ سے استعمال کرے کہ معقول طور پر اس کی بابت یہ سمجھا جائے کہ اس کا مقصد یہ باور کرانا ہے کہ نشان رکھنے والی جائیداد یا مال یا کوئی دوسری جائیداد یا مال جو نشان رکھنے والے کسی سامان میں رکھا ہوا ہو' کسی شخص کی ملکیت ہے جبکہ حقیقت میں وہ اس کی ملکیت نہ ہو' تو کہا جائے گا کہ جعلی نشانِ ملکیت استعمال کیا گیا ہے۔'' یہ جرم فریب کاری ہے اور اس کے ارتکاب پر کسی ایک قسم کی سزا اتنی مدت کے لیے دی جا سکتی ہے' جو ایک برس تک ہو سکتی ہے یا اسے جرمانہ کیا جائے گا یا وہ دونوں سزاؤں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مستوجب ہوگا۔"

17- پاکستان میں بھی اس قسم کے قوانین نافذ ہیں' کسی نے کسی بناء پر انہیں چیلنج نہیں کیا۔ یہاں ہم تجارتی نشانات ایکٹ 1940ء کی دفعہ 69 کا حوالہ دے سکتے ہیں' جس کا اطلاق پورے برصغیر میں ہوتا رہا۔ اس کی ترمیم شدہ صورت جو اس وقت پاکستان میں نافذ العمل ہے' ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

"69۔ شاہی نشانات اور سرکاری علامات کے استعمال کی ممانعت' اگر کوئی شخص جائز اختیار کے بغیر کسی تجارت' کاروبار' کسب یا پیشہ کے متعلق:

(الف) شاہی نشانات یا حکومتی نشانات (یا ایسے نشانات جو ان سے اتنی گہری مماثلت رکھتے ہوں کہ ان کے بارے میں یہ قیاس کیا جائے کہ ان کا مقصد دھوکہ دینا ہے) اس طرح استعمال کرے کہ ان کی بابت قیاس کیا جائے کہ ان سے یہ باور کرانا مقصود ہے کہ وہ شاہی نشانات یا حکومتی علامات کو استعمال کرنے کا قانوناً مجاز ہے یا

(ب) قائداعظم محمد علی جناح کا نام' لقب یا اس کی مشابہت یا اس کی مختلف صورتوں میں سے کوئی ایک یا کوئی آلہ' علامت یا عنوان ایسے طریقہ سے استعمال کرے کہ اس کی بابت قیاس کیا جائے کہ اس کی منشاء یہ باور کرانا ہے کہ وہ ہز میجسٹی کی حکومت' یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا ایسی حکومت کے کسی محکمہ میں ملازم ہے' اسے مال فراہم کرتا ہے یا اس سے تعلق رکھتا ہے۔

(ج) ادارہ اقوام متحدہ یا اس کے قائم کردہ ذیلی ادارے عالمی ادارہ صحت کا نشان' سرکاری مُہر' نام یا نام کا کوئی مخفف ایسے طریقہ سے استعمال کرے' جس سے یہ باور کرانا مقصود ہو کہ اسے اقوام متحدہ کی صورت میں سیکرٹری جنرل نے یا عالمی ادارہ صحت کی صورت میں اس کے ڈائریکٹر جنرل نے وہ نشان' مُہر یا نام استعمال کرنے کا قانوناً اختیار دیا ہے۔

اسے کسی ایسے شخص کی طرف سے استغاثہ دائر کرنے پر جسے ایسے نشانات' آلات' علامات خطاب استعمال کرنے کا اختیار ہو یا رجسٹرار کی طرف سے مقدمہ دائر کرنے پر حکماً اس نام کا استعمال جاری رکھنے سے روک دیا جائے گا۔

تاہم شرط یہ ہے کہ اس دفعہ میں شامل کسی چیز سے یہ مراد نہیں لی جائے گی کہ اس سے کسی تجارتی نشان کے مالک کا حق اگر کوئی ہو' متاثر ہو رہا ہے جس کے استعمال کو جاری رکھنے کا وہ قانوناً مجاز ہو۔"

18- پس واضح ہوا کہ دوسروں کے تجارتی ناموں' تجارتی نشانوں' ملکیتی نشانات یا علامتوں کو اس نیت سے استعمال کرنا جس کا مقصد دوسروں کو یہ باور کرانا ہو کہ وہ استعمال کنندہ کی ملکیت ہیں' ایک جرم کے مترادف ہے۔ اس کے مرتکب کو نہ صرف قید اور جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے بلکہ اس سے ہرجانہ بھی وصول کیا جا سکتا ہے اور اسے باز رکھنے کے لیے امتناعی حکم جاری کیا جا سکتا ہے۔ یہ معمولی مالیت کے مال کے بارے میں واقعی سچ ہے۔ مثال کے طور پر کوکا کولا کمپنی کسی کو یہ اجازت نہیں دے گی کہ اس کی مصنوعات کے چند اونس بھی اس کی اپنی بوتلوں یا دوسرے ظروف میں' جن پر کوکا کولا کا نشان لگا ہوا ہو' فروخت کرے خواہ اس کی قیمت چند سینٹ ہی کیوں نہ ہو۔ مزید برآں یہ ایک فوجداری جرم ہے جس پر قید و جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ اصول وابستہ ہیں کہ دھوکا نہ دو اور دوسروں کے حقوقِ ملکیت پامال نہ کرو۔

19- سادہ الفاظ میں جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں' ان کی حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے' خواہ ان کی حرکت سے پہنچنے والے نقصان کی مالیت چند کوڑیوں کے برابر ہو۔ ہمارے ہاں قائداعظم اور اس کے مماثل لقب کی حفاظت کے لیے قانون وضع کیا گیا ہے جسے کسی حلقے نے چیلنج نہیں کیا۔ بہر حال پاکستان جیسی نظریاتی ریاست میں اپیل کنندگان جو کہ غیر مسلم ہیں' اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کر کے دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے اس خطے میں عقیدہ آج بھی مسلمان کے لیے سب سے قیمتی متاع ہے' وہ ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دسیسہ کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔

20- دوسری طرف اپیل کنندگان اصرار کر رہے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان گستاخی غیر مسلموں کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے' جو مسلم شخصیات کی جوتی کے برابر بھی نہیں۔ حقیقتاً مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔ پس اپیل کنندگان اور ان کی برادری کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائر اسلام کے استعمال پر اصرار اس بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ایسا کرنا چاہتے ہیں' جو نہ صرف ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ دھوکہ دہی وفریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر

www.KitaboSunnat.com

اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلبگار رہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔امریکہ کی سپریم کورٹ "Cantwell Vs. Connecticut (310 US 296 at 306)" / نامی مقدمہ میں قرار دے چکی ہے کہ

''مذہب یا مذہبی عقیدہ کا لبادہ کسی شخص کو' عام لوگوں کو فریب دینے پر تحفظ فراہم نہیں کرتا۔''

21- علاوہ ازیں اگر اپیل کنندگان یا ان کی برادری دوسروں کو دھوکہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے لیے نئے القاب وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر' مخصوص نشانات' علامات اور اعمال پر انحصار کر کے' وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے۔اس صورت میں اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب' اپنی طاقت' میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا بلکہ اسے جعل سازی و فریب پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں۔انہوں نے مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا' بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں' اور اپنے ہیروز کی' اپنے طریقہ سے مدح وستائش کرتے ہیں۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں ایسا کوئی قانون نافذ نہیں جو احمدیوں کو ان کے اپنے القابات تخلیق کرنے اور انہیں مخصوص افراد کے ساتھ استعمال کرنے سے روکتا ہو نیز ان کے مذہب پر کسی قسم کی دوسری پابندیاں عائد نہیں ہیں۔

22- دلیل دی گئی کہ وفاقی شرعی عدالت کا یہ کہنا کہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس 1984ء قرآن وسنت کے منافی نہیں ہے' اس عدالت کی حد تک قانونی لحاظ سے درست نہیں ہے۔

23- بہر حال یہ ادعا اپنے اندر کوئی میرٹ نہیں رکھتا' احمدیوں کو دستور کے آرٹیکل 260 (3) (ب) کی رو سے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور وفاقی شرعی عدالت' مجیب الرحمٰن بنام وفاقی حکومت پاکستان و دیگر (پی ایل ڈی 1985 ایف ایس سی 8) نامی مقدمہ میں اس بناء پر اس فیصلہ کی تصدیق وتوثیق کر چکی ہے کہ قادیانی رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اور قرآنِ حکیم کی ایک واضح اور صاف آیت کی تاویل کے ذریعے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اسلام میں ظل' بروز اور حلول جیسے مکاری پر مبنی تصورات کو فروغ دیتے ہیں۔اس لیے انہیں حکم دیا گیا کہ وہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر خود کو بطور مسلمان پیش کرنے سے باز رہیں اور مسلمانوں کے قانونی حقوق کا مطالبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرنے سے باز آ جائیں۔

24- مسلمان ''صحابی'' اور ''اہل بیت'' کی اصطلاحات بالترتیب رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں اور ان کے ارکانِ خاندان کے لیے استعمال کرتے ہیں' جو سب کے سب بہترین مسلمان تھے۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں' ازواج النبیؐ رضوان اللہ علیہم اجمعین' اور ان کے افرادِ خاندان کے لیے مخصوص القابات کا مرزائیوں کی طرف سے مرزا قادیانی کے ساتھیوں' اس کی بیویوں اور گھر والوں کے لیے استعمال' ان (صحابہؓ واہل بیتؓ) کی بے حرمتی کے مترادف ہے' جس سے مسلمان یہ دھوکا کھا سکتے ہیں کہ ایسے القابات کے حامل افراد بہتر مسلمان ہیں۔ مزید عرض کیا گیا کہ اذان دینا اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا اس کی یقینی علامت ہے کہ اذان دینے اور مسجد میں نماز پڑھنے والے افراد مسلمان ہیں۔ اس لیے قرار دیا گیا کہ ان القابات و اصطلاحات کے استعمال کی ممانعت اور اس نوع کی پابندیاں عائد کرنے والے آرڈیننس کے احکام کہ قادیانی خود کو بطور مسلمان پیش نہیں کر سکتے' آئین کے مقاصد پر عمل درآمد کے لیے نافذ کیے گئے ہیں۔

25- جہاں تک شعائرِ اسلام کا تعلق ہے' عدالت نے قرار دیا کہ اسلامی شعائر کسی غیر مسلم کو انہیں اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور اگر کوئی اسلامی حکومت برسرِ اقتدار ہونے کے باوجود کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کیے بغیر' ان کے استعمال کی اجازت دیتی ہے' تو وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہتی ہے۔ سیکولر ریاست کی طرح ایک اسلامی ریاست بھی قانون بنانے' غیر مسلموں کو اسلامی شعائر کے استعمال اور اپنے مذہب کی تبلیغ سے باز رکھنے کا اختیار رکھتی ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ایسی پابندی کا مطلب بے ایمان اور دھوکہ باز غیر مسلموں کو اسلام کی مخصوص و نمایاں صفات کے استعمال سے باز رکھنا ہے تاکہ وہ دوسرے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب نہ کر سکیں بلکہ اپنے مذہب کی آغوش میں لانے کی کوشش کریں۔ مزید قرار دیا گیا کہ اس دعویٰ پر بنیادی حقوق کی آڑ میں زور دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

26- یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مجیب الرحمٰن و دیگران نے وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ بالا حکم کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ میں آرٹیکل 203 ایف کے تحت چیلنج کیا تھا (دیکھیے پی ایل ڈی 1988 ایس سی (شریعت اپیلیٹ بنچ) 167) لیکن بعد میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر اپیل واپس لے لی گئی۔ اس اپیل میں عدالت ھذا نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا تھا کہ

''وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ برقرار رہے گا۔''

پھر موجودہ اپیل دائر کی گئی جس کی سماعت دستور کے آرٹیکل 185 کے تحت بصیغہ عمومی کی گئی۔

27- باب 3۔اے' 26 مئی 1980ء کو دستور میں شامل کیا گیا تھا۔اس میں 203۔الف سے 203۔جے' تک آرٹیکلز شامل ہیں۔آرٹیکل 203۔الف' میں کہا گیا ہے کہ دستور میں شامل کسی امر کے باوجود اس باب کے احکام موثر ہوں گے۔اس کے بعد آرٹیکل 203۔جی' میں کہا گیا ہے۔''آرٹیکل 203۔الف' کے احکام کے سوا کوئی عدالت عظمیٰ وعدالت عالیہ کسی ایسے معاملہ کی نسبت کسی کارروائی پر غور نہیں کرے گی یا کسی اختیار یا اختیار سماعت کا استعمال نہیں کرے گی جو عدالت کے اختیار یا اختیار سماعت کے دائرہ میں آتا ہو۔''

28- ان احکام کو یکجا کر کے پڑھا جائے تو اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا صادر کردہ کوئی فیصلہ' اگر اس کے خلاف سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ میں اپیل نہ کی جائے یا اپیل کرنے کی صورت میں فیصلہ کو بحال رکھا جائے' سپریم کورٹ کے لیے بھی واجب التعمیل ہوگا' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے محولہ بالا فیصلہ کو عدالت ھذا بھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔

29- اگلا قابل غور نکتہ یہ ہے کہ آیا امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء صراحتاً اور بالکل یقینی الفاظ میں اس مذہبی آزادی کی مکمل نفی کرتا ہے' جس کی ضمانت پاکستان کے احمدی شہریوں کو دستور کے آرٹیکل 20 میں دی گئی ہے؟ اس دعویٰ پر مزید غور کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ متعلقہ قانون اور حقائق کا مطالعہ کر لیا جائے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان قوانین نے اپیل کنندگان کو ان کی مذہبی آزادی سے محروم کر دیا ہے۔

تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298۔ب کی عبارت جو کہ اس مقدمہ سے متعلق ہے' درج ذیل ہے۔

''298۔ب = القابات' اصطلاحات اور خطابات کا غلط استعمال۔

(1) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی فرد جو بذریعہ تحریر یا زبانی الفاظ یا ظاہری حرکات کے ذریعے۔

(الف) رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ یا صحابیؓ کے علاوہ کسی اور شخص کا امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین یا رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر حوالہ دے یا خطاب کرے۔یا

(ب) رسول اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ کے علاوہ کسی خاتون کا ام المومنین کے طور پر حوالہ دے یا اس لقب سے خطاب کرے۔یا

(ج) رسول اکرم ﷺ کے افراد' خاندان کے علاوہ کسی شخص کا اہل بیت کے طور پر حوالہ دے یا اس نام سے خطاب کرے۔

یا

(د) اپنی عبادت گاہ کا نام ''مسجد'' رکھے یا اس نام سے پکارے'

اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔

(2) قادیانی یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی فرد جو تحریری یا زبانی الفاظ یا ظاہری حرکات کے ذریعے اپنے مذہب میں مروج عبادت کے لیے بلانے کے طریقہ یا صورت کا بطور ''اذان'' حوالہ دے یا اسی طرح سے اذان دے جیسے مسلمان اذان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین برس تک ہو سکتی ہے نیز وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔''

دفعہ 298۔ج کی عبارت اس طرح ہے:

''298۔ج۔قادیانیوں کا خود کو مسلمان کہلوانا یا قادیانیت کی تبلیغ کرنا۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی فرد جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر خود کو مسلمان ظاہر کرے' حوالہ دے یا موسوم کرے' یا اپنے عقیدہ کو اسلام کہے یا حوالہ دے یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ اور اشاعت کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے' خواہ وہ تحریری و زبانی الفاظ یا ظاہری حرکات یا کسی اور طریقہ سے ایسا کام کرے' جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوں۔اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین برس تک ہو سکتی ہے نیز وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

30- امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1984ء کے احکام اوپر نقل کر دیئے گئے ہیں' جو اپیل کنندگان کی برادری کو بعض القابات' اصطلاحات اور خطابات وغیرہ کے استعمال سے' جن کا ذکر ان احکام میں موجود ہے' منع کرتے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اپیل کنندگان کے فاضل وکیل مسٹر فخر الدین جی ابراہیم نے دفعہ 298 کی ذیلی دفعہ (الف) کو چیلنج نہیں کیا۔ ہوم سیکرٹری' ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کے احکام کی رُو سے جن کا حوالہ درخواست کی ابتداء میں دیا جا چکا ہے' ان کی سالگرہ کی تقریبات پر صوبہ پنجاب میں پابندی لگا دی گئی تھی اور پیرا نمبر 3 میں درج سرگرمیوں کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اس حکم کی غرض و غایت' اس آخری ہدایت سے بھی ظاہر ہے جس میں کہا گیا تھا کہ قادیانی کسی ایسی سرگرمی میں ملوث نہیں ہوں گے' جس سے براہِ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ محولہ بالا پابندیوں سے واضح طور پر ایسی سرگرمیاں مراد ہیں' جنہیں سرعام انجام دیا جانا تھا' نجی طور پر نہیں۔ اس کارروائی کو ایک رٹ پٹیشن کے ذریعے جس میں بنیادی حقوق کی پامالی کو بنیاد بنایا گیا تھا' ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا گیا۔ اس لیے ان حقائق کو جو خود اپیل کنندگان کی طرف سے بیان کیے گئے اور جن کی بنیاد پر احکام جاری کیے گئے' غیر متنازعہ سمجھا جائے گا۔

دستور کے آرٹیکل 20 کی عبارت اس طرح ہے۔

"20۔ مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی۔"

قانون' امن عامہ اور اخلاق کے تابع رہتے ہوئے:

(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے' اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہو گا' اور

(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقہ کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے' برقرار رکھنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہو گا۔"

31- یہاں متعلقہ بنیادی حق "مذہب کی پیروی کرنے کی آزادی" ہے' تاہم یہ آزادی قانون' امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔ دوسرے ممالک کی عدالتوں نے جہاں اسی طرح کے بنیادی حقوق دیئے ہیں' قرار دیا ہے کہ یہ حق دو تصورات پر مبنی ہے۔ ایک عقیدہ کی آزادی اور دوسرے عمل کی آزادی۔ ان میں سے بعض نے اول الذکر آزادی کو مطلق' لامحدود اور غیر مشروط قرار دیا ہے جبکہ بعض دوسروں کے خیال میں' وہ بھی قانون وغیرہ کے تابع ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال اس بات پر سب متفق ہیں کہ آخر الذکر آزادی' اپنی نوعیت کے لحاظ سے مطلق اور لامحدود نہیں ہے' ان کے بقول افراد کا رویہ قواعد وضوابط کے تابع رکھا جاتا ہے تا کہ معاشرہ کی حفاظت کی جا سکے۔ پس اس تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے آزادی عمل کی تعریف کرنا لازمی ہے' اس کے برعکس ترکیب ''قانون کے تابع رہتے ہوئے'' نہ تو مقننہ کو یہ لامحدود اختیار دیتی ہے کہ وہ دستور میں دیئے گئے بنیادی حقوق پر ناروا پابندیاں لگائے یا انہیں سلب کر لے' نہ ہی انہیں معدوم سمجھ کر نظر انداز یا ترک کیا جا سکتا ہے۔ ان دونوں کے مابین ہر معاملہ کے خصوصی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے' معنوی تعبیر کا سہارا لے کر توازن قائم رکھنا ضروری ہے' دیکھئے۔

1- Jesse Cantwell etc. Vs. State of Connecticut 310 U.S. 296

نیز

2- Tikamdas and others Vs. Divisional Evacuee Trust Committee, Karachi, PLD, 1968 Kar, 703 (F.B)

امریکہ کی سپریم کورٹ نے مقدمہ زیر عنوان

Reynolds Vs United States (98. U.S. 145) میں قرار دیا تھا کہ

''کانگریس کو محض رائے کی بنیاد پر قانون سازی کے پورے اختیار سے محروم کر دیا گیا' تاہم کارروائی کرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا جو معاشرتی فرائض کی خلاف ورزی اور اچھے امن وامان میں خرابی پیدا کرنے کے سلسلہ میں درکار ہوتی۔ قوانین' حکومت کے لیے کارروائی کرنے کی غرض سے وضع کیے جاتے ہیں' اور جہاں وہ محض مذہبی عقائد اور آراء' میں مداخلت نہیں کر سکتے' اعمال میں یقیناً کر سکتے ہیں۔''

مذکورہ بالا نقطہ نظر اپنانے کے بعد سپریم کورٹ نے نارمنوں کے فرقہ میں مروج تعدد ازدواج پر اس بناء پر پابندی لگانے کو حق بجانب سمجھا کہ ان پر یہ فرض' مذہب کی طرف سے عائد ہوتا تھا' وہ کوئی مذہبی عقیدہ یا رائے نہیں تھی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ بالا پیرا کے آخری حصہ میں ظاہر کی گئی رائے امریکیوں سے مخصوص ہے جہاں مقتدر اعلیٰ عوام ہیں' اللہ تعالیٰ نہیں۔

33- بھارتی سپریم کورٹ نے کمشنر ہندو مذہبی اوقاف مدراس بنام سری لکشمند را وغیرہ (اے آئی آر 1954

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایس سی 282 صفحہ 291) میں مذکورہ بالا نقطۂ نظر سے ملتے جلتے موقف کو قبول کرلیا جیسا کہ آسٹریلیا کے چیف جسٹس لیتھم نے ایک فیصلہ میں کہا تھا:۔

''مذہب کی حفاظت کے لیے بنایا گیا حکم ایسا نہیں تھا کہ اس کی تعبیر میں اسے مطلق حفاظت سمجھا جاتا اور دستور کی دیگر دفعات سے الگ کرکے جداگانہ طور پر اس کا اطلاق کیا جاتا۔ ان مراعات کا ریاست کے اس اختیار سے سمجھوتہ ہونا چاہیے کہ وہ امن' سلامتی اور منظم بود و ماند کو یقینی بنانے کے لیے قوت فرمانروائی کو استعمال کرسکے' جس کے بغیر شہری آزادیوں کی دستوری ضمانت ایک مذاق بن کے رہ جائے گی۔''

34- فیصلہ کے صفحہ 127 پر ذیل کی رائے کا اظہار کیا گیا ''ریاست ہائے متحدہ میں اس دفعہ سے جو مسائل پیدا ہوئے' انہیں بڑی حد تک یہ قرار دے کر حل کردیا گیا کہ مذہب کی حفاظت کے لیے بنائی گئی دفعہ مطلق نہیں ہے' جس کی تعبیر اور اطلاق کو دستور کی دوسری دفعات سے الگ تھلگ کیا جاسکے۔'' سپریم کورٹ نے تقریر کی آزادی' پریس کی آزادی اور مذہبی آزادی کے متعلق دستور میں دی گئی ضمانت کے حوالہ سے/ Jones Vs. Opelika (1942) 316 U.S, 584 میں کہا تھا:

''یہ حقوق مطلق نہیں ہیں' جن کو ان دوسری پسندیدہ مراعات سے جدا کرکے استعمال کیا جاسکے' جن کی حفاظت کا اہتمام اسی دستاویز میں کیا گیا ہے۔'' مزید قرار دیا گیا کہ ''ان مراعات کو ریاست کے اس حق سے سمجھوتہ کرلینا چاہیے کہ وہ منظم معاشرت کو یقینی بنانے کے لیے اقتدارِ اعلیٰ کو استعمال کرسکتی ہے جس کے بغیر شہری آزادیوں کی دستوری ضمانت ایک مذاق بن کے رہ جائے گی۔''

صفحہ 130 پر مزید کہا گیا تھا کہ:

''اس ریاست میں آنے کے بعد ہمیشہ کے لیے تمام انسانوں کو کسی امتیاز یا ترجیح کے بغیر مذہب کی پیروی اور عبادت کرنے کی آزادی حاصل ہوگی۔ تاہم شرط یہ ہے کہ بذریعہ ہذا ضمیر کی جو آزادی عطا کی گئی ہے' اس سے یہ مفہوم مراد نہیں لیا جائے گا کہ اسے عیاشی پر مبنی افعال کا بہانہ بنالیا جائے یا ایسے کاموں کا جواز بنالیا جائے جو ریاست کے امن یا سلامتی سے مطابقت نہ رکھتے ہوں۔''

اس سے آگے صفحہ 131 پر کہا گیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جان سٹورٹ مل نے اپنی کتاب "Essay on Liberty" میں آزادی سے متعلق افکار و نظریات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور اس موضوع پر اس کی بحث کو' اصول کے وقیع اور وزن رکھنے والے اظہار کے طور پر بڑے پیمانہ پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ مصنف کو وہ امتیاز کرنا پڑا جو "Liberty" اور "Licence" کے الفاظ کے مابین اکثر کیا جاتا ہے' لیکن عملی طور پر اس کا اطلاق کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس نے اعتراف کیا کہ آزادی سے یہ مراد نہیں کہ خود کو ہر وہ کام کرنے کی کھلی چھٹی ہے جو اس کے دل میں آئے کیونکہ ایسی آزادی کے معنی ہوں گے کہ امن و امان غارت ہو جائے گا اور آخر کار خود آزادی کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اس نے آزادی کی حدود کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ واحد غرض' جس کے لیے انسانوں کو انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر اپنا حق استعمال کرتے ہوئے کسی فرد کے عمل کی آزادی میں مداخلت کرنے کی اجازت دی گئی ہے' وہ ذاتی تحفظ ہے۔''

اسی صفحہ پر مزید کہا گیا ہے کہ:

''ایسے معمولات اور طرزِ عمل پر پابندی لگانا ریاست کی طرف سے مذہبی آزادی قائم رکھنے کے عین مطابق ہے جو سول حکومت کے قیام سے مطابقت نہ رکھتے ہوں یا معاشرہ کے مسلسل وجود کے لیے ضرر رساں ہوں۔''

35۔ مذکورہ بالا رائے کا اظہار دستور کی دفعہ 116 کی تعبیر و توضیح کرتے ہوئے کیا گیا تھا' جو کہ اس طرح ہے۔

''کامن ویلتھ (ریاست ہائے آسٹریلیا کی مشترکہ حکومت) کسی مذہب کو سرکاری طور پر منوانے یا کسی مذہبی رسم کو نافذ کرنے یا کسی مذہب پر آزادی سے عمل کی ممانعت کرنے کے لیے کوئی قانون نہیں بنائے گی اور حکومت کے تحت کسی عہدہ یا عوامی ٹرسٹ کے لیے کوئی مذہبی ٹیسٹ نہیں لیا جائے گا جو صلاحیت کے طور پر مطلوب ہو۔''

36- محولہ بالا مقدمہ کے صفحہ 155 پر حسب ذیل متعلقہ رائے ملتی ہے۔

''آئینی دفعہ غیر سماجی افعال یا ایسے افعال کا تدارک نہیں کرتی جو خود معاشرہ کے لیے تباہ کن ہوں' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دستور میں جس مذہبی آزادی و حریت کی ضمانت دی گئی ہے اور تحفظ کا اہتمام کیا گیا ہے' وہ بعض پابندیوں کے تابع ہے' جس کی تشریح کرنا عدالت ہائے قانون کا کام اور فرض ہے اور وہ پابندیاں ایسی ہوتی ہیں جو معاشرہ کے تحفظ کے لیے ضروری اور معاشرتی امن کے مفاد میں ہوں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کی تعریف:

37- پس یہ جاننا لازم ہے کہ مذہب کیا ہے؟ وہ آزادی کیا ہے جو حکومت کے قانون بنانے اور کارروائی کرنے کے اختیار کو محدود کرتی ہے۔ اہل علم نے اس لفظ کے مختلف مشتقات اور مآخذ بتائے ہیں۔ مذہب نظریات' اعمال اور اداروں کا مرکب ومجموعہ ہوتا ہے' مذہب خدا پر' عالم روحانیت پر اور ایسی دُنیا یا دنیاؤں پر' ایمان کے اظہار و اعلان سے عبارت ہے جو ہماری دنیا سے ماورا ہے۔ آسان مفہوم میں مذہب کا لفظ کسی کے عقیدہ کے بارے میں بولا جاتا ہے' جیسے عیسائیوں کا مذہب عیسائیت' مسلمانوں کا مذہب اسلام' یہودیوں کا مذہب یہودیت اور کیتھولک کا مذہب وغیرہ۔ امریکی سپریم کورٹ نے Davis Vs. Beason 1890 (133) U.S 333 نامی مقدمہ میں مذہب کی حسب ذیل تعریف کی ہے۔ ''مذہب کی اصطلاح کسی آدمی کے اپنے خالق کے بارے میں نظریات اور اس کی ذات کے احترام وعقیدت اور اس کی مرضی ومنشاء کی اطاعت اور کردار کے حوالہ سے عائد ہونے والے فرائض سے تعلق رکھتی ہے۔ اسے اکثر کسی خاص فرقہ کے مسلک یا عبادت کے طریقہ سے گڈمڈ کر دیا جاتا ہے۔ تاہم یہ آخر الذکر سے مختلف چیز ہے۔''

38- اس اصطلاح کی پاکستان کے دستور میں اس طرح کی صراحتاً کوئی تعریف نہیں دی گئی' تاہم آرٹیکل 260 (3) کی شق (الف) اور (ب) میں ''مسلم'' اور ''غیر مسلم'' کی جو تعریف کی گئی ہے' اس سے مذہب کے معانی اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ مذکورہ بالا آرٹیکل کی متعلقہ شقیں اس طرح ہیں:

مسلم اور غیر مسلم کی تعریف:

''260۔ تعریفات''

(3) دستور اور تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں تاوقتیکہ موضوع یا سیاق وسباق میں کوئی امر اس کے منافی نہ ہو۔

(الف) ''مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت وتوحید اور رسول اکرم (ﷺ) کی مکمل اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ اسے مانتا ہو' جس نے حضرت محمد (ﷺ) کے بعد نبی کے کسی بھی مفہوم یا تشریح کی رو سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے' اور

(ب) ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلمان نہ ہو' اور اس میں عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص' قادیانی یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی فرد یا کوئی بہائی اور شیڈولڈ کاسٹس میں سے کسی ذات سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔''

39- اصطلاح ''مذہب'' کی تعریف بھارت' امریکہ یا آسٹریلیا میں سے کسی ملک کے دستور میں درج نہیں۔ تاہم بھارتی سپریم کورٹ نے مقدمہ زیر عنوان Commissioner H.R.E. Vs. Lakshmindra Swamiar (AIR 1954, S.C.282) میں اس اصطلاح کی تشریح یوں کی ہے۔

''مذہب افراد یا برادریوں کے عقیدہ سے تعلق رکھنے والا معاملہ ہے' اس کا خدا پرستی سے متعلق ہونا ضروری نہیں۔ ہندوستان میں ایسے معروف مذاہب موجود ہیں مثلاً بدھ مت اور جین مت' جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ مذہب کی بنیاد بلاشبہ عقائد یا نظریات کے نظام پر ہوتی ہے جنہیں اس مذہب کے ماننے والے اپنی روحانی اصطلاح میں ممد و معاون سمجھتے ہیں۔ تاہم یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ مذہب کی حقیقت' عقیدہ کے بارے میں نظریہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ کوئی مذہب اپنے پیروکاروں کے لیے نہ صرف ضابطۂ اخلاق طے کر سکتا ہے بلکہ یہ ایسی رسوم و رواج تقاریب اور عبادت و پرستش کے طریقوں کا تعین بھی کر سکتا ہے جنہیں مذہب کے لازمی اجزاء سمجھا جاتا ہے۔ یہ رسوم اور صورتیں بڑھ کر خوراک اور لباس سے متعلق معاملات کا بھی احاطہ کر سکتی ہیں۔''

40- سپریم کورٹ نے فیصلے کے پیرا نمبر 19 میں کہا:

''پہلی بات یہ ہے کہ کسی مذہب کے لازمی ارکان کیا ہوتے ہیں' اس کا تعین بنیادی طور پر خود اس مذہب کے نظریات کے حوالہ سے کیا جاتا ہے' اگر ہندو مذہب کے کسی فرقہ کے احکام میں کہا گیا ہو کہ بت کے سامنے خوراک کا نذرانہ دن کے فلاں اوقات میں پیش کیا جائے گا' ایسی وقفہ داری رسوم ایک خاص طریقہ سے اور سال کے ایک خاص دن منانی چاہئیں' یا یہ کہ مقدس کتابوں کو ہر روز پڑھنا چاہیے یا مقدس آگ کو چڑھاوا پیش کرنا' ان تمام معمولات کو مذہب کا جزو سمجھا جائے گا اور محض یہ حقیقت کہ ان پر رقم خرچ ہوتی ہے' ان کو لادینیت پر مبنی نہیں بنا سکتی۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

41- عدالت نے اس بات کا تذکرہ کرنے کے بعد کہ امریکہ اور آسٹریلیا کی عدالتیں کسی بھی قسم کی پابندی سے پاک غیر مبہم الفاظ میں مذہب کی آزادی کا اعلان کر چکی ہیں درج ذیل رائے کا اظہار کیا:

''آرٹیکل 25 اور 26 کی زبان بڑی حد تک صاف ہے جس سے ہم غیر ملکی استاد کی مدد کے بغیر یہ طے کر سکتے ہیں کہ کون سے امور مذہب کے دائرہ اثر میں آتے ہیں اور کون سے نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں ہمارے دستور میں مذہب کی آزادی محض مذہبی عقائد تک محدود نہیں بلکہ یہ مذہبی معمولات پر بھی ان پابندیوں کے تابع رہتے ہوئے جو خود دستور نے عائد کی ہیں حاوی ہے۔''

42- اس کے بعد عدالت نے اس سوال کو لیا کہ آیا بعض معاملات مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں اس نتیجہ پر پہنچی۔ ''یہ معاملات یقیناً مذہب سے متعلق نہیں ہیں اور ان احکام کے جواز کی بابت کیا گیا اعتراض سراسر بے بنیاد لگتا ہے۔'' اسی عدالت نے درگاہ کمیٹی بنام حسین علی (اے آئی آر 1961 ایس سی 1402) میں جو فیصلہ صادر کیا نمبر 33 میں جسٹس گجندر گاڈکر نے خبردار کرتے ہوئے لکھا:

''اس نکتہ پر بحث کرتے ہوئے ایک انتباہی نوٹ لکھنا اور یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ زیر بحث معمولات کو مذہب کا ایک جزو قرار دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مذکورہ مذہب میں انہیں اس مذہب کے لازمی ارکان اور اجزائے تکمیلی سمجھا جاتا ہو ورنہ لا دینی معمولات کو بھی جو کہ مذہب کا لازمی اور تکمیلی جزو نہیں مذہبی روپ دیا جا سکتا ہے اور یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ انہیں مذہبی معمولات سمجھا جائے۔ اسی طرح ایسے معمولات بھی ہیں چاہے وہ مذہبی ہوں جو محض وہمی عقائد کی بنیاد پر وجود میں آئے ہیں اور اس مفہوم میں وہ غیر متعلقہ اور غیر ضروری ہیں تا وقتیکہ ایسے معمولات کسی مذہب کا لازمی اور تکمیلی جزو ثابت نہ کیے جائیں ان کے تحفظ کے بارے میں دعویٰ کا احتیاط سے جائزہ لینا ہوگا۔ بالفاظِ دیگر یہ تحفظ ایسے مذہبی معمولات تک محدود ہونا چاہیے جو اسی مذہب کے لازمی اور تکمیلی اجزاء ہوں دوسروں کے لیے نہیں۔''

43- اسی عدالت نے جگدیش آنند بنام پولیس کمشنر کلکتہ (اے آئی آر 1984 ایس سی 51) میں قرار دیا ہے۔

''عدالتوں کو یہ طے کرنے کا اختیار حاصل ہے کہ آیا کسی خاص رسم یا رواج کو کسی مخصوص مذہب کے احکام کی رو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کا لازمی جزو سمجھا جاتا ہے یا نہیں۔''

جیسا کہ ہم غیر ملکوں کی لادینی عدالتوں کے فیصلوں میں دیکھ چکے ہیں کہ اگرچہ مذہبی معمولات کو 'مذہبی آزادی'' کے پردے میں تحفظ فراہم کیا جاتا ہے تاہم اس کے تحت صرف ایسے معمولات آتے ہیں جو مذہب کے لازمی اور تکمیلی ارکان ہوں۔ مزید قرار دیا گیا ہے کہ اس امر کا تعین کرنا عدالتوں کا کام ہے کہ آیا کوئی خاص عمل مذہب کا لازمی اور تکمیلی جزو ہے یا نہیں؟ معاملہ کی اس نوعیت کے پیش نظر ان معمولات کو اس طرح عدالت کے اطمینان کے لیے مستند مذہبی حوالوں سے اسی طرح بیان کرنا اور ثابت کرنا ہوگا۔

44- اس لیے اپیل کنندگان کو پہلے ان معمولات کی تفصیل بتانی چاہیے تھی جو وہ صد سالہ جشن کے موقع پر ادا کرنا چاہتے تھے' پھر یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ وہ معمولات ان کے مذہب کے ناگزیر اور تکمیلی اجزاء ہیں۔ اس کے بعد ہی عدالت ایسا اعلان کرسکتی تھی کہ ان معمولات کی ادائیگی میں متنازعہ حکم یا انتظامی احکام کے تحت غیر قانونی رکاوٹ ڈالی گئی تھی۔ اپیل کنندگان کو یہ وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ القابات وغیرہ اور مختلف تقریبات' جو وہ منانا چاہتے تھے' ان کے مذہب کا جزوِ لاینفک ہیں اور یہ کہ انہیں صرف اعلانیہ یا لوگوں کی نظروں کے سامنے سڑکوں اور گلیوں میں عام مقامات پر ہی منایا جاسکتا ہے۔

45- یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر متنازعہ قانون' قانون سازی کا جائز جزو ہے اور مسئول الیہان نے متنازعہ کارروائی امن وامان کے مفاد میں کی تھی' تو جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ وہ اقدامات بدنیتی سے کیے گئے یا حقیقی جواز کے بغیر تھے' بنیادی حقوق کی پامالی کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس نکتے پر لاگو ہونے والے قانون کی عدالتوں میں خاصی تشریح ہوچکی ہے۔ اس لیے ان کا حوالہ دینا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔

46- چیف جسٹس لاتھم (Latham) نے جیہوواہ (Jehovah) کے گواہوں سے متعلق مقدمہ بعنوان "Adelaide vs. Commonwealth." میں جس کا حوالہ پہلے دیا جاچکا ہے' آسٹریلوی دستور کی دفعہ 116 کے مندرجات کو زیر بحث لاتے ہوئے' جو دیگر باتوں کے علاوہ حکومت کو ''کسی مذہب پر آزادانہ عمل کرنے'' سے روکنے کی ممانعت کرتے ہیں' درج ذیل رائے کا اظہار کیا تھا۔

1- دفعہ 116 اقلیتوں' خصوصاً غیر مقبول اقلیتوں کے مذہب (یا اس کی عدم موجودگی) کا بچاؤ کرتی ہے (صفحہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

124) گو یہ درست ہے کہ اس بات کا تعین کرتے وقت کہ مذہب کیا ہے اور کیا نہیں ہے' لفظ مذہب پر لازماً غور کرنا چاہیے۔

2- دفعہ 116 معمولات کے ساتھ ساتھ عقائد کا تحفظ بھی کرتی ہے۔

3- جہاں تک مذہب پر آزادانہ عمل کا تعلق ہے' ''آزادانہ'' سے ''کھلی چھٹی'' مراد نہیں ہے۔ آزادی کے تصور کو محض ایک خاص سیاق وسباق میں پرکھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر آزادانہ تقریر کے یہ معنی نہیں کہ پرہجوم جگہ پر ''آگ آگ'' کا شور مچا کر لوگوں میں اضطراب پھیلا دیا جائے۔ اسی طرح جیسا کہ مختلف امریکی مقدمات سے ظاہر ہے مذہب پر آزادانہ عمل افراد کو ان کے مذہبی عقائد کی بناء پر اختیار نہیں دیتا کہ وہ ملکی قانون کی دھجیاں بکھیر دیں۔

4- ہائیکورٹ اس وقت ثالثی کے فرائض انجام دیتی ہے جب مقننہ کا بنایا ہوا کوئی قانون' مذہبی آزادی میں ناجائز طور پر خلل ڈالتا ہے۔ اس طرح مذہب کی حفاظت کے لیے معاشرہ کو انتشار میں مبتلا کیے بغیر عملی اقدام کی منظوری دینا ممکن ہو جاتا ہے۔''

47- اس لیے عدالت نے قرار دیا کہ جیہوواہ کے گواہوں نے فوجی ذمہ داری کے معنوں میں حکومت سے عدم تعاون کے لیے جو اصول بیان کیا' وہ معاشرہ کے دفاع کے لیے ضرررساں تھا اور دفعہ 116 نے اسے تحفظ فراہم نہیں کیا' پس وہاں جو اصول وضع کیا گیا وہ یہ ہے کہ سول فرائض عائد کرنے والے قانون کو مذہبی آزادی میں خلل ڈالنے والا قانون نہیں کہا جا سکتا۔

48- جسٹس ہگس (Hughes) نے بھی مقدمہ بعنوان

Willis Cox Vs. New Hampshire (1941 - 312 U.S 569) میں اس اصول کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ''کوئی قانون جو عام گلیوں کو پریڈ یا جلوس کے لیے استعمال کرنے والے افراد سے تقاضا کرتا ہو کہ اس کے لیے خصوصی اجازت حاصل کریں' کسی مذہبی عبادت یا مذہب پر عمل میں کوئی خلاف دستور مداخلت تصور نہیں ہوگا' جب اس کا اطلاق ایسے گروہ پر کیا جائے جو مذہبی عقائد پر مشتمل پلے کارڈز اور نشانات اٹھائے ایک قطار میں فٹ پاتھ پر مارچ کر رہا ہو۔''

49- ہم نے مذکورہ بالا نقطۂ نظر کی حمایت میں ایسے ممالک کا حوالہ دیا جو لادین اور معتدل مزاج ہونے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدعی ہیں' مذہبی یا کٹر مذہب پرست نہیں ہیں۔ بھارت کی سپریم کورٹ نے محمد حنیف قریشی و دیگران بنام ریاست بہار (اے آئی آر 1958 ایس سی 731) نامی مقدمہ میں انہی اصولوں کا اطلاق کرتے ہوئے قرار دیا کہ بعض قوانین سے جن کے تحت بعض جانوروں کے ذبیحہ پر پابندی لگائی گئی ہے' مسلمانوں کو آرٹیکل 25 کے تحت حاصل بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی کیونکہ اس دعویٰ کی تائید میں کوئی مواد موجود نہیں کہ بقرعید کے روز مسلمانوں کے لیے گائے کی قربانی کرنا لازمی ہے یا مسلمانوں کے لیے اپنے عقیدہ و نظریہ حیات کے اظہار کے لیے ایسا کرنا اسلام کی رو سے کوئی پسندیدہ بات ہے۔

50- اسی عدالت نے مقدمہ زیر عنوان

Acharya Jagdishwaranandavadhutta etc. Vs. Commissioner of Police, Calcutta. (AIR 1984 S.C. 51) Avadhutta میں قرار دیا تھا کہ

''اگر اس بات کو درست تسلیم کرلیا جائے کہ ''تنداوا'' (Tandava) رقص کو آنند مارگ کے ہر پیروکار کے لیے مذہبی حق کے طور پر مقرر کیا گیا ہے' تب بھی اس کا یہ لازمی نتیجہ نہیں نکلتا کہ تنداوا رقص کو عام پبلک میں پیش کرنا مذہبی رسم کا حصہ ہے' پس یہ دعویٰ کہ درخواست گزار کو دستور کے آرٹیکل 25 یا 26 کے مفہوم میں عام گلیوں اور عام مقامات پر ایسا رقص کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے' قابل استرداد ہے۔''

51- امریکی عدالتوں نے اسی طرح کی صورتوں کی بابت قرار دیا کہ اس سے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کے آئینی حق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ جناب شریف الدین پیرزادہ نے اپنی تصنیف "Fundamental Rights and Consitutional Remedies in Pakistan" (Edition 1966) صفحہ 313' 314 اور 317 پر لکھا ہے۔

(i) ''مقدمہ بعنوان "Hamilton Vs. Board of Regents of University of California." (1934, 293, U.S. 245) میں طلباء نے سپریم کورٹ سے اپیل کی تھی کہ یونیورسٹی کی طرف سے لازمی فوجی تربیت کے بارے میں بنایا گیا قانون' ان کے مذہبی عقیدہ کے منافی ہے' تو عدالت نے ان کے دعویٰ کو یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا کہ ''حکومت پر عوام کی طرف سے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کے اندر رہتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوئے امن وامان قائم رکھنے اور قانون کے نفاذ کو یقینی بنانے کی غرض سے اپنے لیے معقول قوت بہم پہنچائے۔اسی طرح ہر شہری پر اس کی صلاحیت کے مطابق یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ تمام دشمنوں کے مقابلہ میں حکومت کی مدد اور اس کا دفاع کرے۔“

(ii) بنیادی حقوق کے عذر کو مقدمہ زیر عنوان Commonwealth Vs. Plaisted (1889. 148 Mass, 375) میں مساچوسٹیس کی سپریم کورٹ نے ایسے معاملہ میں مسترد کر دیا تھا جس میں گلیوں کو مذہبی اجتماعات کے لیے استعمال کرنے یا ڈرم بجانے پر قانوناً پابندی تھی‘ حالانکہ وہ بعض تنظیموں مثلاً مکتی فوج کی مذہبی رسم کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

(iii) جہاں کوئی قانون کسی شخص سے یہ تقاضا کرے کہ وہ بیمار بچہ کو طبی علاج بہم پہنچائے خواہ وہ والدین کے مذہبی عقائد سے مطابقت نہ رکھتا ہو‘ تب بھی اس پر عمل کرنا ہوگا۔

(iv) مذہبی آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سلوک میں مطلق مساوات برتی جائے‘ حقیقتاً چرچ آف انگلینڈ کی خصوصی حیثیت کا خیال رکھنا لازمی ہوگا‘‘ دیکھئے ("The United Kingdom" by G.W.Keeton and D.Leoyed, pp. 67-68)

52- مذکورہ بالا موقف سے‘ جو کہ محولہ بالا ملکوں میں عام پایا جاتا ہے‘ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مذہبی آزادی کو امن و امان یا امن عامہ اور سلامتی میں مداخلت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔یہ موقف اس اصول پر مبنی ہے کہ ریاست کسی کو اپنے حقوق سے استفادہ کرتے وقت دوسروں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی یا سلب کرنے کی اجازت نہیں دے گی‘ اور یہ کہ کسی کو اس امر کی چھٹی نہیں دی جاسکتی کہ کسی دوسرے طبقہ کے مذہب کی توہین کرے‘ نقصان پہنچائے یا بے حرمتی کرے یا ان کے مذہبی احساسات کو مشتعل کرے‘ یہاں تک کہ امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو جائے۔اس لیے جب کہیں اور جہاں کہیں ریاست یہ باور کرنے کی وجوہ رکھتی ہو کہ امن وامان خراب ہو جائے گا یا دوسروں کے مذہبی جذبات مجروح ہوں گے‘ جس سے امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے‘ تو وہ مجاز ہے کہ ایسے کم سے کم انسدادی اقدامات بروئے کار لائے جو قیام امن وامان کے لیے ضروری ہوں۔

53- مسلمانوں کا خیال ہے کہ انگریزی راج کے دوران مسلم معاشرہ میں‘ احمدیہ جماعت کی تخلیق اس کی

نظریاتی سرحدوں پر ایک سنگین اور منظم حملہ ہے' وہ اس تنظیم کو اپنی سلامتی و یک جہتی کے لیے ایک مستقل خطرہ سمجھتے ہیں کیونکہ مسلم معاشرہ کی سماجی و سیاسی تنظیم کی بنیاد اس کے مذہب پر ہے' ایسی صورتحال میں احمدیوں کی طرف سے مذکورہ بالا القابات و اصطلاحات کا ایسے طریقہ سے استعمال جسے مسلمان اپنی مقدس ہستیوں کی توہین اور بے حرمتی پر محمول کرتے ہیں' وہ امت کے اتحاد و یک جہتی اور قومی امن و سلامتی کے لیے خطرہ ہے جو امن و امان کی صورتحال کا سبب بھی بن سکتا ہے جیسا کہ ماضی میں بارہا ہو چکا ہے۔

احمدیت اقبال کی نظر میں:

54- احمدیت کے بارے میں علامہ اقبال لکھتے ہیں:۔ ''میں قادیانی تحریک کے بارے میں اس وقت شکوک وشبہات کا شکار ہو گیا' جب نئی نبوت کا دعویٰ جو بانی اسلام کی نبوت سے بھی بڑھ کر ہے' قطعی طور پر پیش کیا گیا اور مسلم دنیا کو ''کافر'' قرار دیا گیا۔ بعد ازاں میرا شک اس وقت عملی بغاوت میں بدل گیا' جب میں نے خود اپنے کانوں سے تحریک کے ایک پیروکار کو پیغمبر اسلام کا ذکر توہین آمیز لہجے میں کرتے سنا۔'' دیکھئے (Thoughts and Reflection of Iqbal (page.297-1973 Edition)

55- امر واقعہ یہ ہے کہ احمدیوں نے باطنی طور پر اپنے بارے میں حقیقی مسلمان برادری ہونے کا اعلان کر رکھا ہے' انہوں نے خود کو اصل امت مسلمہ سے' اس بناء پر الگ کر لیا ہے اور مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں کہ مسلمان' مرزا قادیانی' بانی جماعت احمدیہ' کو پیغمبر اور مسیح موعود کیوں نہیں مانتے۔ یہ عقیدہ خود مرزا صاحب کی ہدایات کے تحت اپنایا گیا ہے' جو برملا کہتا تھا کہ

(الف) ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد جن کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی ہے وہ مجھے نہیں مانتے'' (آئینہ کمالات اسلام ص 547' 548) ...... (مندرجہ روحانی خزائن' ص 547' 548 ج 5) ایک ''نبی'' نے جو زبان استعمال کی ہے اور مخاطبوں پر اس کا جو اثر ہو سکتا ہے' وہ قابل غور ہے۔

(ب) ایسی لغو اور بے ہودہ زبان کے استعمال کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں' لیکن ہم صرف

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مثال دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ از غلام احمد قادیانی'ص 10)......(مندرجہ روحانی خزائن'ص 53'ج 14)

(ج) مرزا قادیانی کے حوالہ سے اس کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے (جو کہ اس کا بیٹا بھی ہے) بحوالہ ''الفضل'' مورخہ 30 جولائی 1931ء طلباء سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کی مرکزی جماعت کے ساتھ علاقہ ورشتہ کے بارے میں انہیں اس طرح نصیحت کی کہ

''مرزا قادیانی صاحب کے زمانہ سے یہ بحث چلی آ رہی ہے کہ آیا احمدیوں کے لیے دینیات کی تعلیم کے مستقل مراکز ہونے چاہئیں یا نہیں۔ایک نقطۂ نظر اس کے خلاف تھا۔ان کی دلیل یہ تھی کہ احمدیوں اور مسلمانوں کے مابین چند اختلافات حضرت صاحب نے دور کر دیئے تھے اور انہوں نے صرف معقولات کی تعلیم دی ہے۔ جہاں تک دوسرے علوم کا تعلق ہے ان کی تعلیم دوسرے اسکولوں میں حاصل کی جا سکتی ہے' دوسرا نقطۂ نظر اس کی حمایت میں تھا۔پھر خود مرزا صاحب نے اس کی اس طرح وضاحت کی کہ یہ کہنا درست نہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ احمدیوں کا اختلاف محض حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت اور بعض دوسرے مسائل پر ہے' ان کے مطابق یہ اختلافات وجود باری تعالیٰ' رسول اکرم ﷺ کی ذات' قرآن' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کے بارے میں بھی ہیں۔پھر انہوں نے ہر ایک نکتہ کو تفصیل سے بیان کیا۔''

(د) ''اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی آئی ہے کہ

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا' اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا' اور تیرا مخالف رہے گا' وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

اشتہار معیار الاخیار' منجانب مرزا قادیانی' ص 8......(مندرجہ مجموعہ اشتہارات ص 275' ج 3)

(ہ) ''اپنے عقیدت مندوں سے خطاب کرتے ہوئے مرزا صاحب نے کہا:

''پس یاد رکھو کہ جبکہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اربعین نمبر 3 'ص 28 حاشیہ......(مندرجہ روحانی خزائن 'ص 417 'ج 17)

(و) ''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ' خدا کا مامور' خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم' از مرزا قادیانی 'ص 62)......(مندرجہ روحانی خزائن 'ص 62 'ج 11)

(ز) ''جو میرے مخالف تھے' ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح قادیان' 1909ء ص 4)......(مندرجہ روحانی خزائن 'ص 383 حاشیہ' جلد 18)

(ح) ''جو مجھے نہیں مانتا' وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔'' (حقیقت الوحی' 1906ء 'ص 163۔164)......(مندرجہ روحانی خزائن 'ص 168 'جلد 22)

(ط) کہا جاتا ہے کہ کسی نے مرزا صاحب سے جب یہ سوال کیا کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے' جو انہیں کافر نہیں سمجھتے' تو انہوں نے اپنے طویل جواب کے آخر میں کہا:

''ایسے اماموں کی طرف سے ان لوگوں کی بابت طویل اشتہار شائع ہونا چاہیے جو مجھے کافر کہتے ہیں' تب میں انہیں مسلمان سمجھوں گا تاکہ تم ان کی امامت میں نماز پڑھ سکو۔''

(بدر' 24 مئی 1908ء جیسا کہ اسے مجموعہ فتاویٰ احمدیہ' جلد اول ص 307 پر نقل کیا گیا ہے)

(ی) ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ

''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا' وہ مسلمان نہیں۔''

(دیکھئے مرزا قادیانی کا خط ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کے نام' حقیقت الوحی' صفحہ 163)......(مندرجہ روحانی خزائن 'ص 167 'جلد 22)

(ک) ''اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے۔ انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔"(دیکھئے انوار الاسلام از مرزا قادیانی' ص 30)......(مندرجہ روحانی خزائن' ص 31' جلد 9)

56- اسی طرح کی دیگر تحریریں ڈھیروں کی صورت میں موجود ہیں جو نہ صرف مرزا صاحب کے اپنے قلم سے ہیں بلکہ اس کے نام نہاد خلفاء' اور پیروکاروں نے بھی لکھی ہیں جو کسی شک وشبہ کے بغیر ثابت کرتی ہیں کہ وہ مذہبی لحاظ سے اور معاشرتی طور پر مسلمانوں سے ایک الگ اور مختلف برادری ہیں۔

ظفر اللہ خاں کا قائداعظم کے جنازہ میں شرکت سے انکار:

57- سر محمد ظفر اللہ خاں قادیانی نے پاکستان کا وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بابائے قوم قائداعظم کی نماز جنازہ میں شامل ہونے اور انہیں آخری خراج عقیدت پیش کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ اسے غیر مسلم ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ یا مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے۔

(روزنامہ زمیندار' لاہور مورخہ 8 فروری 1950ء)

58- مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والوں کو غیر احمدیوں کے ساتھ اپنی بچیوں کے نکاح کرنے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ اس کے بقول مسلمانوں کی بڑی جماعت کو زیادہ سے زیادہ نصاریٰ کی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

59- مرزا بشیر الدین محمود' مرزا قادیانی کے فرزند اور "خلیفہ ثانی" سے منسوب یہ بیان بھی قابل غور ہے:

"یہ کہ ایک سفارتکار کی معرفت میں نے انگریز افسر سے درخواست کی کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے جداگانہ حقوق کا تعین کیا جائے۔ افسر نے جواب دیا کہ وہ اقلیتیں ہیں جبکہ تم ایک مذہبی فرقہ ہو' اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی مذہبی برادریاں ہیں' اگر انہیں جداگانہ حقوق دیئے جا سکتے ہیں تو ہمیں کیوں نہیں۔"

(روزنامہ "الفضل" قادیان' 13 نومبر 1946ء)

اسلام اور احمدیت میں بعد:

60- پس یہ ظاہر ہے کہ خود احمدیوں کے نزدیک دونوں فرقے یعنی احمدی اور بڑی جماعت بیک وقت مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک فرقہ مسلمان ہے تو دوسرا یقیناً اسلام سے خارج ہے۔ مزید برآں احمدیوں نے ہمیشہ یہ چاہا کہ انہیں جداگانہ وجود سمجھا جائے اور وہ دوسروں سے علیحدہ اور مختلف حیثیت رکھنے کا دعویٰ کرتے آئے ہیں۔ مسلمانوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی جماعت نے کبھی احمدیوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا پسند نہیں کیا۔ جیسا کہ پہلے نقل کیا گیا' احمدی علیحدہ اور جداگانہ حقوق کے ساتھ اقلیت شمار ہونے کو بھی تیار تھے۔ ایک مذہبی برادری کے طور پر وہ یا تو مسلمانوں کے مخالف ہیں اور ہمیشہ کوشاں رہے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں۔ یا حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پوری امت مسلمہ کو کافر قرار دیا تاہم ایک اقلیت ہونے کی بناء پر وہ اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی بڑی جماعت نے جو مرزائیوں کے مذہب کے خلاف' اس کے آغاز ہی سے مہم چلا رہی تھی' ستمبر 1974ء میں ایک فیصلہ کیا اور انہیں آئین کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ یہ کوئی اچانک اور نیا غیر مطلوب فیصلہ نہیں تھا بلکہ ان کی خواہش کے مطابق اقدام تھا۔ صرف سمتیں بدل گئی تھیں' اس لیے' احمدی' قانون اور دستور کی رو سے غیر مسلم ہیں اور ان کی پسند کے مطابق مسلمانوں کے برعکس اقلیت ہیں۔ لہذا انہیں ایسے القابات و اصطلاحات اور شعائر اسلامی کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں جو مسلمانوں کے لیے مخصوص ہیں اور انہیں بجا طور پر ان کے استعمال سے روکا گیا ہے۔

61- جیسا کہ اوپر دکھایا گیا' پاکستان کے دستور میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے' بلاشبہ وہ ایک غیر اہم اقلیت ہیں اور مسلمانوں نے ان کے عقائد کی بناء پر انہیں ملحد سمجھتے ہوئے غیر مسلم قرار دیا ہے۔ جو کچھ اوپر کہا گیا' اس سے قطع نظر' عدالتوں نے اکثریت سے اختلاف کرنے والوں کو نکال باہر کرنے کا اختیار مذہب یا مذہبی فرقہ کی اکثریت کے حق میں تسلیم کیا ہے اور بھارت کی سپریم کورٹ نے ایسی کارروائی کو روکنے والے قانون کو دستور کے منافی قرار دیا تھا۔ اس سلسلے میں سردار سیدنا طاہر سیف الدین بنام ریاست بمبئی وغیرہ (اے آئی آر 1962 ایس سی 853) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس کے پیرا نمبر 40 میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا ''یہ چیز صاف نظر آ رہی ہے کہ جہاں کسی کو دین سے خارج کرنے کی بنیاد مذہبی وجوہات پر ہو' وہاں کٹر مذہبی عقیدہ یا نظریہ میں ایسی لغزش مذہبی قانون کے تحت (جو مذہبی قانون کے تحت الحاد' عقیدہ سے انحراف یا فرقہ بندی کی طرح ہو) یا کسی معمول کو ترک کرنا جیسے داؤدی بوہرہ فرقے والے اپنے مذہب کا لازمی جزو سمجھتے ہوں' کسی کو مذہب سے خارج کرنے کی بابت اس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مذہب کی قوت کو برقرار رکھنے کے لیے مذہب کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ اس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مذہبی وجوہات پر کسی کو مذہب سے خارج کرنے کے اختیار کا استعمال مذہبی معاملہ میں سربراہ کے ذریعے اس کمیونٹی کی انتظامیہ کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ متنازعہ ایکٹ کے ذریعے یہ کارروائی کی گئی ہے اور برادری کے سربراہ کی حیثیت سے ''داعی'' کا یہ اختیار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھین لیا ہے کہ وہ مذہبی اسباب کی بناء پر بھی کسی کو اپنے مذہب سے خارج نہیں کر سکتا۔ پس یہ واضح طور پر داؤدی بوہرہ برادری کے اس حق میں مداخلت کرتا ہے جو اسے دستور کے آرٹیکل 26 کی شق (ب) کے تحت حاصل ہے۔"

پیرا 41: یہ کہ کسی برادری سے اس کے کسی رکن کا اخراج بلاشبہ اس کے بہت سے شہری حقوق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس مخصوص مذہبی گروہ کے قبضہ میں بہت سی جائیداد و املاک ہیں اور انہیں خارج کرنے کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ برادری سے خارج کیا گیا شخص، ایسی جائیداد کے حقوقِ ملکیت سے محروم ہو جائے گا۔ شاید ایسا سوچنا کسی کو اچھا نہ لگے کہ کمیونٹی کے سربراہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس طریقہ سے کسی رکن کے شہری حقوق چھین لے۔ تاہم آرٹیکل 26 (ب) کے تحت دیا گیا حق، شہری حقوق کی حفاظت کے تابع نہیں ہے، آرٹیکل 26 میں لگائی گئی صریح پابندی یہ ہے کہ یہ حق آرٹیکل کی متعدد شقوں کی رُو سے قانونِ عامہ اخلاق اور صحت کے تابع رہتے ہوئے قائم رہے گا۔ عدالت ھذا نے 1958 S.C. M. R. 895 (اے آئی آر 1958 ایس سی 255) میں قرار دیا تھا کہ آرٹیکل 26 (ب) کے تحت دیا گیا حق آرٹیکل 25 کی شق 2 کے بھی تابع ہے۔

62- حتیٰ کہ پریوی کونسل نے بھی حسین علی و دیگران بنام منصور علی و دیگران (اے آئی آر 1948 پی سی 66) میں کسی مذہب کے بڑے حصہ کا ایسا ہی اختیار تسلیم کیا ہے، مذکورہ بالا فیصلہ کے پیرا نمبر 53 میں ججوں نے جو رائے ظاہر کی ہے، اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ ''اگلا سوال یہ ہے کہ آیا داعی مطلق کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو مرتد قرار دے کر اپنے فرقہ میں سے خارج کر دے۔ بلاشبہ محمدؐ اور اماموں نے ایسا کیا تھا۔ ایسے اختیار کے استعمال کی وجوہات اور اس کے اثرات پر بعد میں غور کیا جائے گا۔ سر دست اتنا کہنا ضروری ہے کہ اس برادری میں وقتاً فوقتاً داعی کی طرف سے اس اختیار کے استعمال کی مثالیں موجود ہیں۔"

63- جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، احمدیوں نے بھی اپنی مرضی سے ہمیشہ یہ چاہا کہ مذہبی اور معاشرتی لحاظ سے ان کی جداگانہ حیثیت ہو، عام حالات میں، انہیں اپنے مقصد کے حاصل ہونے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا، خصوصاً جب خود آئین نے ان کے لیے اس کی ضمانت دی، ان کی مایوسی و برہمی کا سبب یہ ہے کہ وہ باقی ماندہ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کرنا اور اسلام کا دُم چھلا اپنے ساتھ لگائے رکھنا چاہتے تھے۔ پس انہیں شکوہ ہے کہ انہیں ملت اسلامیہ سے غیر منصفانہ طور پر خارج کیا گیا اور غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ ان کی برہمی اور آزردگی کی وجہ یہ لگتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اب وہ اسلام سے بے خبر اور غیر مسلموں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی سکیم پر کامیابی سے عمل نہیں کر سکتے۔ شاید یہی وجہ ہو کہ وہ اسلامی القابات واصطلاحات کو غصب کرنا چاہتے ہیں' کلمہ کا اظہار کر کے اور اذان دے کر خود کو مسلمان ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کے پردہ میں قادیانیت کی تبلیغ واشاعت' کرنے کے خواہش مند ہیں' ایسا لگتا ہے کہ غیر مسلم کا لیبل ان کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ بن گیا ہے۔

64- احمدیوں کی اس خواہش نے' کہ مسلمانوں کی جملہ قابل احترام شعائر پر کسی نہ کسی طرح قبضہ کرلیا جائے' اس لیے جنم لیا' کہ وہ اپنے مذہب کو مشکوک انداز اور پیغام کی صورت میں اسلام کے طور پر پھیلانا چاہتے تھے' اس مقصد کے لیے ان کی طرف سے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کی مخالفت ومزاحمت بالکل قابل فہم بات ہے' بہر حال آئین بھی ان کے راستہ میں حائل ہے کیونکہ آرڈیننس تو محض دستور کے منشاء اور مقصد کو پورا کرتا ہے۔ اندریں حالات کسی قادیانی کے بارے میں پہلے اس کے عقیدہ کی ملامت کیے بغیر' یہ دعویٰ کرنا' اسے غور وخوض کے لیے پیش کرنا' ظاہر کرنا یا قرار دینا کہ وہ مسلمان ہے نہ صرف آرڈیننس کی صریح خلاف ورزی ہے بلکہ دستور کے بھی منافی ہے اس طرح کے واقعات ماضی میں رونما ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ہو سکتے ہیں اور وہ ماضی کی طرح امن وامان کی سنگین صورتحال پیدا کرنے کا موجب بن سکتے ہیں۔

65- یہ دلیل کہ متنازعہ آرڈیننس مبہم اور غیر منصفانہ حد تک سخت ہے' خود اپیل کنندگان نے اس کی تائید نہیں کی۔ یہاں برمحل حوالہ کے لیے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298۔سی کو ایک بار پھر نقل کرنا یقیناً کارآمد ہوگا جو کہ اس طرح ہے:

''298۔سی' قادیانی جماعت کے افراد کا خود کو مسلمان کہنا یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ واشاعت کرنا:

قادیانی یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر خود کو مسلمان ظاہر کرے' یا اپنے عقیدہ کا بطور اسلام حوالہ دے یا موسوم کرے یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ و اشاعت کرے یا دوسرے لوگوں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دے۔ تحریری یا زبانی الفاظ' ظاہری حرکات یا کسی اور طریقہ سے' خواہ وہ کوئی بھی ہو' مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین برس تک ہو سکتی ہیں' نیز وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

66- اعتراض بطور خاص اس جملے پر کیا گیا ہے ''خود کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کرے۔'' بلیک کی قانونی لغت Black's Law Dictionary کے مطابق لفظ "Vague" کے معنی ہیں: غیر واضح، غیر یقینی، سمجھ میں نہ آنے والا، مبہم'' اس اصول کے مطابق کوئی قانون جو کسی شخص کو واضح طور سے یہ نہیں بتاتا کہ کس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور کس بات سے منع کیا گیا ہے، وہ دستور کے خلاف، اور ''مناسب طریق عمل'' کے منافی ہے۔ اپیل کنندگان نے بھارتی عدالتوں کے صادر کردہ نیز غلام ضمیر بنام اے۔ بی خوندکر (پی ایل ڈی 1965 ایس سی 156) میں عدالت ھذا کے جس فیصلہ کا حوالہ دیا ہے، وہ اس معاملہ میں متعلقہ نہیں ہیں، دلیل دی گئی کہ جملہ ''جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر خود کو مسلمان ظاہر کرے، موسوم کرے یا اپنے عقیدہ کا بطور اسلام حوالہ دے'' بہت ہی وسیع اور پھیلا ہوا ہے۔ انتہائی غیر واضح اور سیماب وش ہے، بہت ہی غیر معین اور غیر یقینی ہے، جسے ہر کوئی سمجھ نہیں سکتا اور پہلے سے یہ پیش بینی نہیں کر سکتا کہ مقننہ نے کونسے کاموں سے منع کیا ہے، اس لیے اسے قانون نہیں کہا جا سکتا، پس اسے منسوخ کیا جائے۔

67- اس عملی مقولہ کے بارے میں کوئی اختلافِ رائے نہیں ہے کہ اگر کوئی قانون مقننہ کے لیے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جائے یا کوئی قانون کسی بنیادی حق میں مداخلت کرے، یا کوئی قانون خصوصاً فوجداری قانون، مبہم، غیر یقینی یا بہت وسیع ہو، تو اسے اعتراض کی حد تک باطل قرار دے کر منسوخ کر دینا چاہیے۔ بہر حال اپیل کنندگان نے یہ ظاہر یا واضح نہیں کیا کہ ابہام کہاں ہے۔ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے یہ ظاہر کرنا، ان پر لازم تھا کہ جرم کے اجزائے ترکیبی، جیسا کہ وہ قانون میں درج ہیں، اس قدر غیر واضح ہیں کہ معصومانہ اور مجرمانہ طرزِ عمل کے مابین کوئی خط امتیاز نہیں کھینچا جا سکتا یا اس قانون کی من مانی اور امتیازی تنفید کے نمایاں خطرات موجود ہیں، یا یہ کہ وہ حقیقت میں اتنا مبہم ہے کہ عام آدمی اس کے مفہوم کے بارے میں تو قیاس آرائی کر سکتا ہے، اس کے اطلاق کی بابت اختلافِ رائے ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

68- ڈکشنری کے مطابق ''Pose'' کے معنی ہیں ''دعویٰ کرنا'' یا کوئی تجویز غور و خوض کے لیے پیش کرنا، موجودہ معاملہ میں قانون کے مخاطب قادیانی یا لاہوری گروپ کے ارکان ہیں۔ وہ عقائد کے حوالہ سے امت مسلمہ کے بڑے حصہ کے ساتھ سنگین اختلافات و تنازعات کا طویل پس منظر رکھتے ہیں۔ ان متنازعہ عقائد پر ہم آگے چل کر بحث

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔ مجیب الرحمٰن بنام وفاقی حکومت پاکستان ودیگران (پی ایل ڈی 1985 ایف ایس سی 8) نامی مقدمہ اور قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی سے متعلق لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ میں کسی قدر تفصیل سے بحث ہو چکی ہے۔ احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب خود نبی تھے اور جو ان کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے وہ کافر ہیں۔ احمدی' مرزا صاحب کے متعلقین کے لیے مذکورہ بالا اسماء والقابات وغیرہ' استعمال کا حق محض اس تعلق کی بناء پر جتاتے ہیں اور اسے اسی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ پس یہ شہادتوں کے ذریعے ثابت کیا جانے والا سوال ہے کہ ملزمان نے فی الواقع ایسے القابات واصطلاحات کا استعمال کیا یا اس کا رویہ اور طرز عمل اس کے مترادف تھا' جو کچھ قانون کا منشاء ہے' اپیل کنندگان بلاشبہ احمدی ہیں اور از روئے آئین غیر مسلم ہیں۔ پس ان کی طرف سے شعائر اسلامی کا استعمال یا تو خود کو مسلمان ظاہر کرنے یا دوسروں کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے یا توہین وتضحیک کرنے کے برابر...... بہر صورت اس حقیقت کو واضح طور پر ثابت کیا جاسکتا ہے کہ وہ خود کو اسی طرح پیش کررہے تھے۔ پس انہوں نے اس مسئلہ کو نہیں لیا' محض ایسے تنازعہ کو اٹھا رہے ہیں جو ٹھوس بنیاد نہیں رکھتا۔ یہ بات بلا شک وشبہ کہی جاسکتی ہے کہ قانون میں سرے سے کوئی ابہام نہیں ہے۔

69- مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان جو کہ بڑی حد تک تعزیراتِ ہند سے ملتا جلتا ہے' کی دفعات 171, 140, 170, 171 ڈی' 205, 229 اور 416 میں جرم تلبیسِ شخصی (Personation) کا ذکر ہے۔ یہ جرم کسی قدر زیر بحث جرم کے مماثل ہوتا ہے' اور اس کی عبارت پر اس مقدمہ میں اٹھائے گئے اعتراض کو پرکھنے کے لیے غور کیا جاسکتا ہے' دفعہ 140 میں کہا گیا ہے

''جو کوئی حکومت پاکستان کی بری' بحری یا فضائی فوج میں سپاہی' ملاح یا ہوا باز نہ ہو' ایسا لباس پہنے یا ایسا نشان لگائے پھرے جسے کوئی سپاہی' ملاح یا ہوا باز پہنتا ہو یا لگاتا ہو تو اسے ...... سزا دی جائے گی' اسی طرح دفعہ 171 میں ایسا لباس پہننے یا نشان لیے پھرنے کو جرم قرار دیا گیا جسے سرکاری ملازمین کا کوئی طبقہ پہنتا یا لگاتا ہو' دفعہ 171 (ڈی) کے تحت رائے دہی کے لیے پرچی مانگنے یا کسی دوسرے زندہ یا مردہ شخص کے نام پر ووٹ ڈالنے کو بھی جرم ٹھہرایا گیا ہے۔ ایسی صورت میں محض اس طرز عمل کو شہادت مانا جائے گا۔ دفعہ 205 یکسر مختلف معاملہ سے بحث کرتی ہے' اس میں کہا گیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو کوئی جھوٹ موٹ کسی اور شخص کا رُوپ دھار کر اس اختیار کردہ کردار میں کوئی اقبال کرے یا بیان دے اسے کوئی ایک سزا دی جائے گی۔ دفعہ 229 میں جیوری کے کسی رکن یا اسیسر کی تلبیسِ شخصی کرنے کو جرم بتایا گیا ہے سب سے آخر میں دفعہ 416 آتی ہے' جس کا تعلق تلبیسِ شخصی کے ذریعے دغا دینے سے ہے' اس میں کسی اور شخص کا رُوپ دھار کر یا اپنے آپ کو کسی دوسرے کا قائم مقام یا اس جیسا ظاہر کر کے دھوکہ دینا شامل ہے۔

70- تعزیراتِ ہند کے نفاذ 1860ء سے لے کر اب تک کسی نے مذکورہ بالا دفعات میں سے کسی کے خلاف اس طرح کا اعتراض نہیں کیا' جیسا کہ اپیل کنندگان نے کیا ہے' اگرچہ یہ دفعات اسی طرح کے موضوع سے معاملہ کرتی ہیں' تاہم ایسی درستی کا دعویٰ نہیں کر سکتیں جیسا کہ اپیل کنندگان مطالبہ کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی عدالت نے بھی کبھی کسی ابہام یا نقص کی نشان دہی نہیں کی جس سے ان کے انتظام میں کوئی خلل پڑتا ہو' پس مذکورہ بالا جملہ میں ایسی کوئی خامی نہیں ہے۔

71- اس کے برعکس متنازعہ آرڈیننس میں وہ اصل القاب' خطابات اور اصطلاحیں دی گئی ہیں' جن کا تحفظ کرنا مقصود ہے نیز اس سلسلے میں عائد کردہ پابندیاں بیان کی گئی ہیں۔ آرڈیننس میں یہ صراحت بھی کر دی گئی ہے کہ انہیں صرف ایسے افراد یا مواقع کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے' جن کے لیے وہ مقرر و مخصوص ہیں' کسی اور کے لیے نہیں۔ احمدی ان شعائر کی بے حرمتی کرتے رہے ہیں اور اپنے قائدین و معمولات پر ان کا اطلاق کرتے رہتے ہیں تا کہ لوگوں کو یہ دھوکا دے سکیں کہ وہ بھی اسی مقام و مرتبہ اور صلاحیت کے حامل ہیں۔ احمدیوں کے اس عمل نے نہ صرف معصوم' سادہ اور بے خبر لوگوں کو گمراہ کیا بلکہ پوری مدت کے دوران امن و امان کا مسئلہ پیدا کرتے رہے۔ اس لیے قانون سازی ضروری تھی جو کسی بھی لحاظ سے احمدیوں کی مذہبی آزادی میں دخل نہیں دیتی۔ یہ قانون محض انہیں ایسے القابات و خطابات استعمال کرنے سے روکتا ہے جن پر ان کا کسی قسم کا حق نہیں' از روئے قانون ان پر نئے القابات و اصطلاحات وضع کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

72- ہم اس اعتراض کو بعض غیر ملکی فیصلوں کی روشنی میں بھی پرکھ سکتے ہیں۔ امریکی سپریم کورٹ نے مقدمہ زیرِ عنوان (Lanzetta vs. New Jersey 306. U.S. 451, 1939) میں قرار دیا تھا کہ ابہام ایک آئینی خرابی ہے جو تصوراتی طور پر ضرورت سے زیادہ طویل اور مختلف ہے۔ یہ کہ ضرورت سے زیادہ وسیع قانون میں نہ تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کی کمی ہوتی ہے نہ ہی درستی کی اور مبہم قانون کو اس سرگرمی تک پہنچنے کی ضرورت نہیں' جسے پہلی ترمیم کے ذریعے تحفظ فراہم کیا گیا ہے' صحیح راہ عمل کے لحاظ سے اگر کوئی قانون اس قدر مبہم اور غیر واضح ہو کہ:

''عام سمجھ بوجھ کے حامل افراد اس کے مفہوم و معانی کے بارے میں تو قیاس آرائی کر سکیں' لیکن اس کے اطلاق کی بابت متفق نہ ہوں تو وہ قانون باطل اور بے اثر ہے' دیکھئے

(Connally vs. General Construction Co. (1926) 269, U.S 385 - 391)

73- ایسا ابہام اس وقت واقع ہوتا ہے جب کوئی مقننہ قانون سے تحفظ کے اخراج کو ایسے غیر واضح الفاظ میں بیان کرتی ہے کہ گناہ سے پاک اور گناہ آلود طرز عمل کے مابین خط امتیاز کھینچنا قیاس و اندازہ کا کام بن جاتا ہے اور یہ کہ قانون نافذ کرنے والے حکام کی صوابدید کو اس سے وابستہ من مانے اور امتیازی نفاذ کے خطرات کو صریح قانونی معیار کے ذریعے محدود کیا جائے' اس دلیل کو مذکورہ بالا مقدمہ سے کوئی مدد نہیں ملتی کیونکہ اس قانون کے مندرجات آئین اور شعائر اسلام کی روشنی میں بالکل واضح اور صاف لگتے ہیں۔ یہ قانون کسی بھی قانونی مفہوم میں مبہم نہیں ہے' اس چیز پر پہلے تفصیلی بحث ہو چکی ہے کہ امن و امان کو تحفظ فراہم کرنے والے قانون کو دنیا کے کسی ملک میں ظالمانہ نہیں سمجھا گیا۔ مزید برآں دنیا کا کوئی قانونی نظام کسی کمیونٹی کو خواہ وہ کسی قدر بولنے والی' منظم' خوشحال یا اثر و رسوخ کی مالک کیوں نہ ہو' دوسروں کو ان کے مذہب یا حقوق کے بارے میں دغا دینے' ان کے ورثہ کو ہتھیانے اور قصداً و عمداً ایسے کام کرنے یا تدابیر اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جن سے امن و امان کی صورتحال پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

74- اپیل کنندگان کی دوسری گزارش کہ آرٹیکل 20 میں استعمال کردہ ترکیب "Subject to Law" میں لفظ "Law" سے مثبت قانون مراد ہے' اسلامی قانون نہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل مقدمات پر انحصار کیا گیا ہے جن کی سماعت عدالت ھذا نے کی تھی۔

1- عاصمہ جیلانی کیس۔ پی ایل ڈی 1972 ایس سی۔ 139

2- بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ایف بی علی بنام سرکار پی ایل ڈی 1975 ایس سی 506

3- وفاق پاکستان بنام یونائیٹڈ شوگر ملز لمیٹڈ کراچی' پی ایل ڈی 1977 ایس سی 397

4- فوجی فاؤنڈیشن بنام شمیم الرحمٰن' پی ایل ڈی 1983 ایس سی 457

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال ہمیں اس اعتراض نے قطعاً متاثر نہیں کیا۔

75- اصطلاح "Positive Law" سے بلیک کی قانونی لغت کے مطابق وہ قانون مراد ہے جو اصلاً نافذ کیا گیا ہو یا کسی مجاز حاکم نے منظم قانونی معاشرہ کی حکومت کے لیے اختیار کیا ہو۔ پس یہ اصطلاح نہ صرف وضع کردہ قانون پر حاوی ہے بلکہ اختیار کردہ قانون پر بھی' یہ بات قابل غور ہے کہ اوپر جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے' ان کے فیصلے آرٹیکل 2-الف کے آئین کا جزو بننے سے پہلے صادر کیے گئے تھے۔ آرٹیکل 2-الف کی عبارت اس طرح ہے:

"2-الف: قراردادِ مقاصد مستقل احکام کا حصہ ہو گی۔

ضمیمہ میں نقل کردہ قراردادِ مقاصد میں بیان کیے گئے اصول اور احکام کو بذریعہ ہذا دستور کا مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے اور وہ بجنسہٖ موثر ہوں گے۔"

76- پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار یہ ہوا کہ قراردادِ مقاصد کو جو اس سے پہلے ابتدائیہ کے طور پر ہر دستور کا جزو رہی تھی' 1985ء میں آئین کا موثر حصہ قرار دے کر' اس میں شامل کر لی گئی۔ یہ کسی قانون کے متن کو بذریعہ حوالہ اپنانے کا عمل تھا' جس سے وکلاء بے خبر نہیں۔ ایسا عموماً اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی نئے قانونی نظام کی تنفیذ عمل میں آتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں ہر مارشل لاء کے نفاذ یا دستوری نظام کی بحالی کے موقع پر ایسا کیا گیا۔ مقننہ نے انگریزی راج کے دوران بھی بعض اسلامی اور دیگر مذہبی رسم و رواج پر مبنی قوانین کو اسی طریقے سے اپنا لیا تھا اور انہیں مثبت قوانین سمجھا گیا تھا۔

77- یہی وہ مرحلہ تھا جب عوام کے منتخب نمائندوں نے پہلی بار اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ کو دستور کے مستقل و موثر حصہ اور ان کے لیے واجب التعمیل کے طور پر قبول کر لیا اور یہ عہد کیا کہ وہ محض تفویض کردہ اختیارات کو اللہ کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے استعمال کریں گے' اعلیٰ عدالتوں کے عدالتی نظرثانی کے اختیار میں بھی توسیع کر دی گئی۔

78- سپریم کورٹ نے مذکورہ بالا تبدیلی کا موثر ہونا تسلیم اور قبول کر لیا ہے' جسٹس نسیم حسن شاہ (موجودہ چیف جسٹس) نے پاکستان بنام عوام الناس (پی ایل ڈی 1987 ایس سی 304 کے صفحہ 356 پر) عوامی نمائندوں کے بدلے ہوئے اختیار پر بحث کرتے ہوئے حسب ذیل رائے کا اظہار کیا تھا۔

"چنانچہ جب تک قطعی طور پر یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ مقننہ میں بیٹھنے والی مسلمانوں کی جماعت نے کوئی ایسا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون نافذ کیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یا سنت نبویؐ یا کسی اصول کی رو سے' جو ان کے لازمی مفہوم سے ماخوذ ہو' ممانعت کی گئی ہو' تو کوئی عدالت ایسے قانون کو غیر اسلامی قرار نہیں دے سکتی۔''

79- جسٹس شفیع الرحمٰن نے اس مقدمہ میں اپنا فیصلہ قلمبند کرتے ہوئے آرٹیکل 2-اے (قراردادِ مقاصد) کی روشنی میں صفحہ 362-361 پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا تھا: ''تفویض کردہ اختیار کو مقدس امانت کے طور پر قبول کرنے کے تصور کو' جو کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 58 میں بیان ہوا ہے' غیر متبدل انداز میں اور تضاد کے بغیر وسیع مفہوم دے دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ تمام اختیار و اقتدار تفویض کردہ ہے اور اس غرض کے لیے ایک مقدس امانت کی حیثیت رکھتا ہے' اس کے استعمال کی حدود لازماً متعین و مقرر ہونی چاہئیں۔ قرآن حکیم میں بھی اور مغربی و مشرقی دونوں اصولِ فقہ میں تفویض کردہ اختیار سے حسب ذیل خصوصیات وابستہ کی گئی ہیں۔

(i) اسی طرح عطا کردہ اور ریاست کے مختلف حکام بشمول سربراہ حکومت کی طرف سے بطور امانت قبول کیے گئے اختیار کو ایسے استعمال کرنا چاہیے کہ اس سے امانت کے اغراض و مقاصد کی حفاظت ہو سکے' اسے تباہی سے بچایا جا سکے' پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے اور فروغ دیا جا سکے۔

(ii) ایسا اختیار رکھنے والے کو ایک امین کی طرح ہر سطح پر اور ہر وقت محاسبہ کے لیے تیار رہنا چاہیے' جیسے نظام مراتب میں بالآخر وہ اختیار عطا کرنے والے کو لوٹ جاتا ہے اور دوسری طرف امانت سے استفادہ کرنے والے دونوں تک اس کا فائدہ پہنچتا ہے۔

(iii) اپنا فرض ادا کرنے اور اس عطا کردہ اختیار کو استعمال کرنے میں نہ صرف حقیقی تعمیل ہونی چاہیے بلکہ ضابطہ جاتی دیانتداری بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے۔

80- معاملہ کے اسی پہلو کو سپریم کورٹ نے وفاقِ پاکستان بنام حکومت صوبہ سرحد (پی ایل ڈی 1990 ایس سی 1172) نامی مقدمہ میں صفحہ 1175 پر اس طرح کھول کر بیان کیا ہے:

''قرار دیا جاتا ہے اور ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر مطلوبہ قانون 12 ربیع الاول 1411ھ تک وضع یا نافذ نہیں کیا جاتا تو مذکورہ بالا حکم 12 ربیع الاول کو غیر موثر ہو جائے گا۔ خلاء کی اس حالت کے مقابلہ میں اس موضوع پر وضع کردہ قانون' عام اسلامی قانون' قتل و جرح کے جرائم سے تعلق رکھنے والے اسلامی احکام جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں درج

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ وہ اس موضوع پر متعلقہ قانون ہیں' پھر مجموعہ تعزیرات پاکستان اور مجموعہ ضابطہ فوجداری کا ضروری تبدیلیوں کے ساتھ صرف اس طرح اطلاق کیا جائے گا' جیسا کہ پہلے کیا گیا ہے۔''

81- پس یہ بات واضح ہے کہ دستور نے اسلامی احکام کو جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں ہیں' منضبط حقیقی اور موثر قانون کے طور پر اپنا لیا ہے' معاملہ کی اس صورت میں اسلامی احکام ہی جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں درج ہیں' اب حقیقی قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔ آرٹیکل 2-اے' نے اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ کو موثر اور واجب التعمیل بنا دیا ہے' ۔ اسی آرٹیکل کی بدولت قراردادِ مقاصد میں درج قانونی احکام اور قانون کے اصول موثر اور آئین کا مستقل حصہ بن گئے ہیں ۔ اس لیے انسان کا بنایا ہوا ہر قانون احکام اسلام کے جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں مذکور ہیں' مطابق ہونا چاہیے اور آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق بھی اسلامی نظریات وتعلیمات کے منافی نہیں ہونے چاہئیں۔

82- یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ دستور کے آرٹیکل 19 میں استعمال کردہ ترکیب ''اسلام کی عظمت'' سے آرٹیکل 20 کی رُو سے دیئے گئے بنیادی حقوق کے بارے میں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ آرٹیکل 19 جس میں تقریر اور اظہارِ خیال اور پریس کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے' انہیں معقول پابندیوں کے تابع بناتا ہے جو عظمت اسلام' تہذیب و شائستگی یا اخلاق کے مفاد میں از روئے قانون عائد کی گئی ہیں۔ وہاں جو پابندیاں لگائی گئی ہیں' انہیں کسی دوسرے بنیادی حق پر لاگو نہیں کیا جا سکتا اس لیے کسی بنیادی حق میں شامل کوئی چیز جس سے احکام اسلام کی خلاف ورزی ہوتی ہو' لازماً اس کے منافی ہونی چاہیے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلامی احکام' جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں منضبط ہیں' اقلیتوں کے حقوق کی بھی ایسے تسلی بخش طریقہ سے ضمانت دیتے ہیں کہ کوئی نظام قانون اس کے برابر کوئی چیز پیش نہیں کرتا۔ مزید یہ کہ کوئی قانون ان میں زبردستی مداخلت نہیں کر سکتا۔

83- یہ کہنا درست نہیں کہ آرڈیننس میں اذان کا ذکر نہیں' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 (ب) کی ذیلی دفعہ (2) کلیتًا اس کے لیے وقف کی گئی ہے' آرڈیننس کی روشنی میں احمدیوں کی طرف سے کلمہ کے استعمال کے متعلق دفعہ 298 (ج) سے رجوع کیا جا سکتا ہے' کلمہ ایک اقرار نامہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے' یہ عربی زبان میں ہے اور مسلمانوں کے لیے خاص ہے' جو اسے نہ صرف اپنے عقیدہ کے اظہار کے لیے پڑھتے ہیں بلکہ روحانی ترقی کے لیے بھی اکثر اس کا ورد کرتے ہیں۔ کلمۂ طیبہ کے معنی ہیں۔ ''خدا کے سوا کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے لائق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔'' اس کے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی (نعوذباللہ) حضرت محمدؐ کا بروز ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' (اشاعت سوم' ربوہ صفحہ 4) میں لکھا ہے:

- ''سورۃ الفتح کی آیت نمبر 29 کے نزول میں محمدؐ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے...... اللہ نے اس کا نام محمد رکھا''۔

(مندرجہ روحانی خزائن' ص 207' جلد 18)

- روزنامہ ''بدر'' (قادیان) کی اشاعت 25 اکتوبر 1906ء میں قاضی ظہور الدین اکمل سابق ایڈیٹر "Review of Religions" کی ایک نظم شائع ہوئی تھی' جس کے ایک بند کا مفہوم اس طرح ہے ''محمد پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ ہم میں دوبارہ آ گئے ہیں' جو کوئی محمد کو ان کی مکمل شان کے ساتھ دیکھنے کا متمنی ہو' اسے چاہیے کہ وہ قادیان جائے۔''

''محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کے ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں''

یہ نظم مرزا صاحب کو سنائی گئی تو اس نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔

(روزنامہ الفضل قادیان' 22 اگست 1944ء)

- علاوہ ازیں ''اربعین'' (جلد 4' صفحہ 17) میں اس نے دعویٰ کیا ہے۔
- ''سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں' اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔'' (مندرجہ روحانی خزائن' ص 445-446' جلد 17)
- خطبہ الہامیہ (صفحہ 171) (مندرجہ روحانی خزائن' ص 259' جلد 16) میں' اس نے اعلان کیا:

''جو کوئی میرے اور محمدؐ کے مابین تفریق کرتا ہے' اس نے نہ تو مجھے دیکھا ہے نہ جانا ہے۔''

مرزا قادیانی نے مزید دعویٰ کیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

□ ''میں اسم محمد کی تکمیل ہوں یعنی میں محمد کا ظل ہوں۔''

(دیکھئے حاشیہ حقیقت الوحی' ص 72)......(مندرجہ روحانی خزائن' جلد 22)

□ ''سورۃ الجمعہ (62) کی آیت نمبر 3 کے پیش نظر جس میں کہا گیا ہے۔(وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول' خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں' اس کی آیات سناتا ہے' ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے) میں ہی آخری نبی اور اس کا بروز ہوں اور خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے محمد کی تجسیم بنایا۔''

(دیکھئے ایک غلطی کا ازالہ شائع شدہ از ربوہ' ص 11-10)......(مندرجہ روحانی خزائن' ص 212' جلد 18)

□ ''میں وہ آئینہ ہوں جس میں سے محمد کی ذات اور نبوت کا عکس جھلکتا ہے۔''(نزول المسیح' ص 48' شائع شدہ قادیان اشاعت' 1909ء)......(دیکھئے ایک غلطی کا ازالہ' ص 8' مندرجہ روحانی خزائن' ص 212' جلد 18)

84- اوپر جو کچھ کہا گیا اس کی روشنی میں مسلمانوں میں اس بات پر عمومی اتفاقِ رائے پایا جاتا ہے کہ جب کوئی احمدی کلمہ پڑھتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے تو وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مرزا قادیانی ایسا نبی ہے' جس کی اطاعت واجب ہے اور جو ایسا نہیں کرتا' وہ بے دین ہے' بصورتِ دیگر وہ خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔آخری بات یہ ہے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی تضحیک کرتے ہیں یا اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کی تعلیمات' صورتحال کی راہنمائی نہیں کرتیں۔اس لیے جیسی بھی صورتحال ہو' ارتکابِ جرم کو ایک نہ ایک طریقہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

85- مرزا قادیانی نے نہ صرف یہ کہ اپنی تحریروں میں رسول اکرمؐ کی عظمت وشان کو گھٹانے کی کوشش کی بلکہ بعض مواقع پر ان کا مذاق بھی اڑایا۔حاشیہ تحفہ گولڑویہ (صفحہ 165)(مندرجہ روحانی خزائن' ص 263' جلد 17) میں مرزا صاحب نے لکھا کہ:

□ ''پیغمبر اسلام اشاعت دین کو مکمل نہیں کر سکے' میں نے اس کی تکمیل کی۔''

ایک اور کتاب میں کہتا ہے:

□ ''رسول اکرمؐ بعض نازل شدہ پیغامات کو نہیں سمجھ سکے اور ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دیکھئے ازالہ الاوہام' لاہوری طبع' ص 346)......(مندرجہ روحانی خزائن' ص 472-473' جلد 3)

اس نے مزید دعویٰ کیا:

- ''رسولِ اکرمؐ تین ہزار معجزے رکھتے تھے۔''

(تحفہ گولڑویہ' ص 67' مندرجہ روحانی خزائن' ص 153' جلد 17)

- ''جبکہ میرے پاس دس لاکھ نشانیاں ہیں''

(براہین احمدیہ' جلد 5' ص 56'......روحانی خزائن' ص 72' جلد 21)

- ''نشان' معجزہ' کرامت ایک چیز ہے''۔

(براہین احمدیہ' جلد 5' ص 50' مندرجہ روحانی خزائن' ص 63' جلد 21)

مزید یہ کہ

- ''رسول اکرمؐ نصاریٰ کا تیار کردہ پنیر کھاتے تھے جس میں وہ سور کی چربی ملاتے تھے۔''

(الفضل' قادیان' 22 فروری 1924ء)

- مرزا بشیر احمد نے اپنی تصنیف ''کلمتہ الفصل'' (صفحہ 113) میں لکھا:

''مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہؐ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے' پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔''

اس طرح کی اور بہت سی تحریریں موجود ہیں لیکن ہم اس ریکارڈ کو مزید گراں بار نہیں کرنا چاہتے۔

86- ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ ہر نبی کو مانتا اور اس کا احترام کرتا ہے' اس لیے اگر نبی کی شان کے خلاف کچھ کہا جائے تو اس سے مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی' جس سے وہ قانون شکنی پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار جذبات پر ہونے والے حملے کی سنگینی پر ہے۔ ہائیکورٹ کے فاضل جج نے مرزائیوں کی کتابوں سے بہت سے حوالے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے دوسرے انبیائے کرام خصوصاً حضرت عیسٰی (علیہ السلام) کی بھی بڑی توہین کی اور ان کی شان گھٹائی' حضرت عیسٰیؑ کی جگہ وہ خود لینا چاہتا تھا۔ ہم اس سارے مواد کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے' صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی ایک جگہ رقمطراز ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو معجزات دوسرے نبیوں کو انفرادی طور پر دیئے گئے تھے' وہ سب رسول اکرمؐ کو عطا کیے گئے' پھر وہ سارے معجزے مجھے بخشے گئے کیونکہ میں ان کا بروز ہوں یہی وجہ ہے کہ میرے نام آدم' ابراہیم' موسیٰ' نوح' داؤد' یوسف' یونس' سلیمان اور عیسیٰ مسیح ہیں۔'' (ملفوظات جلد سوم' ص 270' شائع شدہ ربوہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

❑ ''حضرت مسیح کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین نانیاں اور دادیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا''۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ' ص 7 ...... مندرجہ روحانی خزائن' ص 291' جلد 11)

87- اس کے برعکس اللہ کی پاک کتاب (قرآن حکیم) حضرت عیسیٰ' ان کی والدہ اور خاندان کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ دیکھئے سورہ آل عمران (3) کی آیات 33 تا 37' 45 تا 47' سورۂ مریم (19) کی آیات 16 تا 32 کیا کوئی مسلمان قرآن کے خلاف کچھ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے اور جو ایسی حماقت کرے' کیا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ایسی صورت میں مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار کیسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا قادیانی پر اسی کی مذکورہ بالا تحریروں کی بناء پر توہین مذہب ایکٹ مجریہ 1679ء کے تحت عیسائیت کی توہین کے جرم میں کسی انگریزی عدالت میں ملزم قرار دے کر سزا دی جا سکتی تھی' مگر ایسا نہیں کیا گیا۔

88- جہاں تک رسول اکرمؐ کی ذات گرامی کا تعلق ہے' مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے:

''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو' لازم ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں' خاندان' والدین اور دُنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (صحیح بخاری کتاب الایمان' باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو موردِ الزام ٹھہرا سکتا ہے اگر وہ ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے' پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

89- ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے' جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور رُشدی تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان' مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر قادیانیوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں' حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا (تفصیلات کے لیے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سر عام کسی بلے کارڈ' بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے' یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے' جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں احتیاطی تدابیر بروئے کار لانا لازمی ہے تا کہ امن و امان برقرار رکھا جا سکے اور جان و مال خصوصاً احمدیوں کے نقصان سے بچا جا سکے۔ اس صورت حال میں مقامی انتظامیہ نے جو فیصلے کیے' یہ عدالت انہیں کالعدم نہیں کر سکتی۔ وہ اس معاملے میں بہترین جج ہیں تاوقتیکہ قانون یا حقیقت کے ذریعے اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے۔

90- جس کارروائی کے نتیجہ میں زیر بحث اپیلوں کی سماعت کی نوبت آئی' وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے زیر دفعہ 144 ضابطہ فوجداری کا جاری کردہ حکم ہے۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے احمدیہ جماعت کو' جو ربوہ کی آبادی میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں' ان کے عہدیداروں کے توسط سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے مطلع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ آرائشی دروازے' بینرز اور لائٹنگ کا سامان ہٹا لیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ آئندہ دیواروں پر اشتہار نہیں لکھے جائیں گے' اپیل کنندگان یہ بات ثابت نہیں کر سکے کہ مذکورہ بالا معمولات اور کام ان کے مذہب کے لازمی تکمیلی ارکان ہیں' حتیٰ کہ صد سالہ تقریبات کے گلیوں اور سڑکوں پر انعقاد کے بارے میں بھی ثابت نہیں کیا جا سکا کہ وہ ان کے مذہب کا لازمی اور ناگزیر جز تھیں۔

91- اس سوال پر کہ آیا ایسا تقاضا مذہبی آزادی کا حصہ ہے یا نہیں جبکہ وہ عام لوگوں کی سلامتی' قانون اور امن عامہ کے تابع ہو' آسٹریلیا اور امریکہ جیسے ملکوں میں جہاں بنیادی حقوق کو سب سے مقدم سمجھا جاتا ہے' صادر کیے گئے فیصلوں کی روشنی میں پہلے ہی تفصیلی بحث ہو چکی ہے' ہم نے بھارت میں ہونے والے فیصلوں کا حوالہ بھی دیا ہے' کہیں بھی ایسے معمولات کو جو نہ تو مذہب کا لازمی جزو ہیں نہ تکمیلی حصہ' لوگوں کی سلامتی اور امن و امان پر سبقت نہیں دی جاتی' بلکہ مذہب سے متعلق اساسی و بنیادی معمولات کو لوگوں کی سلامتی اور امن و آشتی کی قربان گاہ پر قربان کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

92- اپیل کنندگان کی طرف سے کہا گیا ہے کہ وہ احمدیہ تحریک کی صد سالہ سالگرہ کی تقریبات میں دوسری باتوں کے علاوہ شکرانہ کی خصوصی نمازیں ادا کر کے' بچوں میں مٹھائیاں بانٹ کر اور غرباء و مساکین میں کھانا تقسیم کر کے پرامن اور بے ضرر طریقے سے منانا چاہتے تھے' ہمارے سامنے ایسی سرگرمیوں کو نجی طور پر انجام دینے سے روکنے والا کوئی حکم پیش نہیں کیا گیا۔ احمدی دوسری اقلیتوں کی طرح اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہیں اور ان کے اس حق کو قانون یا انتظامی احکام کے ذریعے کوئی نہیں چھین سکتا۔ بہر حال ان پر لازم ہے کہ وہ آئین و قانون کا احترام کریں اور انہیں اسلام سمیت کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستیوں کی بے حرمتی یا توہین نہیں کرنی چاہیے' نہ ہی ان کے مخصوص خطابات' القابات و اصطلاحات استعمال کرنے چاہئیں نیز مخصوص نام مثلاً مسجد اور مذہبی عمل مثلاً اذان وغیرہ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور لوگوں کو عقیدہ کے بارے میں گمراہ نہ کیا جائے یا دھوکہ نہ دیا جائے۔

93- ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات' مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب' القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار' امن و امان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پرامن طور پر مناتے ہیں۔ انتظامیہ جو امن و امان قائم رکھنے اور شہریوں کے جان و مال نیز عزت و آبرو کا تحفظ کرنے کی ذمہ دار ہے' بہر حال مذکورہ بالا اقدار میں سے کسی کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں مداخلت کرے گی۔

94- یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فاضل سنگل بنچ نے ایک تفصیلی اور بڑا معقول حکم جاری کیا ہے اور بڑی دانائی اور دیانتداری کے ساتھ متعدد غیر ملکی فیصلوں سے مثالیں دی ہیں' جس سے اس انتہائی حساس غیر مسلم اقلیت (احمدیہ جماعت) میں اعتماد پیدا ہوگا۔ اس لیے ہم ریکارڈ کو مزید وزنی کیے بغیر ان کے استدلال کو بھی قبول کرتے ہیں' پس آرڈیننس کے بارے میں قرار دیا جاتا ہے کہ وہ آئین سے ماورا نہیں ہے جس کے نتیجہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تو مقدمہ کے حقائق میں دستور کے آرٹیکل 20 کا سہارا لیا گیا ہے نہ ہی اس اپیل کا کوئی میرٹ بنتا ہے' پس یہ اپیل خارج کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث کے نتیجہ میں اس سے متعلقہ اپیلیں بھی نامنظور کی جاتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستخط

جسٹس عبدالقدیر چودھری

جسٹس محمد افضل لون

جسٹس ولی محمد خاں

جسٹس سلیم اختر

1- اپیل کنندگان نے دستور کے آرٹیکل 20,19 اور 25 کے تحت اپنے حق کے تحفظ کا دعویٰ اس بنیاد پر کیا ہے کہ از روئے دستور وہ ایک اقلیت ہیں۔ وہ دستور کے معنوں میں خود کو ایک اقلیت اور مسلمانوں سے الگ برادری تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کے ساتھ قانون کے تحت ان دوسری اقلیتوں کے مساوی سلوک ہونا چاہیے' جنہیں تقریر اور اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے اور انہیں ان کے مذہب پر عمل' اس کی پیروی اور تبلیغ و اشاعت کرنے کی اجازت ہونی چاہیے' ان کا پہلا دعویٰ آرٹیکل 19 و 25 کے دائرہ میں آتا ہے جبکہ دوسرے دعویٰ کی بنیاد آرٹیکل 20 پر ہے۔

2- قانون ایک ہی طبقہ کے افراد میں معقول درجہ بندی اور امتیاز کی اجازت دیتا ہے' تاہم اس کی معقول تمیز اور اس کا ٹھوس بنیادوں پر استوار ہونا ضروری ہے' اس سلسلے میں' حکومت بلوچستان بنام عزیز اللہ میمن (پی ایل ڈی 1993 ایس سی 314) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ قادیانی اپنے عقیدہ اور مذہب کی بنیاد پر جیسا کہ میرے فاضل بھائی جسٹس عبدالقدیر نے تفصیل سے بیان کیا ہے' دیگر اقلیتوں کے مقابلہ میں مختلف پوزیشن رکھتے ہیں۔ اس لیے ان حقائق کو زیرغور لاتے ہوئے اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی درجہ بندی مختلف طریقہ سے کی جائے اور صورت حال سے نمٹنے کے لیے قانون نافذ کیا جائے چونکہ یہ درجہ بندی جائز اور معقول ہے اس لیے متنازعہ قانون آرٹیکل 19 اور 25 سے متصادم نہیں ہے۔

3- جہاں تک آرٹیکل 2 (الف) کے اطلاق کا تعلق ہے' میں حکیم خاں کے مقدمہ (پی ایل ڈی 1992 ایس سی 595) میں بیان کردہ موقف کی تائید کرتا ہوں۔

4- مذہبی آزادی کی ضمانت آرٹیکل 20 میں دی گئی ہے' جس میں مذہب پر عمل کرنے' اس کی پیروی کرنے اور تبلیغ کرنے کا حق شامل ہے۔ آرٹیکل 20 میں اس آزادی کو کنٹرول کرنے والی جو حد مقرر کی گئی ہے' اس کے مطابق

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آزادی قانون' امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔ قانون آرٹیکل 20 پر سبقت نہیں لے جا سکتا' تاہم یہ مذہبی آزادی کا اس طرح تحفظ کرتا ہے کہ اخلاق اور امن عامہ کی حدود کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اپیل کنندگان کی طرف سے مذہب کی تبلیغ واشاعت پر جو کہ دوسری اقلیتوں سے مختلف ہیں اور اپنا مختلف پس منظر اور تاریخ رکھتے ہیں' امن عامہ برقرار رکھنے اور اخلاق کے تحفظ کی غرض سے پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ پس مذہب کی پیروی کرنے' اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے حق پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی بشرطیکہ وہ ان معمولات کو شعائر اسلام کو اختیار کیے بغیر ایسے طریقہ سے انجام دیں کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

5- میں اپنے فاضل بھائی جسٹس شفیع الرحمٰن سے اتفاق کرتا ہوں کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 (ج) کی شق ہائے (الف) (ب) اور (ہ) دستور کے آرٹیکل 20,19 اور 260 (3) سے متصادم نہیں ہیں۔

6- جہاں تک دفعہ 298 (سی) ت پ کی شق ہائے (ج) و (د) کا تعلق ہے' میرے خیال میں وہ آرٹیکل 20 کے خلاف نہیں ہیں' بشرطیکہ قادیانی' احمدی ان پر شعائر اسلام اپنائے بغیر عمل کریں۔

7- پس میں دیوانی اپیل نمبر 149/89 اور 150/89 کو خارج کرتا ہوں اور فوجداری اپیل ہائے نمبر 31- کے تا 35- کے لغایت 1988ء کے بارے میں ماتحت عدالت کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی از سر نو سماعت کی جائے۔

8- دیوانی اپیل نمبر 412/92 میں دفعہ 144 فوجداری کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ' ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کو زیر دفعہ 144 غیر محدود مدت کے لیے حکم نافذ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا' اس لیے یہ اپیل جزوی طور پر اس حد تک منظور کی جاتی ہے۔

دستخط

(جسٹس سلیم اختر)

عدالت کا حکم:

عدالت نے کثرت رائے سے قرار دیا ہے کہ مذکورہ بالا تمام اپیلیں خارج کیے جانے کے لائق ہیں اور بذریعہ ہذا خارج کی جاتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجداری اپیل نمبر 31-کے تا 35۔کے لغایت 89 کے سزا یافتگان جو اس وقت ضمانت پر ہیں' فوراً حراست میں لے لیے جائیں گے اور انہیں عدالت کی طرف سے دی گئی باقی ماندہ سزا بھگتنی ہوگی۔

دستخط

جسٹس شفیع الرحمٰن

جسٹس عبدالقدیر چودھری

جسٹس محمد افضل لون

جسٹس سلیم اختر

جسٹس ولی محمد خان

اس فیصلہ کا اعلان مورخہ 3 جولائی 1993ء کو بمقام اسلام آباد فاضل جج کے چیمبر میں کیا گیا۔

دستخط

(جسٹس شفیع الرحمٰن)

(1993 SCMR 1718)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانیوں کی کلمہ طیبہ کی توہین پر

لاہور ہائی کورٹ کا

تاریخی فیصلہ

جس میں قادیانیت کے بھیانک چہرے سے نقاب اٹھایا گیا ہے

316

جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مرزا قادیانی نے بذاتِ خود "محمد رسول اللہ" ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعوے کو مسترد کیا اور اس (مرزا قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا "خود کاشتہ پودا" ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں' تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ احوال

قادیانیوں کے بھگوڑے سربراہ مرزا طاہر نے پاکستان میں بسنے والے قادیانیوں کو حکم جاری کیا کہ وہ صدارتی امتناع قادیانی آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے مکانوں' دکانوں اور عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ تحریر کریں اور سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگائیں' تاکہ وہ عوام الناس میں خود کو مسلمان ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ قادیانیوں نے اپنے گورو کے حکم پر یہ فعل شنیع شروع کر دیا۔ اس اشتعال انگیز کارروائی سے پورے ملک کے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ''روڈہ'' ضلع خوشاب کے رہنے والے ایک اکھڑ مزاج' فرعون صفت اور دریدہ دہن قادیانی جہانگیر جوئیہ ایڈووکیٹ نے قسم کھائی کہ وہ ساری زندگی اپنے سینہ سے کلمہ طیبہ کا بیج نہیں اتارے گا۔ جہانگیر جوئیہ ایڈووکیٹ خوشاب کا زمیندار تھا اور وہیں وکالت کرتا تھا۔ مقامی مسلمانوں نے اس کی دل آزار حرکتوں پر پولیس سے رابطہ قائم کیا اور اس کے خلاف پرچہ درج کرایا۔ کیس عدالت میں چلا۔ جہانگیر جوئیہ نے ضمانت کرالی' لیکن دوبارہ پھر قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کا بیج لگالیا۔ اس کے خلاف دوبارہ پرچہ درج ہوا' لیکن ضمانت پر رہا ہو گیا۔ اسی طرح کئی مرتبہ وہ قانون کی دھجیاں اڑاتا اور ضمانت پر رہا ہوتا رہا۔ ایک دفعہ پھر اس نے شعائر اسلامی کی توہین کی اور پیشی پر عدالت میں بیج لگا کر آیا۔ سیشن جج نے ضمانت خارج کر دی۔ ملزم جوئیہ نے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل کر دی۔ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس رفیق تارڑ صاحب نے ملزم کی ضمانت خارج کر دی اور کہا کہ چونکہ قادیانی ''محمد رسول اللہ'' سے مراد ''مرزا قادیانی'' لیتے ہیں' اس لیے وہ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

پنجاب حکومت کی طرف سے ایڈووکیٹ جنرل جناب خلیل الرحمٰن رمدے صاحب پیش ہوئے۔ موصوف آج کل سپریم کورٹ کے جج ہیں۔ جناب خلیل الرحمٰن رمدے نے اس کیس کو کفر و اسلام کی جنگ سمجھ کر لڑا۔ انہوں نے اپنے دلائل قاہرہ کے ہتھوڑوں سے عدالت کے ایوان میں کفر و ارتداد کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ محمد عربی ﷺ کی عزت و ناموس کے اس محافظ نے قادیانیوں کو وہ چرکے لگائے کہ قادیانی آج بھی ان زخموں کو چاٹ رہے ہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ وکیل ختم نبوت اور عاشق رسولؐ جناب خلیل الرحمٰن رمدے صاحب نے دنیا کے میدان میں آمنہؓ کے لالؐ کی عزت و عصمت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کا کیس لڑ کر حشر کے میدان کے لیے شفاعت محمدی ﷺ کا پروانہ حاصل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے اور مزید ترقیوں سے نوازے۔ جناب ریاض الحسن گیلانی' ڈپٹی اٹارنی جنرل پاکستان اور جناب رشید مرتضٰی قریشی ایڈووکیٹ نے بڑی جانفشانی اور جگر کاوی سے مقدمہ کی تیاری کی اور پوری اُمت کی طرف سے وکالت کا حق ادا کر دیا۔ ان کے دلائل کا ہر ہر جملہ قادیانیت کے ناپاک جسد پر بجلی بن کر گرتا اور اسے جلا کر خاکستر بنا تا محسوس ہوتا' جبکہ حزبِ شیطان کی طرف سے مجیب الرحمٰن' ملک مجید اور مرزا نصیر احمد ایڈووکیٹ نے پیش ہو کر دنیا و آخرت کی روسیاہی کا سامان اکٹھا کیا۔

قادیانی سربراہ مرزا طاہر' جہانگیر جوئیہ کو شیر پنجاب کے نام پکارتا تھا' لیکن یہ شیر پنجاب صرف چند پٹخنیوں ہی سے گیدڑ پنجاب بن گیا اور آج کل بھیگی بلی بنا ہوا ہے۔ شنید ہے کہ مرزا طاہر پھر جہانگیر جوئیہ کو کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کی ترغیب دے رہا ہے' لیکن جہانگیر جوئیہ اسے جواباً کہہ رہا ہے کہ "گرو جی! خود تو انگلستان کی ہواؤں میں مزے اڑا رہے ہو' جبکہ ہمیں جیل کی ہوائیں کھلا رہے ہو۔"

اس تاریخی کیس میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ' سرگودھا کے شیخ جہانگیر سرور ایڈووکیٹ' مولانا اکرم عابد' محمد بدر عالم' جمال الدین' بشیر' رانا قدیر' عبدالقدیر اور شبانِ ختم نبوت کے دیگر مجاہدوں نے بے حد تعاون فرمایا۔ اللہ رب العزت ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت بخشے۔ (آمین)

دعا گو

عزیز الرحمٰن جالندھری

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

صدر دفتر ملتان پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور ہائی کورٹ لاہور

(ابتدائی کوائف)

عنوانِ مقدمہ	----------	ملک جہانگیر ایم جویّہ بنام سرکار
متفرق فوجداری نمبر	----------	1987-بی-1592
تاریخ سماعت	----------	28 جون 1987ء
فریق اول	----------	ملک جہانگیر ایم جویّہ (پٹیشنر)
فریق ثانی	----------	سرکار (ریسپانڈنٹ)
فریق اول کے وکلاء	----------	شیخ مجیب الرحمٰن، ملک محمود مجید اور مرزا نصیر احمد ایڈووکیٹ
فریق ثانی کے وکلاء	----------	خلیل الرحمٰن رمدے ایڈووکیٹ جنرل، اویس نسیم ایڈووکیٹ
وکیل مستغیث	----------	رشید مرتضٰی قریشی ایڈووکیٹ
	----------	اے ایس۔آئی، امیر خاں مع ریکارڈ

فیصلہ

جسٹس محمد رفیق تارڑ

(1) یہ درخواست برائے ضمانت ملک جہانگیر محمد خاں جویّہ ایڈووکیٹ کی طرف سے ہے، جس پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی۔298 کے تحت جرم کا الزام ہے۔

(2) ایف۔آئی۔آر کے مطابق 18 مارچ 1987ء کو سائل اور اس کے ساتھی ملزموں نے، جو بلحاظ عقیدہ قادیانی ہیں، اپنے سینوں پر "کلمہ طیبہ" کے بیج لگائے اور اس طرح تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی۔298 کے تحت جرم کا ارتکاب کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) سائل اوراس کے ساتھی ملزموں نے سیشن کورٹ سرگودھا میں ضمانت کے لیے درخواست گزاری۔مذکورہ ساتھی ملزموں کی ضمانت ایڈیشنل سیشن جج نے منظور کر لی۔لیکن سائل کو یہ رعایت دینے سے اس لیے انکار کر دیا گیا کہ وہ قانون کی نظر میں "ضدی رویہ" رکھتا ہےاور ضمانت کے بعداس رعایت کاناجائز فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

(4) 9 جون 1987ءکوسائل کے وکیل شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے دلائل مکمل کر لیے تھے کہ سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ نے نکتہ پیش کیا کہ یہ جرم تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی۔295 کے تحت آتا ہے جوعمر قید یا سزائے موت کے قابل ہے۔ ان کا استدلال تھا کہ مرزا قادیانی نے بذات خود "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کیا تھا اوراس کے پیروکار اسے' ایسا ہی مانتے ہیں' لہٰذا وہ "کلمہ طیبہ" کا بیج لگا کر رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کو پامال کرتے ہیں کیونکہ وہ "محمد رسول اللہ" سے مراد "مرزا قادیانی" لیتے ہیں۔اس ادعا کی حمایت میں انہوں نے مرزا بشیر احمد (قادیانی) کی تصنیف "کلمۃ الفصل" ص 158 سے ایک اقتباس پیش کیا' جو یوں ہے:

"پس مسیح موعود خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

شیخ مجیب الرحمٰن نے مذکورہ بالا اقتباس کے مندرجات سے اختلاف نہیں کیا۔تاہم انہوں نے کہا کہ وہ عقیدے سے متعلق اس مسئلے پر بحث نہیں کرنا چاہتے اوردرخواست کی کہ اس عبارت کے بارے میں ان کا بیان قلمبند کرلیا جائے۔

(5) فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے صوبائی اسمبلی میں اپنی حاضری کی غرض سے مقدمے کی کارروائی ملتوی کرنے کی درخواست کی اور مقدمہ 14 جون 1987ء تک ملتوی کر دیا گیا۔مقررہ تاریخ کو شیخ مجیب الرحمٰن' ملک محمود مجید اور مرزا نصیر احمد ایڈووکیٹ صاحبان نے درخواست ضمانت کی واپسی کے لیے درخواست گزاری۔اس درخواست میں یہ عذر پیش کیے گئے کہ دلائل کے دوران سائل کے وکیل (شیخ مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ) نے استدعا کی تھی کہ دلائل کو محض ضمانت کے مسئلے تک محدود رکھا جائے اور یہ کہ "وہ تفصیلی بحث اس لیے چھیڑنا نہیں چاہتے کہ کہیں مقدمہ خاص کے موضوعات زیر بحث نہ آ جائیں اور یوں اس کارروائی سے استغاثہ یا صفائی کے معاملات متاثر نہ ہوں۔" اس درخواست میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ مذکورہ وکیل نے اس امر کی درخواست بھی کی تھی کہ اس ضمن میں ان کا بیان قلمبند کرلیا جائے لیکن اس کو "قلمبند نہ کیا جا سکا" اور مقدمے کی کارروائی فاضل ایڈووکیٹ جنرل کی درخواست پر ملتوی کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئی جو اسمبلی چیمبرز میں جانا چاہتے تھے۔علاوہ ازیں یہ بھی گزارش کی گئی کہ ''بعض غیر متعلقہ معاملات زیر بحث لائے گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عدالت ان معاملات کے بارے میں وسیع پیانے پر تحقیقات کرانے والی ہے جن کا ایف۔آئی۔آر میں تذکرہ نہیں کیا گیا' اور جو غالباً تحقیقات یا سماعت مقدمہ کے لیے زیادہ مناسب موضوع ہے'' اور ''اندریں حالات سائل محسوس کرتا ہے کہ انصاف کے مفاد میں یہ بہتر ہوگا کہ فی الحال ضمانت کی درخواست واپس لے لی جائے۔''

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اس درخواست کے مندرجات اور اس میں استعمال شدہ زبان پر سخت اعتراض کیا۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس میں جو باتیں اشاروں کنایوں میں کہی گئی ہیں' وہ توہین عدالت کی ذیل میں آتی ہیں' لہٰذا انہیں جوابی بیان داخل کرنے کا موقع دیا جائے تا کہ درست واقعاتی اور قانونی صورتِ حال ریکارڈ پر لائی جا سکے۔یہ مسئلہ 22 جون 1987ء اور پھر 28 جون 1987ء تک ملتوی کیا گیا' جس تاریخ کو فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اپنے دلائل پیش کیے اور مسٹر رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ نے درخواست برائے واپسی کا جواب داخل کیا' جس میں بیان کیا گیا کہ درخواست ضمانت کی واپسی کی کوشش اس بدنیتی پر مبنی ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی۔295 کی اطلاق پذیری کے مسئلے پر عدالتی فیصلے سے بچا جا سکے۔انہوں نے مرزا قادیانی کی تصنیفات ''ایک غلطی کا ازالہ''۔''آئینہ کمالاتِ اسلام'' اور ''تبلیغ رسالت'' سمیت قادیانی گروہ کی بہت سی مذہبی کتابوں کے حوالہ جات کی مدد سے یہ ثابت کیا کہ مرزا قادیانی نے بذاتِ خود ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا اعلان کیا' اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی' جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعوے کو مسترد کیا' اور اس (مرزا قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا ''خود کاشتہ پودا'' ہے۔لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں' تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔مذکورہ بالا حوالہ جات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امر کی گزارش کی جاتی ہے کہ عقیدے کے سوال پر بحث و تمحیص ناگزیر ہے کیونکہ قادیانی لوگ ''کلمہ طیبہ'' سے جو مفہوم وابستہ کرتے ہیں' اس کا بطور خاص جائزہ لینا ضروری ہے جبکہ وہ مرزا قادیانی اور دیگر قادیانیوں کی ان تحریروں کی مخالفت بھی نہیں کرتے' جن میں کلمہ طیبہ کے الفاظ ''محمد رسول اللہ'' سے ان کا اپنا ہی اخذ کردہ مطلب وابستہ کیا گیا ہے۔مذکورہ بالا درخواست کی ایک نقل عدالت میں سائل کے وکیل کو فراہم کر دی گئی' نیز ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا وہ جواب میں کوئی گزارش کرنا پسند کریں گے تو انہوں نے بیان دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ درخواست برائے واپسی کے متعلق وہ مزید کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

(6) یہ عذر کہ عدالت عقیدے کے مسئلے پر "وسیع تر تحقیقات" شروع کرنے والی ہے (ایسا عدالت میں بیان کیا گیا لیکن درخواست برائے واپسی میں یہ الفاظ استعمال ہوئے کہ "دیگر موضوعات زیر بحث آنے کا احتمال ہے" اور "جن معاملات کا ایف۔آئی۔آر میں تذکرہ نہیں") محض اس لیے اختیار کیا گیا کہ فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور فاضل وکیل استغاثہ کی طرف سے اٹھائے گئے سوال سے پہلو تہی کی جا سکے۔ اس امر کی نشاندہی بھی ایک معقول بات ہو گی کہ درخواست ضمانت میں یہ حجت پیش کی گئی کہ غیر مسلموں کے کلمہ طیبہ کو استعمال کرنے کے بارے میں کوئی معینہ قانون نہیں ہے...... "میں اس مبینہ دعوے پر کوئی تفصیلی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا کیونکہ متعلقہ درخواست ضمانت واپس لے لی گئی ہے۔ البتہ اس سلسلے میں جو باتیں اشاروں کنایوں میں کہی گئی ہیں' ان کے پیش نظر' یہ بتا دینا ضروری ہے کہ غیر مسلم قادیانی کلمہ طیبہ کو جن معنوں میں لیتے ہیں یا اس سے جو مفہوم' وہ وابستہ کرتے ہیں' وہ بہر حال یہ تقاضا کرتا ہے کہ آیا ان لوگوں کا یہ عمل' جس کے خلاف شکایت کی گئی ہے' رسول اکرم حضرت محمد (ﷺ) کے مقدس نام کی توہین کے زمرے میں آتا ہے؟

(7) میں درخواست برائے واپسی اور اس کے جواب میں مندرجات کا تذکرہ نہ کرتا' بشرطیکہ مطلقاً خاص درخواست واپس لینے کی استدعا کی جاتی۔ لیکن سائل کے فاضل وکیل نے نامناسب زبان استعمال کرنے اور اشاروں کنایوں میں غیر ضروری باتوں کا اظہار کرنے کا انتخاب کیا۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے گزارش کی کہ ان تبصروں سے توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ اس صورت حال میں یہ لازم تھا کہ درخواست واپسی اور اس سلسلے سے متعلق جواب کے مندرجات قلمبند کیے جائیں۔ جہاں تک توہین آمیز رویے کا تعلق ہے' جو اس کارروائی کے شروع ہوتے ہی دیکھنے میں آیا' تو اگرچہ اس کی استعمال کردہ زبان میں بے اعتدالی ہے اور اس کے اشاروں کنایوں سے توہین آمیزی ٹپکتی ہے' لیکن چونکہ یہ درخواست برائے واپسی تیار کرنے والے ایڈووکیٹ صاحبان' ایک اقلیتی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس عدالت کو خیر اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سلسلے میں مزید کارروائی کرنے سے ہاتھ روک لینا چاہیے۔

اس اظہار رائے کے ساتھ مذکورہ درخواست ضمانت بطور دستبرداری خارج کی جاتی ہے۔

(دستخط) جج

(پی ایل ڈی 1987 لاہور 458)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1973ء کے آئین کی روشنی میں

لاہور ہائی کورٹ کا

فیصلہ

جس کی رُوسے قادیانی اپنے مذہب کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے

جناب جسٹس گل محمد خاں

324

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عبوری آئینی حکم مجریہ 1981ء میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ''احمدی'' غیر مسلم ہیں۔ سائلان نے مذہب کے کالم میں اسلام لکھ کر آئینی دفعات کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ انہیں اپنے جواب کی تصحیح کا ایک موقع دیا گیا مگر ان کے انکار نے ان کے خلاف مزید جواز پیدا کیا۔ اگر یونیورسٹی ان حالات میں خاموش رہتی تو آئین کی خلاف ورزی میں حصہ دار بنتی۔ سائلان کے اپنے کردار نے یونیورسٹی کو یہ اختیار دیا کہ ایسی درخواست مسترد کر دی جائے جو بادی النظر میں آئین کی خلاف ورزی کر رہی تھی اور آئینی دفعات کا مضحکہ اڑانے کے مترادف تھی۔ سائلان کی اس کارروائی سے ڈسپلن کی خلاف ورزی بھی ہوئی۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عرضِ حال

نفیس نامی وغیرہ قادیانی طلبہ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے داخلہ فارم کے مذہب کے خانہ میں اپنے آپ کو ''احمدی مسلمان'' لکھا۔ یونیورسٹی کی داخلہ کمیٹی نے قادیانی طلباء کو کہا کہ آئین کے اعتبار سے قادیانی غیر مسلم ہیں' لہٰذا آپ درستگی کریں۔ قادیانی طلباء نے ایسا کرنے سے اور یونیورسٹی حکام نے داخلہ سے انکار کر دیا۔

مبشر لطیف قادیانی وکیل کے ذریعہ قادیانی طلباء نے عدالتِ عالیہ لاہور میں رٹ دائر کر دی۔ عزت مآب جسٹس گل محمد خاں نے سماعت کے بعد قرار دیا کہ'' (سائلان کو) آئین کے مطابق جواب دینا لازم تھا۔ انہیں امید نہیں کرنی چاہیے تھی کہ حکام ان کے غیر آئینی جوابات میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے'' رٹ خارج کر دی گئی اور لازم قرار دیا گیا کہ'' قادیانی از روئے قانون اپنے کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے۔''

جسٹس گل محمد خان ہائی کورٹ کے جج کے عہدہ سے ترقی پا کر بعد میں وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اسلامی اقدار کے تحفظ اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ حال ہی میں ان کا وصال ہوا ہے۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ ان کا دو صفحاتی فیصلہ شائع کرنے کی سعادت حاصل ہونے پر رب کریم کے حضور شکر گزار ہیں۔

والسلام

عزیز الرحمٰن جالندھری

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملتان' پاکستان-24 اکتوبر 1993ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور ہائی کورٹ......لاہور

نفیس احمد وغیرہ

بنام

پنجاب یونیورسٹی

حاجی اظہار الحق ایڈووکیٹ

حاضر مبشر لطیف احمد ایڈووکیٹ (قادیانی)

فیصلہ

جسٹس گل محمد خان

1- سائلان نے جب اپنے نام نہ تو بی فارم میں کلاس کے داخلہ کے لیے مسئول علیہ (پنجاب یونیورسٹی) کی تیار کردہ فہرست مجریہ 12 نمبر 1981 'نہ ہی فہرست انتظار میں موجود پائے تو انہوں نے اپنے داخلے کی درخواست کے اخراج کے خلاف یہ رٹ درخواست دائر کی۔

2- ان کی طرف سے یہ موقف اختیار کیا گیا کہ چونکہ انہوں نے بعض داخل کردہ طلباء سے زیادہ نمبر حاصل کیے ہیں اور چونکہ یہ قابلیت کا کھلا مطالبہ تھا لہذا یونیورسٹی کو اس بات کا اختیار نہ تھا کہ ان کی درخواست داخلہ صرف اس بناء پر مسترد کر دی جائے کہ انہوں نے کالم نمبر 6 جو مذہب کے لیے مختص ہے'اس میں اسلام کے ساتھ لفظ ''احمدی'' لکھا ہے۔

3- واضح ہے کہ درخواست داخلہ کا کالم نمبر 6 طلباء سے ان کے مذہب کا استفسار کرتا ہے۔ واضح طور پر سائلان نے اپنا مذہب اسلام لکھا ہے اور بریکٹ میں لفظ احمدی لکھا ہے۔ مجلس داخلہ نے درخواست داخلہ مسترد کرنے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ سائلان نے اپنے مذہب کے بارے میں غلطی بیانی کی ہے۔ انٹرویو کے دوران اس اندراج کو درست کرنے کے لیے کہا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ وجہ تھی جوان کے فارم داخلہ مسترد کیے گئے۔

4- فاضل وکیل نے آئین کی دفعہ 20' دفعہ 4 اور عبوری آئین کے حکم پر انحصار کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مسئول علیہ سائلان کو مذہب کے خانے میں "غیر مسلم" لکھنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر چونکہ احمدی کا لفظ لکھ کر انہوں نے اپنی پوزیشن واضح کر دی ہوئی ہے۔ انہوں نے آنسہ رفعت پروین بنام سلیکشن کمیٹی وغیرہ (پی-ایل-ڈی 1980 کوئٹہ' صفحہ 10) عبدالرحمٰن مبشر بنام سید امیر علی (پی-ایل-ڈی 1978 لاہور' صفحہ 113) کے مقدمہ جات اور آئین کی دفعہ (20)(3) ب پر انحصار کیا ہے۔

5- عبوری آئینی حکم کی دفعہ کے مطابق آئین کی دفعات 20 اور 22 کو نہیں اپنایا گیا۔ لہٰذا مندرجہ بالا موقف میں کوئی قوت نہیں ہے۔ مزید برآں یہ بھی عیاں ہے کہ عبوری آئینی حکم مجریہ 1981 میں صاف طور پر لکھا ہے کہ "احمدی" غیر مسلم ہیں۔ سائلان نے مذہب کے کالم میں اسلام لکھ کر آئینی دفعات کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ انہیں اپنے جواب کی تصحیح کا ایک موقع دیا گیا مگر ان کے انکار نے ان کے خلاف مزید جواز پیدا کیا۔ اگر یونیورسٹی ان حالات میں خاموش رہتی تو آئین کی خلاف ورزی میں حصہ دار بنتی۔ سائلان کے اپنے کردار نے یونیورسٹی کو یہ اختیار دیا کہ ایسی درخواست مسترد کر دی جائے جو بادی النظر میں آئین کی خلاف ورزی کر رہی تھی اور آئینی دفعات کا مضحکہ اڑانے کے مترادف تھی۔ سائلان کی اس کارروائی سے ڈسپلن کی خلاف ورزی بھی ہوئی۔ اس طرح سائلان کے اپنے کردار کی بناء پر بھی' میں یونیورسٹی کے حکم میں تبدیلی کو قرینِ انصاف نہیں گردانتا۔

6- بعد ازاں فاضل وکیل نے یہ موقف بھی اختیار کیا کہ مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کرنا صریحاً غیر مناسب ہے۔ چونکہ یہ قابلیت کا کھلا مقابلہ ہے اور داخلہ کی کارروائی پر اس کا چنداں اثر نہیں ہوتا۔ ان کے مطابق درخواست فارم کے اخیر میں منسلک "عمومی ہدایات" کے پیرا نمبر 6 کی رو سے مذہب کو زیر بحث ہی نہیں لایا جا سکتا۔

7- یہ ضروری نہیں کہ مذہب کے بارے میں استفسار کے پس پردہ عقلی وجوہ پر بحث ہو۔ یقیناً کوئی معقول مقصد موجود ہے۔ بہر حال سائلان سے مذہب کے بارے میں استفسار کیا گیا اور آئین کے مطابق جواب دینا ان پر لازم تھا۔ انہیں امید نہیں کرنی چاہیے کہ حکام ان کے غیر آئینی جوابات میں ان کے ہاتھ بٹائیں گے۔ مزید براں انہیں داخلے سے انکار اس لیے نہیں کیا گیا کہ وہ کسی مخصوص فرقہ یا مذہب سے متعلق ہیں۔ دراصل ان کے فارم درخواست اس بناء پر مسترد کیے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انہوں نے ایک غیر آئینی موقف اختیار کیا۔

8-علاوہ ازیں عدالت اسے معاف نہیں کرسکتی کہ سائلان نے یونیورسٹی اور عدالت کو ایک ایسے نازک مسئلے میں ملوث کرنے کی سعی کی۔ان پر لازم ہے کہ جب تک یہ شق موجود ہے'وہ آئین کے مطابق عمل کریں۔مندرجہ بالا امور کی روشنی میں مجھے اس رٹ درخواست میں کوئی خوبی معلوم نہیں ہوتی۔لہذا اسے فوری طور پر خارج کیا جاتا ہے۔

دستخط

مسٹر جسٹس گل محمد خان

جج لاہور ہائیکورٹ

(Not Reported)

(ترجمہ:حاجی اظہار الحق ایڈووکیٹ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت

حضرت علامہ اقبالؒ کی نظر میں

"احمدی اسلام اور ملک دونوں کے غدّار ہیں۔"

علامہ اقبالؒ کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام

لاہور

۲۱ جون ۱۹۳۶ء

میرے محترم پنڈت جواہر لال نہرو

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا، بہت بہت شکریہ۔ جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدیت کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے، دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا، وہ یہ تھا کہ میں دکھاؤں، علی الخصوص آپ کو کہ مسلمانوں کی وفاداری کیونکہ پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکہ اُس نے اپنے لیے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی علم نہیں ہے جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ اُن کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدردی ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات نے، احمدیوں میں مسرت وانبساط کی ایک لہر سی دوڑا دی۔ آپ کی نسبت اس غلط فہمی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہر حال مجھے خوشی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود دینیات سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی ''دینیات'' سے کسی قدر جی بہلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں **کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ ''احمدی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں''۔**

لاہور میں آپ سے ملنے کا جو موقعہ میں نے کھویا، اُس کا سخت افسوس ہے۔ میں اُن دنوں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ مسلسل اور پیہم علالت کے سبب میں عملاً عزلت گزیں ہوں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور مطلع فرمائیں کہ آپ پھر پنجاب کب تشریف لا رہے ہیں۔ شہری آزادیوں کی انجمن کے بارے میں آپ کی کیا تجویز ہے۔ اس سے متعلق میرا خط آپ کو ملا یا نہیں؟ چونکہ آپ اپنے خط میں اس خط کی رسید نہیں لکھتے، اس لیے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ یہ خط آپ کو ملا ہی نہیں۔

آپ مخلص:

محمد اقبال

''مندرجہ بالا خط مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی کی کتاب'' کچھ پرانے خط'' حصہ اوّل مرتبہ جواہر لال نہرو مترجمہ الحریری ایم اے ایل ایل بی صفحہ نمبر ۲۹۳ سے نقل کیا گیا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ